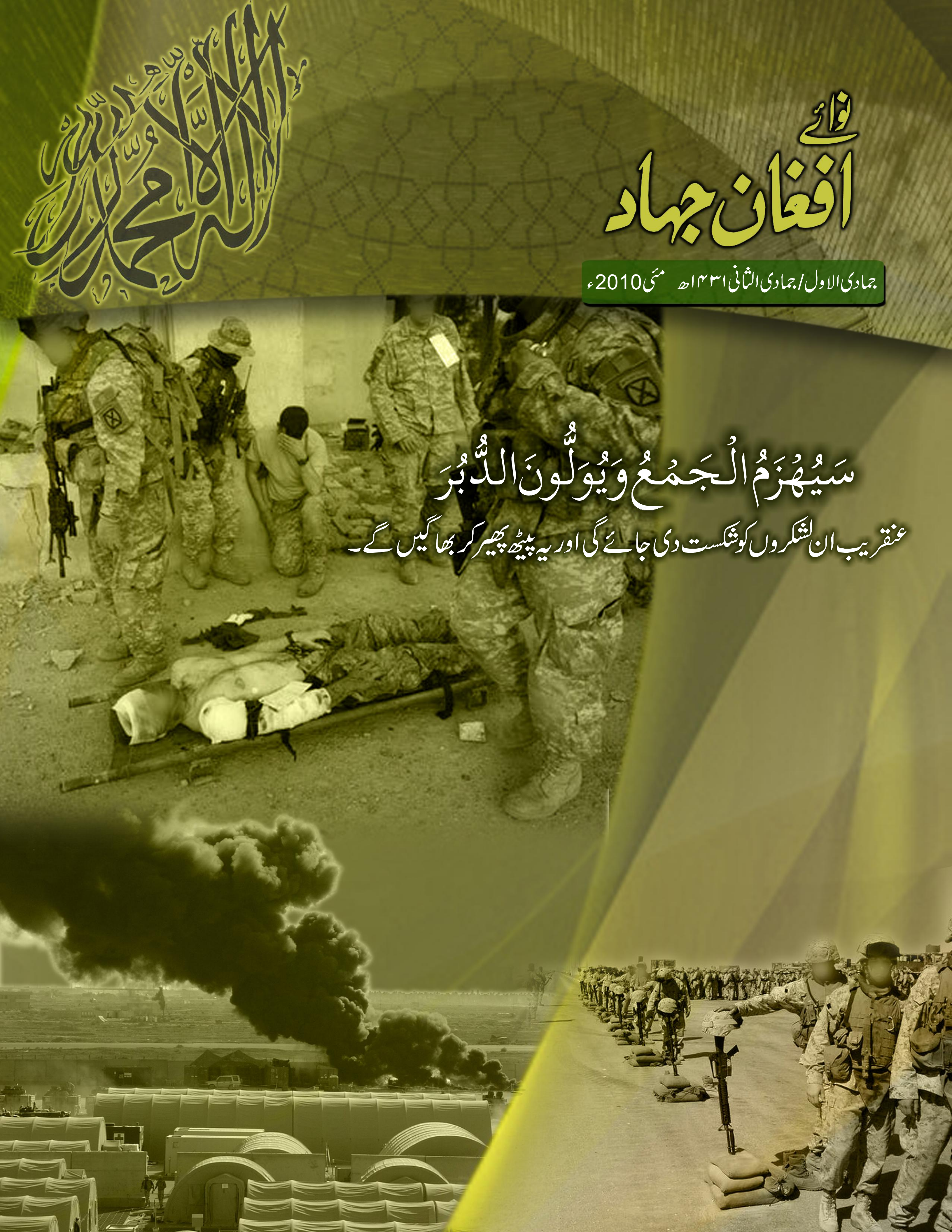


لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
نوائے
افغان جہاد
جمادی الاول/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ مئی 2010ء
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ
عنقریب ان لشکروں کو شکست دی جائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔

معرکہ اجنادین میں فتح اور اپنی شام روانگی کی خبر پہنچانے کے لیے حضرت خالد بن ولید کا خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از خالد بن ولید بخدمت خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

السلام علیکم۔ میں اللہ عزوجل کی حمد کرتا ہوں کہ جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد میں باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی حمد و شکر بجالاتا ہوں کہ مسلمان صحیح سلامت رہے اور کفار ہلاک ہوئے، اور کفار کی شرارتوں کے شعلے ٹھنڈے ہوئے۔ ہم اجنادین کے معرکے میں رومیوں کی جمعیت، جن میں وردان والیٔ حمص بھی شامل تھا، کے مقابل ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے لشکروں کو آراستہ و پیراستہ کرکے خوب ٹیپ ٹلو کے ساتھ ظاہر کر رکھا تھا، صلیبیں اٹھا رکھی تھیں اور اپنے دین کی قسمیں اٹھا اٹھا کر خوب عہد و پیمان کر رکھا تھا کہ وہ لڑائی میں کسی طرح اور کسی حالت میں بھی پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔ مگر ہم نے محض خدائے پاک کی ذات پر بھروسہ کرکے اُن کی طرف خروج کیا۔ باری تعالیٰ نے جو کچھ ہمارے قلوب میں مضمر تھا، اُس کو معلوم کرکے ہمیں صبر بخشا اور فتح و نصر سے ہماری تائید فرمائی۔ قہرِ الٰہی نے دشمنانِ خدا کو گھیر لیا اور ہم نے اُن کو ہر جگہ، ہر ایک گھاٹی اور ہر ایک میدان میں قتل کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جس وقت ہم نے اُن کے مقتولین کی تعداد معلوم کی تو پچاس ہزار تھی، چار سو پچھتر مسلمان بھی اس جنگ میں شہید ہوئے، جن میں سے بیس پچیس انصار اور قبیلۂ حمار کے اور تیس مکہ معظّمہ کے تھے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو زمرۂ شہدا میں داخل فرمائیں۔

میں یہ خط آج جمعرات بروز ۲ / جمادی الاخریٰ کو لکھ رہا ہوں، ہم دمشق جا رہے ہیں، آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کی دعا کیجیے۔ تمام مسلمانوں سے میری طرف سے سلام عرض کر دیجیے۔ والسلام علیک

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از ابوبکر صدیق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطرف خالد بن ولید و دیگر مسلمانان

امابعد! میں اُس ذات پاک کی حمد اور تعریف کرتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور اُن کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ہر حالت میں خواہ وہ پوشیدہ ہو یا ظاہر، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، مسلمانوں سے نرمی کرنے، اُن کی استطاعت کے مطابق اُن سے کام لینے، اُن کی خطاؤں سے درگزر کرنے اور ہر ایک کام میں ان سے مشورہ کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو فتوحات بخشیں، تمہاری مدد فرمائی اور کفار کو ہزیمت دی، اسے سن کر میں بہت خوش ہوا۔ تم اپنے گھوڑوں کو برابر بڑھاتے چلے جاؤ حتیٰ کہ تم کفار کے ممالک فتح کرتے کرتے شام کے باغات تک پہنچ جاؤ اور اللہ تعالیٰ اُس کو تمہارے ہاتھ سے فتح کرا دیں۔ اس کے بعد حمص اور معرات کی طرف بڑھو اور پھر انطاکیہ کی جانب۔ تم اور تمہارے ساتھیوں پر سلام ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ میں تمہارے پاس بہادرانِ یمن، شیرانِ تخع اور سردارانِ مکہ کو بھیج رہا ہوں۔ عمرو بن معدی کرب اور مالک بن اشتر تمہارے کاموں میں زیادہ مددگار اور معاون ثابت ہوں گے۔ جس وقت تم بڑے بڑے شہر، پہاڑوں والے علاقے یعنی انطاکیہ پہنچو تو بادشاہ ہرقل چونکہ وہاں مقیم ہے لہٰذا اگر وہ تم سے مصالحت کرنا چاہے تو تم صلح کر لینا اور اگر لڑائی پر آمادہ ہو تو پھر تم بھی جنگ کرنا، پہاڑوں کے دروں میں نہ جانا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل کی موت قریب ہے۔ کل نفس ذائقة الموت کہ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ والسلام

(فتوح الشام)



نوائے افغان جہاد

جلد نمبر۳، شمارہ نمبر۴

جمادی الاول/جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ — مئی 2010ء

حضرت مقداد بن الاسودؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے قربِ قیامت ''غلبۂ اسلام'' کی نوید دیتے ہوئے فرمایا: ''کل روئے ارضی پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر باقی رہے گا نہ اونٹ کے بالوں سے بنا ہو خیمہ جس میں اللہ کلمۂ اسلام کو داخل نہ کردے، خواہ کسی عزت دار کو عزت سے اہل اسلام میں داخل کردے گا یا انہیں مغلوب کردے گا چنانچہ وہ (جزیہ دے کر) اسلام کی بالادستی قبول کرلیں گے!'' پھر راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا'' پھر تو دین (نظام) کل کا کل اللہ ہی کے لیے ہو جائے گا''۔

(مسند احمد)



عنوانات

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

Nawaiafghan@gmail.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ ۱۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع' نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیر تسلط ہیں۔ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے،اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام' نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا مؤقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

اداریہ

جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، وہ عالم پیر مر رہا ہے

خطہ خراسان کی بلند و بالا چوٹیوں پر پڑی برف موسم گرما کی شدت کے زیر اثر جیسے جیسے پگھلتی جا رہی ہے، بعینہٖ صلیبیوں کی افغانستان میں کامیابی کی امیدوں کی شمعیں بھی دم توڑتی جا رہی ہیں۔ ۲۰۱۰ کے موسم گرما کو ۹ سالہ جنگ کا فیصلہ کن مرحلہ سمجھا جا رہا تھا۔لیکن محسوس یوں ہوتا ہے کہ مرحلہ محض رسمی خانہ پری ہوگا کیونکہ جنگ کا فیصلہ تو ہو چکا اور نتیجہ ہر ایک کو روز روشن کی طرح واضح نظر آرہا ہے۔صلیبی لشکر نے جس گھن گرج کے ساتھ ایک فیصلہ کن لڑائی لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا وہ طمطراق تو مرجاہ کی ''شان دار'' شکست کے ساتھ ہی رخصت ہو چکا اور برف پگھلنے کے بعد تو ویسے بھی کوہساروں کے فرزند اور مجاہدین اسلام' اللہ اور اُس کے دین کے دشمنوں پر جھپٹنے اور کاری ضربیں لگانے کے لیے تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔

افغانستان کی اس ۹ سالہ صلیبی جنگ کا نتیجہ سمجھنے کے لیے اوبامہ کے حالیہ دورہ کابل (درحقیقت دورۂ بگرام بیس) میں ایک عظیم درسِ عبرت پنہاں ہے۔''سپر پاور'' ہونے کے دعوے دار امریکہ کا صدر اپنے ''مفتوح'' ملک میں' جہاں ۸ سال سے اُس کے لاکھوں سورما موجود ہیں' چوروں کی طرح رات کو اترتا ہے اور سخت ترین زمینی و فضائی سیکورٹی کے حصار میں محض ساڑھے پانچ گھنٹے بعد دن نکلنے سے قبل ہی واپس فرار ہو جاتا ہے۔بگرام بیس پر اپنے فوجیوں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے بھی اوبامہ نے بلٹ پروف جیکٹ نہیں اتاری۔اوباما کے اس غیر اعلانیہ دورے میں یہ پیغام چھپا ہے کہ صلیبیوں کی دسترس افغانستان میں درحقیقت بگرام ایئر بیس اور کابل کے صدارتی محل تک محدود ہے اور وہ وہاں بھی محفوظ نہیں ہیں (ان شاء اللہ)۔

صلیبی اتحاد کی افغانستان میں کسمپرسی کا اس سے واضح اشارہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُن کا اپنا ''پالتو'' کرزئی بھی اُن کو آنکھیں دکھانے لگا ہے۔کرزئی کی حکومت اور صدارت کی اوقات کتنی ہے' اس پر کچھ لکھنا تو فقط لفظوں کا ضیاع ہے لیکن گردشِ دوراں دیکھیے کہ یہی کرزئی برسرِ عام اپنے آقاؤں یعنی صلیبیوں پر برستا ہے اور نہ صرف یہ کہ اُنہیں مطعون کرتا ہے بلکہ اُنہیں دھمکی بھی دیتا ہے کہ 'وہ طالبان کی صفوں میں شامل ہو جائے گا' (یہ اور بات کہ طالبان اُس کا حشر نجیب سے بھی برا کریں گے)۔یہ سب اشارے بہت واضح انداز میں پتہ دے رہے ہیں کہ جنگ کا فیصلہ ہو چکا اور ان شاء اللہ' اللہ کی نصرت سے فتح اہل حق یعنی مجاہدین اسلام کا مقدر بن چکی ہے، اب صرف صلیبی اتحاد کی تکفین و تدفین باقی ہے۔صلیبی اتحاد کے اہم ترین جز و ناٹو نے بھی اس نوشتۂ دیوار کو نا صرف پڑھ لیا ہے بلکہ تسلیم بھی کر لیا ہے۔اپریل کے اواخر میں منعقدہ ناٹو وزرائے خارجہ کے اجلاس میں افغانستان سے انخلا کے فیصلے پر اتفاق پایا گیا۔گویا سب کے سب لنگر لنگوٹ کس کے بھاگنے کو تیار بیٹھے ہیں لیکن اہم سوال یہ ہے کہ واپسی کا راستہ کس طرف ہے؟ اسی سوال کے جواب کی تلاش ہمیں پاکستان لے جاتی ہے، کیونکہ یہی وہ راستہ ہے جہاں سے صلیبی لشکر افغانستان اترے تھے۔

پاکستان میں صلیبی اتحاد کا ہراول دستہ یعنی پاکستانی فوج بہت تندہی سے اپنے آقاؤں کے لیے راستے ہموار و صاف کرنے میں مصروف ہے۔وزیرستان، اورکزئی، خیبر، باجوڑ، کرم، مالاکنڈ سمیت کم و بیش تمام قبائلی ایجنسیوں میں چھوٹے بڑے فوجی آپریشن کیے جا رہے ہیں۔ان قبائل نے مجاہدین کی نصرت اور جہاد افغانستان میں بڑے پیمانے پر شرکت کے جو ''جرائم'' سرانجام دیے ہیں وہ اپنی جگہ لیکن فی الوقت ان کی سرکوبی کو شاید اس لیے اتنی اہمیّت دی جا رہی ہے کہ صلیبی اتحاد بالخصوص امریکہ جو افغانستان سے فرار کے بعد پاکستان کو اپنی آماجگاہ بنانے جا رہا ہے بلکہ بنا چکا ہے' اُس کے خلاف تازہ اور بھرپور مزاحمت کا مرکز و محور بھی یہی خطہ ہوگا۔چنانچہ فلسفۂ پیشگی اقدام (Preemptive Attack) کے تحت ان قبائل کی نسل کشی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔اندھا دھند بمباریوں کے ذریعے پوری پوری آبادیاں ملیامیٹ کر دی گئی ہیں، چند روز قبل ہی خیبر ایجنسی کی وادیٔ تیراہ میں فوج کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے بمباری کر کے کم و بیش ۷۲ افراد جس میں خواتین اور بچے میں شامل تھے' شہید کر دیے۔بدروح جنرل کیانی نے صلیبیوں کی سی ڈھٹائی سے کہا کہ ''ہم تیراہ کے کوکی خیل قبیلے سے فوج کی اس زیادتی پر معذرت خواہ ہیں''۔

دوسری طرف اہل پاکستان کا یہ حال ہے کہ اپنی انفرادی و اجتماعی بداعمالیوں کے سبب طرح طرح کے چھوٹے بڑے عذابوں میں گرفتار ہیں۔پتھر کے جس زمانے سے امریکہ اور مشرف پاکستانیوں کو ڈرایا کرتے تھے' پاکستان اُسی 'پتھر کے دور' میں پہنچ چکا ہے۔جہاں نہ بجلی ہے اور نہ کھانے کو آٹا، اس پر مستزاد یہ کہ جس بلا کو ۶۳ سال تک اُنہوں نے اپنی حفاظت کے لیے خون پسینے کی کمائی سے پالا ہے' اُس کو خون کی ایسی چاٹ لگی ہے کہ اپنے ہی لوگوں کا خون پینے کے لیے مری جا رہی ہے۔لیکن اہل پاکستان اپنی اس بدحالی کا رونا تو روتے ہیں مگر اس سے نکلنے کی جو تدبیر چاہیے اُس کی طرف اُن کا دھیان نہیں جاتا۔ہم ان سطور کے ذریعے اہل پاکستان اور پاکستان کے تمام مخلص اصحاب حل و عقد سے دردمندانہ درخواست کرتے ہیں کہ اپنی انفرادی اور اجتماعی گناہوں، بداعمالیوں اور سرکشیوں پر انفرادی و اجتماعی استغفار کریں اور فقط زبانی توبہ پر اکتفا نہ کریں بلکہ عملی طور پر کفارہ بھی ادا کریں اور ہمارے ملی گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ پوری قوم اپنے علما و صالحین کی قیادت میں یک جان ہو کر اٹھے اور خود پر مسلط طاغوتی نظام کو اکھاڑ پھینکنے کے بعد شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سرزمین پر نافذ کر دیا جائے۔اور افغانستان پر صلیبی حملے میں معاونت کا جو گناہِ عظیم کو جو اس قوم سے سرزد ہوا ہے' اُس کا کفارہ یہ ہے کہ افغانستان سے بھاگتے صلیبیوں کا پیچھا کیا جائے اور اُن کو اُن کے حواری پاکستانی حکمرانوں، سیاست دانوں، افسر شاہی اور جرنیلوں سمیت بحیرۂ عرب میں غرق کر دیا جائے۔اللہ ہمیں سچّی توبہ کرنے اور اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

تقویٰ اور پرہیزگاری

شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ

کہا جاتا ہے کہ ایک نیکوکار نے کسی محل والے کے بارے میں پوچھا؛ کہ یہ کس کا محل ہے؟ پھر انہیں یہ حدیث یاد آ گئی کہ ''انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ لایعنی کو ترک کردے'' تو انہوں نے اس گناہ کے کفارے کے لیے پورے ایک سال کے روزے رکھے! کیونکہ انہوں نے صاحبِ قصر کی بابت سوال کیا تھا، اس شخص کا کیا کہنا جس کی زبان رات دن حرمات کو چاٹتے نہیں تھکتی، جو شبہات کے پیچھے پڑا رہتا ہے، اور وہ کسی مسلمان کو نہیں چھوڑتا چاہے وہ کوئی عام شخص ہو، کوئی عالم ہو یا جاہل ہو، مگر یہ کہ اس کے گوشت کو اپنے دانتوں میں چبا چھوڑتا ہے، اور اپنی زبان سے اس کی عزت کو چاٹتا ہے، پھر بھلا وہ کیسے اللہ سے ملاقات کرے گا؟

جان لو میرے بھائی۔۔جیسا کہ ابن عسا کرنے علما کا گوشت کھانے کے بارے میں کہا ہے: ''بیشک علما کا گوشت زہریلا ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جو جان بوجھ کر اسے کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا راز فاش کر دیتا ہے، اور جو لوگوں پر تنقید کے لیے اپنی زبان چلاتا ہے اللہ تعالیٰ سب سے پہلے اس کے دل کو مردہ کر دیتے ہیں۔'' دع ما یریبک الی ما لا یـــــریبک" جس چیز میں تمہیں شک ہوا سے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر لو جس میں تمہیں شک نہ ہو''۔ (صحیح الجامع الصغیر) مشتبہ چیزوں کو چھوڑ دیجیے...... مباحات کے دائرے سے نکل جایے یہاں تک کہ آپ پرہیزگاری اور تقویٰ کے مقام تک پہنچ جائیں، اس لیے تا کہ اللہ آپ کے دشمنوں سے آپ کی حفاظت کرے، پھر اس قاعدے کو یاد کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے: ان اللّٰہ یدا فع عن الذین امنوا ۔ (الحج: ۳۸) بیشک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دفاع کرتا ہے۔

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ''جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے......'' (بحوالہ بخاری)۔ کیا آپ زمین اور آسمان کے جبار سے مقابلہ کرنا گوارا کر سکتے ہیں؟ پھر کیا ہو گیا ہے تمہیں میرے بھائی؟ کیا تمہیں اپنی آخرت یاد نہیں؟ کیا یاد نہیں کہ ایک دن تمہیں اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے؟ کیا اعمال کے ترازو اور قبر کا بھینچنا یاد نہیں؟ کیا تمہیں سانپ اور بچھو یاد نہیں؟ کیا جہنّم پر سے گزرتا ہوا پلِ صراط یاد نہیں؟ کتنے ہی لوگ ہیں جو اس پلِ صراط سے گر جاتے ہیں، اور وہ گرنا صرف حقوق العباد کی وجہ سے ہوتا ہے، وہ حقوق جو نہ آپ کو نفع دیتے ہیں نہ نقصان، اور آپ ان کے درپے ہو جاتے ہیں، ان کی عزت کو پامال کرتے ہیں، اور دوسروں کو اپنے سے نیچا دکھانے کی خاطر ان کے حقوق میں کمی کرتے ہیں، دوسروں کو نیچا دکھانے کا شوق آپ کا نقص ہے، اور جس کے اندر یہ نقص ہو اس کو اس کے علاوہ کوئی چاہت نہیں ہوتی کہ وہ دوسروں کو تنگ کرے اور ان کے عیب بیان کرے، اور یوں اپنے ترازو کو ہلکا کرے، اور لوگوں کی حق تلفی کرے، حق کا انکاری ہو اور دوسروں کا حق نہ پہچانے۔

پس پرہیزگاری کے مراحل میں سب سے پہلا مرحلہ یہ ہے کہ: برائیوں سے دور رہا جائے، مباحات اور شبہات کے ان علاقوں سے دور رہا جائے جہاں جا بجا بارودی سرنگیں بچھی ہیں، اور جوان سے بچ گیا تو پس اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انسان نجاست والی جگہ پر کیسے اپنے کپڑوں کو بول و براز اور نجاستوں سے بچاتا ہے؟ پس آپ کا دین محفوظ ہو گیا، آپ کی عزت محفوظ ہو گئی، آپ کا دل محفوظ ہو گیا، اور پاک صاف ہو گیا، دل کو پرہیزگاری کے علاوہ اور کوئی چیز صاف نہیں کر سکتی! اس کو مشتبہ باتوں اور خواہشات سے بس تقوی ہی پاک کر سکتا ہے......اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ انسان دین کا پیشوا بن جائے اور اس کا کلام متقین میں شمار کیا جائے الا یہ کہ وہ خواہشات اور شبہات سے بچتا ہو۔

صبر اور یقین شبہات اور نفسانی خواہشات کا علاج ہے:

شبہات سے بچنے کا علاج یقین میں ہے اور خواہشات سے بچاؤ کا طریقہ صبر ہے۔ صبر اور یقین کے ذریعے انسان متقین کا امام بن جاتا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ۔ (السجدہ: ۲۴)

''اور جب ان لوگوں نے صبر کیا تو ہم نے ان میں سے ایسے پیشوا بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھتے تھے''

یقین کو لازمی تھام لو کیونکہ وہ شبہات کو دور کرتا ہے، ایسی بات نہ کرو جس کی صحت کا یقین نہ ہو، اور جس بات کی صحت کا یقین ہو وہ بھی تب ہی کرو جب اس میں خیر ہو، اور جب کسی کام کے اچھے یا برے ہونے میں شبہ ہو تو پھر شک والی چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو......اور شبہات کو ترک کر دو یہاں تک کہ تقوی میں امامت کے مقام تک پہنچ جاؤ۔

تقویٰ کا تعلّق نیکیوں سے ہے، ان کو کثرت سے کیا جائے اور ضائع ہونے سے بچایا جائے۔ پرہیزگاری کا تعلّق ایمان سے بھی ہے، کیونکہ جب بھی اعمال صالحہ میں اضافہ ہوتا ہے ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے اور اس بات پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ ایمان وہ ہے جو دل میں موجزن ہو جائے، زبان سے اس کا اظہار ہو، اعضاءِ جسم سے ان پر عمل ہو، اطاعت اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتی ہے اور گناہوں سے اس میں کمی آ جاتی ہے۔ اسی لیے جب بھی انسان شبہات اور خواہشات میں پڑ جاتا ہے اس کی برائیاں زیادہ ہو جاتی ہیں، اور یہ برائیاں دل کا نور بجھا دیتی ہیں۔ جیسا کہ امام مالک نے امام شافعی (رحمهما الله جميعاً) سے پہلی ملاقات میں کہا تھا: ''اے بیٹے! میں دیکھتا ہوں کہ اللہ نے تمہارے دل میں نور ڈالا ہے پس اس کو گناہوں کے اندھیرے سے نہ بجھانا!'' اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

کلا بل ران علیٰ قلوبھم ما کانوا یکسبون۔ ''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے''۔(المطففین:۱۴)

ران سے مراد وہ سیاہ غلاف ہے جو سیاہ نکتوں کے جمع ہونے کی وجہ سے دل پر آ جاتا ہے، جیسا کہ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ جب بھی انسان کوئی برا کام کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ اور پھر توبہ نہ کرنے کے نتیجے میں یہ سیاہی بڑھتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ پورے دل پر ایک سیاہ غلاف چڑھ جاتا ہے۔ یہی 'الران' ہے، اور دل ایسا ہو جاتا ہے جیسا کہ بعض روایات میں آتا ہے (کالکوز مجخیاً) اوندھے کوزے کی طرح جس میں کوئی خیر نہیں ٹھہر سکتی، ایک ایسے برتن کی طرح جو الٹا ہو، کیا اس میں پانی ٹھہر سکے گا؟ یہی حال اس دل کا ہے جس پر زنگ چڑھا ہو، جب گناہ بڑھ جاتے ہیں تو اس میں ذرا بھی نور نہیں رہتا، ذرا بھی نہیں، نہ ہی کوئی اچھائی، نہ بھلائی، نہ نیکی، نہ حکمت اور نہ ہی کوئی علم اور وہ شیطان کے لیے خالی ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں آ کر اپنے بیج بوتا رہے۔

امام نوویؒ کی پرہیزگاری:

روایات میں سلف کے بارے میں ان کی پرہیزگاری اور تقویٰ کے حوالے سے ایسی باتیں ملتی ہیں کہ آج کی عقل بیمار ان کو ماننے سے انکار کر دیتی ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ امام نووی شام میں پیدا ہوئے، وہیں رہے اور وہیں ان کی وفات ہوئی، لیکن انہوں نے کبھی وہاں کا کوئی پھل نہیں چکھا، اور جب ان سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: یہاں کچھ باغ وقف کیے گئے تھے جنہیں ضائع کر دیا گیا ہے، اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں وقف کیا گیا مال نہ کھا لوں! ان کے اسی تقویٰ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر علم کے اتنے دروازے کھولے۔ نوویؒ سے اس طرح کی بہت سی باتیں نقل کی گئی ہیں؛ یہ کہ وہ کئی مرتبہ تیل بچانے کے لیے چراغ بجھا دیتے تھے اور اپنے ہاتھ میں موم بتی پکڑ کر اس سے روشنی کرتے تھے تا کہ لکھ سکیں۔ انہوں نے ایسی ایسی کتابیں لکھیں ہیں جن کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض اسلامی جامعات میں ڈاکٹریٹ، ماسٹرز، اور اعلیٰ سطح کی تعلیم میں پڑھائی جاتی ہیں، اور مشکل سے ایک سال میں ان کے کچھ صفحات ہی پڑھے جاتے ہیں۔

تقویٰ سے انسان کو دل کی مضبوطی اور عزت کی میراث حاصل ہوتی ہے، جب ظاہر بیبرس نے یہ فتویٰ طلب کیا کہ وہ اسلحہ خریدنے کے لیے مال جمع کرے تو شام کے تمام علما نے فتویٰ دے دیا سوائے امام نوویؒ کے، اس پر وہ برہم ہوا اور کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے دشمنوں کو روکوں اور مسلمانوں کے علاقوں کی حفاظت کروں لیکن تم مجھے اسلحہ کی خریداری کے لیے فتویٰ نہیں دے رہے؟ انہوں نے کہا: تم ہمارے پاس اس حال میں آئے تھے کہ ایک غلام تھے، مملوک تھے جس کے پاس دنیا کا کچھ سامان نہ تھا، اور آج میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے پاس غلام اور حفاظتی پہریدار ہیں، محل اور جائیدادیں ہیں، یہ سب تمہارا مال تو نہیں ہے، اگر تم یہ سب بیچ دو اور اس کے بعد اسلحہ کی خریداری کے لیے فتویٰ مانگو تب میں دوں گا کہ ہاں تم مسلمانوں سے مال جمع کر سکتے ہو۔ اس نے کہا کہ شام سے نکل جاؤ، پس وہ شام سے نوی کی طرف نکل پڑے، اس پر علماء شام ظاہر بیبرس کے پاس آئے اور اس سے کہا: ہم محی الدین النووی سے مستغنی نہیں ہو سکتے! اس نے کہا: انہیں واپس بلا لو، وہ لوگ نوی میں حوران کے علاقے میں گئے اور ان سے کہا: آپ واپس آ جائیے، ظاہر نے آپ سے نرمی کی ہے کہ آپ شام واپس آ جائیے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک ظاہر وہاں موجود ہے میں ہرگز وہاں داخل نہ ہوں گا!......عزت!...... بلندی!...... یہ چوٹی! وہ کون سی چیز ہے جس نے ان دلوں کو ایسے مواقع جمائے رکھا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ان نفوس کو اس دنیاوی تحفظ سے ماورا کر دیا؟ وہ کون سی چیز ہے جس نے ان نفوس کو ان چوٹیوں کی اونچائی تک پہنچا دیا؟ یہ پرہیزگاری ہے، جو باذن اللہ، عزت اور قوت پیدا کرتی ہے۔

تقویٰ سے معمور دل نڈر ہوتا ہے، دلیر ہوتا ہے، قوی ہوتا ہے اور زبردست ہوتا ہے! اس کے برعکس شبہات اور خواہشات کے تابع لوگوں کے دل کمزور ہوتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، سڑک پر چلنے والے پولیس والے سے بھی کانپتے ہیں، خیال کرتے ہیں کہ وہ ان کی نگرانی کر رہا ہے اور ان کے خلاف مقدمہ درج کر دے گا، جبکہ عظیم دلوں کے مالک لوگ، وہ جن کے سینے کھلے ہوتے ہیں، ان جانوں کے مالک لوگ جن کی نشونما حلال پر، تقویٰ پر ہوئی ہوتی ہے، یہ ہیں وہ دل جو عظمت والے، قوی ہوتے ہیں، اور شیر کی مانند بننے کے لیے ضروری ہے کہ اس طرح شجاعت والے دل ہوں......اللہ تعالیٰ نے امام نووی کی قسم کو پورا کیا، کچھ ہی مہینے گزرے کہ بیبرس کا فوت ہو گیا اور نوویؒ شام لوٹ آئے۔

تمہارے گھروں سے تقویٰ نکل چکا ہے:

بشیر الحافی کی بہن امام احمد کے پاس آئی اور ان سے کہا: اے امام کیا میں ظالمین کے چراغ کی روشنی میں سوت کات لوں؟ آج کل کے بڑے اور امیر لوگ بڑے بڑے چراغ اور شمعیں اپنے گھروں میں روشن کرتے ہیں جن سے ان کے آس پاس کا علاقہ بھی روشن ہو جاتا ہے......تو میں اس لیے آئی ہوں کہ آپ سے دریافت کروں کیا میرے لیے یہ جائز ہے کہ بنائی کروں اور ایسی روشنی میں سوت کاتوں؟ امام احمد نے پوچھا: یہ کہاں سے آئی ہے، انہیں بتایا گیا: یہ بشر الحافی کی بہن ہے۔ کہا: تمہارے گھروں سے تقویٰ نکل چکا ہے! یہ وہ قلیل مثالی نفوس ہیں جنہوں نے اسلام کی حفاظت کی۔

لالچ کا علاج تقویٰ ہے:

حسن بصری کو بہت تعجب ہوا جب انہوں نے ایک غلام سے پوچھا: اے غلام دین کو قوت دینے والی چیز کون سی ہے؟ کہا: تقویٰ اور پوچھا: دین کو ہلاک کرنے والی شے کون سی ہے؟ کہا: لالچ! لالچ نے کتنے لوگوں کا دین تباہ کر دیا ہے اور کتنی ہی خواہشات ضائع ہو چکی ہیں جن کو امت نے چاہا اور ان کے حصول کے لیے تگ و دو کی اور کتنے ہی داعی دنیا اور اس کی لالچ کے پیچھے ضائع ہو گئے، تاریخ کے دھارے پر اسلام کی حفاظت سوائے پرہیزگار صالحین، زہد سے معمور متقین کے کسی نے نہیں کی۔ اور آپ کو انسان کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب اس کے ساتھ کوئی کام (کاروبار) کرتے ہیں، آپ کو درہم و دینار کے ساتھ اس کے معاملے سے اس کے تقویٰ کا پتہ چل جاتا ہے۔ وہ آدمی کیسے اپنے اس حقیر، معمولی، مختصر سے منصب کی حفاظت کرے گا جو کہ دنیا میں بھی کچھ حیثیت نہیں رکھتا، تو آخرت کے مقابلے میں اس کی کیا

حیثیت ہوگی! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسے ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی کو سمندر میں ڈالے اور پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی لے کر لوٹی ہے''(مسلم)۔سمندر کے پانی سے انگلی پر کیا لگا رہ جاتا ہے؟! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ''دنیا آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ''(بخاری)۔اور جنت میں کوڑا رکھنے کی جگہ بھلا کتنی ہوگی؟ اور جنت میں جانے والا سب سے آخری انسان، مسلم کی روایت کے مطابق، اس کو اس زمین سے دگنی جگہ ملے گی، اور احمد کی روایت میں اس دنیا جیسی دس دنیاؤں کے برابر جگہ ملے گی! پس اللہ سے ڈرو! اور اپنے دلوں پر توجہ دو، اور جس چیز میں شک ہو اس کو چھوڑ کر بغیر شک والی چیز کو اختیار کرلو، تمہارے منہ میں جو کچھ جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اس سے ہوشیار رہو، اور سب سے اہم چیزیں جو تمہیں بچائیں گی وہ منہ اور شرم گاہ ہیں، ان کی حفاظت کرو تو جنت میں داخل ہوجاؤ گے، صحیح حدیث میں آتا ہے: ﴿جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے گا جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان اور جو اس کی دو ٹانگوں کے درمیان ہے میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا﴾ اپنے منہ کو حرام چیزوں کے داخل ہونے سے، شبہات کے اندر جانے سے اور نکلنے والے کلام سے بچائے رکھو، اور اپنی شرمگاہ کو زنا سے بچائے رکھو تو تمہارا رب تمہیں جنت میں داخل کردے گا اور ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ ہمیں جنت سے محروم نہ رکھے!

اس زمین پر بہت سے نیکوکار گزر چکے ہیں، اور اب بھی بہت سے نیکوکار بستے ہیں، مگر اصحاب ورع کہاں ہیں؟ اصحاب الورع کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو طمع سے چھٹکارا حاصل کرچکے ہیں، جو دنیا پر نچھاور ہونے سے اپنے آپ کو دور کرچکے ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو شبہات اور خواہشاتِ انسانی کی حدود پر رک جاتے ہیں؟

صحابہ رضوان اللہ علیہم کہا کرتے تھے ''ہم حرام کے خوف سے نوے حصّے حلال بھی چھوڑ دیتے تھے''، اپنے اور حلال امور کے درمیان فاصلہ پیدا کریں، اپنے اور حرام امور کے درمیان فاصلہ پیدا کریں، حلال سے اتنا فاصلہ پیدا کریں کہ اپنے دین اور عزت کو بچالیں اور اپنے دل کو محفوظ کرلیں۔

جہاد کے دوران میں مجموعات میں جب بھی اصحاب تقویٰ زیادہ ہوتے ہیں ان میں زندگی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ نکھر کر سامنے آتے ہیں، اور جب کبھی مجموعات میں ان کی تعداد کم ہوتی ہے تو وہ بجھ جاتے ہیں اور ختم ہوجاتے ہیں۔سوائے میرے بھائی...... ہوشیار رہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام پر پہنچا کر بہت احسان کیا ہے، اور ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ آپ کو رباط کے اجر سے محروم نہیں رکھے گا، اور آپ کو جہاد کے اجر سے محروم نہیں رکھے گا، اپنے نفس کی طرف سے ہوشیار رہو...... اپنے دل کی طرف سے ہوشیار رہو...... مال و جاہ کے بھیڑیوں سے بچتے رہو، مرتبے کی خواہش کا بھیڑیا، چاہے وہ کسی بھی جگہ ہو، اور مال کی محبت کا بھیڑیا، کیونکہ یہ تمہارے دین کے لیے دو بھوکے بھیڑیوں سے بھی زیادہ مہلک ہیں جو اندھیری رات میں کسی ریوڑ میں گھس جاتے ہیں۔''کسی شخص کے مرتبے اور مال کی حرص اس کے دین کے لیے دو بھوکے بھیڑیوں کے بھیڑوں کے ریوڑ میں گھس جانے سے بھی زیادہ باعثِ فساد ہیں''۔

ہاں، یہاں بھی متقی لوگ موجود ہیں لیکن بہت تھوڑے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ ہزاروں، بلکہ کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں، لیکن اگر کوئی ایک درہم جوان کا نہ ہو یا اس کے بارے میں ان کو شبہ ہو کہ وہ ان کا نہیں ہے تو وہ اس سے بچتے ہیں کہ اس میں سے کچھ بھی ان کے پیٹوں میں جائے، میں دیکھتا ہوں کہ وہ جہاد پر لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر قطرہ قطرہ خرچ کرتے ہیں حالانکہ وہ مال انہی کا ہے، اور انہی کی محنت کی کمائی ہے، لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اپنے اوپر سختی برداشت کریں......

میں ایک بھائی کو جانتا ہوں جو کسی ادارے کے نمائندہ تھے۔ان کی زوجہ ان سے کچھ ضرورت کی اشیاء وغیرہ طلب کرتی تھیں تو وہ کہتے: ہمیں اس کی ضرورت نہیں، اور ہم جائز چیزوں میں بھی زیادہ وسعت نہیں اختیار کرنا چاہتے۔ وہ شخص روزانہ اپنے نمائندگی کے عوض افغان جہاد کے لیے ہزار ریال دیتا تھا، جب ان کی بیوی کی طلب بڑھ گئی تو اس نے ان سے کہا: آپ ہمارا ویسا ہی حساب کتاب رکھیے جیسا آپ افغانیوں کا رکھتے ہیں، اور ہمارے ساتھ ویسا ہی معاملہ روا رکھیں جیسا آپ افغانیوں کے ساتھ رکھتے ہیں، اور ہمیں بھی کچھ دیجیے کہ ہم بھی افغانیوں میں سے ہی ہیں، پس ہم پر صدقہ کیجیے جیسے آپ ان پر صدقہ کرتے ہیں...... یہ نفس کے معاملے میں پرہیزگاری ہے، اسی لیے جب انہوں نے ملک چھوڑا تو ہر دل میں ان کے لیے جگہ تھی، اور انہوں نے کسی جگہ قدم نہیں رکھا الا یہ کہ، الحمدللہ، انہوں نے وہاں خیر چھوڑا، اور ان میں یہ تبدیلی مہاجرین اور مجاہدین کی نسبت سے پیدا ہوئی، اللہ کے فضل سے۔

اے میرے بھائیو...... اپنے نفس کی جانب توجہ دو، اپنے دلوں کو ٹٹولو، خواہشات اور شبہات سے ہوشیار رہو یہاں تک کہ تقویٰ میں امامت کے مقام تک پہنچ جاؤ، اور یہ بہت آسان ہے، اس کا ستون اور منبع یہ ہے کہ ''جس چیز میں شک ہو اسے چھوڑ کر بغیر شک والی چیز کو اختیار کرلو'' اور ''انسان کے اچھے اسلام کی پہچان یہ ہے کہ وہ اپنے سے لایعنی چیز کو چھوڑ دے''۔ سنو زیادہ اور بولو کم، جائز امور میں بھی زیادتی سے کام نہ لو، اور جہاں تک ہوسکے ضروریات پر اکتفا کرو، اور جو مال آپ کے ہاتھ میں ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو...... اور پھر دیکھو اللہ کیسے تم پر خیر کی برسات نازل کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

''وہ لوگ جنہیں ہماری بابت شک ہے کہ ہم کیا کررہے ہیں تو ان سے التماس ہے کہ وہ ہمارے یہاں تشریف لائیں اور قریب سے ہمارا اور ہماری کوششوں کا مشاہدہ کریں۔ پھر ہماری مساعی کا قرآن وسنت سے موازنہ کریں۔ پس اگر ہم قرآن وسنت کی مخالفت کررہے ہوں تو انہیں حق حاصل ہوگا کہ وہ بھی ہماری مخالفت کریں۔ اور اگر ہم شریعتِ اسلامیہ کے مقرر کردہ سیدھے راستے پر ہوں تو (وہ جان لیں کہ) یہی ہمارا راستہ ہے اور ہم ہرگز اس سے منحرف نہ ہوں گے۔ اگر ہم نے اس راہ سے ذرا بھی انحراف کیا تو ہم حقیقی مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فقط نام کے مسلمان رہ جائیں گے۔

(امیر المومنین ملا محمد عمر حفظہ اللہ)

(آخری قسط)

یہ غبار نہ چھٹنے پائے گا

شیخ انور العلوقی

پھر ایک اور شاعر کا واقعہ ہے جس کا تعلق بنو بکر کے قبیلے سے تھا۔ بنو بکر قریش کے حلیف تھے اور ان کا یہ شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشعار کہتا تھا۔ ایک دوسرا قبیلہ بنو خزاعہ کا تھا۔ یہ بھی مشرکین تھے لیکن صلح حدیبیہ کی رو سے یہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک نوجوان نے اس شاعر کے سر پر حملہ کر دیا جس سے وہ مرا تو نہیں البتہ زخمی ہو گیا۔ پھر وہ لوگ ایک وفد کی شکل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتحال سے آگاہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کا خون بہہ گیا ہے، اسے قتل کر دو۔''

بعد ازاں جب مکہ فتح ہوا تو بنو بکر مسلمان ہو گئے اور نوفل بن معاویہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شاعر کی بابت گفتگو کے لیے آیا۔ یہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں سے خیانت کا مرتکب ہوا تھا۔ اس نے خزاعہ کے لوگوں کو مسجد حرام میں قتل کیا اور جب اس کے ساتھیوں نے جو کافر تھے اس سے کہا کہ اللہ سے ڈرو، تم مسجد حرام میں لوگوں کو قتل کر رہے ہو! تو اس نے جواب دیا تھا: ''آج کوئی خدا نہیں، اپنا بدلہ لے لو، اللہ کو بھول جاؤ، اپنا بدلہ لے لو!''

کس کا جرم زیادہ بڑا ہے نوفل کا یا اس شاعر کا؟ نوفل نے جو کام کیا تھا وہ آفت انگیز تھا لیکن پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف کر دیا۔ اور پھر یہ شخص اس شاعر کی سفارش کرنے کے لیے آیا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ اب توبہ کر کے مسلمان ہونا چاہتا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی توبہ قبول کر لی۔

میں نے آپ کے سامنے اسلام کے اولین دور سے چند واقعات رکھے ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ علما اس مسئلے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ البتہ اس مسئلے پر دو کتابیں تفصیل سے موجود ہیں، اگر کوئی مزید پڑھنا چاہے وہ ان کتب سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ ایک کتاب کا تذکرہ میں پہلے بھی کر چکا ہوں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول (شاتم رسول کے خلاف ننگی تلوار)۔ یہ پوری کتاب توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھی گئی ہے۔ دوسری کتاب فقہ مالکی کے عالم قاضی عیاض کی الشفاء فی احوال المصطفیٰ ہے۔ یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر مشتمل ہے اور آخر میں توہین رسالت پر ایک باب موجود ہے۔

ابن تیمیہؒ کے قول سے ابتداء کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: جو کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا وہ غیر مسلم ہو وہ واجب القتل ہے اور یہی تمام علما کی رائے ہے۔

ابن المنذر لکھتے ہیں: ''ہمارے علما کا اس پر اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا واجب القتل ہے۔'' امام مالکؒ، اللیثؒ، امام احمدؒ، اسحاقؒ، امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی بھی یہی رائے ہے۔

الشفاء میں قاضی عیاض لکھتے ہیں: امام مالک کا مذہب یہ ہے کہ جو کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے اسے بغیر کسی تنبیہ کے قتل کر دینا چاہیے۔

ابن عتاب کہتے ہیں: قرآن اور سنت کا یہ تقاضہ ہے کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانا چاہے یا ان کی توہین کرے اسے قتل کر دینا چاہیے، چاہے کتنی چھوٹی بات ہو۔ امام مالک کا قول ہے: اگر کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بٹن گندا ہے تو اسے بھی مار دینا چاہیے!'' سبحان اللہ! یعنی اتنی سی بات سے بھی اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے تو اسے بھی مار دینا چاہیے!

اس کے بعد قاضی عیاض لکھتے ہیں: اس کے علاوہ کوئی اختلافی رائے ہمارے علم میں نہیں، اس پر تمام علما کا اجماع ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! اگر آپ میں سے کسی نے اصول الفقہ پڑھے ہوں تو اسے معلوم ہو گا کہ اجماع حجت ہے۔ اگر علما کا کسی بات پر اتفاق ہو جائے تو وہ قرآن اور سنت کے بعد حجت ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لا تجتمع امتی علی ضلالة۔ میری امت کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ (احمد)

الواقدی ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید نے امام مالک سے کسی ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زبان استعمال کی تھی۔ ہارون رشید نے امام مالک سے کہا کہ عراق کے فقہا نے اس شخص کو کوڑے مارنے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس پر امام مالک غصہ ہوئے اور کہا: اے امیر المومنین! امت زندہ کیسے رہ سکتی ہے جبکہ اس کے نبی کی توہین کی جا رہی ہو! جو کوئی انبیا کی توہین کرے وہ واجب القتل ہے۔

میرے بھائیو اور بہنو! اس خطبے کے لیے تحقیق کرتے ہوئے مجھے بہت سے عجیب وغریب فتاویٰ ملے۔ اور یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ لوگ اللہ کے دشمنوں کو راضی کرنے کی کوشش میں کس قدر گر جاتے ہیں! ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فتری الذین فی قلوبھم مرض یسارعون فیھم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرہ۔ ''آپ دیکھیں گے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ دوڑ دوڑ کر ان میں گھس رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں خطرہ ہے، ایسا نہ ہو کہ کوئی حادثہ ہم پر پڑ جائے۔'' (المائدہ: ۵۲)

یہ منافقین ہیں اور ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے۔ ان کو ڈر لگتا ہے کہ اگر ہم نے حق بات کہہ دی تو کہیں ہم پر کوئی مصیبت نہ آ جائے۔ یہ لوگ اللہ سے زیادہ اللہ کے دشمنوں سے ڈرتے ہیں۔

اسلامی معاشروں کے لوگ فطری ردعمل کی وجہ سے سڑکوں پر نکل آئے کیونکہ جو کچھ انہوں نے سنا اس پر وہ غم وغصّے سے بھر گئے تھے۔ ان سادہ مسلمانوں کے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے معمور ہیں۔ یہ محبت ان کی فطرت کا حصّہ ہے! وہ کوئی عالم نہیں ہیں بلکہ

بس سادہ سے مسلمان ہیں جنہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور یہی محبت انہیں احتجاج کے لیے کھینچ لائی۔ ممکن ہے ہم ان جلوسوں سے اتفاق کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں، اس کے فوائد اور نقصانات پر بات ایک الگ بحث ہے۔ لیکن اصل چیز جو دیکھنی چاہئے وہ جذبہ ہے جس کے تحت یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ یہ ان مسلمانوں کی فطری محبت کا تقاضہ ہے، اسی لیے انہوں نے پرچم وغیرہ نذرِ آتش کیے۔ ان حالات میں علما نے عوام کے سامنے ان کی اصل ذمہ داری اور شرعی حکم واضح نہیں کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ: لتبیننه للناس ولا تکتمونه علما کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے احکام چھپانے کے بجائے ان کو کھول کر بیان کریں۔ اس کے برعکس انہوں نے لوگوں کو مزید الجھن میں ڈال دیا اور بجائے اس کے کہ وہ عوام کو اللہ کے حکم سے آگاہ کرتے انہوں نے جلسے جلوسوں کی مذمت شروع کر دی، جھنڈے جلانے پر ان کی مذمت کی، سڑکوں پر نکل آنے پر ان کی مذمت کی اور کچھ علما تو اس حد تک بھی بڑھ گئے کہ ڈینش مصنوعات کے بائیکاٹ کی بھی مذمت کر دی اور کہنے لگے کہ ''یہ ہمارے اور ان کے درمیان اچھے تعلقات قائم کرنے میں مزاحم ہے اور ہمیں چاہیے کہ اپنے اختلافات مٹا کر ایک دوسرے کے قریب آ جائیں۔''

ان سارے بیانات میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا کیا بنا؟! آخر اس کے حوالے سے بات کیوں نہیں کی گئی اور اس کو کیوں نہیں واضح کیا گیا؟ اگر آپ حق بات نہیں کر سکتے تو کم از کم خاموش رہنا چاہیے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیصمت۔ ''جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔'' (صحیح بخاری، مسلم)

آج یہ لوگ علم کی دستار پہن کر لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں اور ان کے افعال کی مذمت کر رہے ہیں کہ ایسا مت کرو۔ لوگوں نے بھی کیا کیا؟ گھروں سے احتجاج کے لیے نکلے اور ڈینش مصنوعات کا بائیکاٹ کیا۔ حالانکہ یہ طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے بجائے گاندھی کے پیروکاروں کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ ہیں جنہوں نے فرمایا تھا: انا نبی المرحمه وانا نبی الملحمه۔ میں رحمت کا نبی ہوں اور میں جنگ کا نبی ہوں۔ (بیہقی، ترمذی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا تھا: بعثت بالسیف بین یدی الساعه حتی یعبد الله وحده۔ مجھے قیامت کے دن تک کے لیے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی جائے۔ (مسند احمد) اور فرمایا: امرت ان اقاتل الناس۔ مجھے لوگوں سے قتال کا حکم دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور ایک مرتبہ قریش کے لوگوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: جئتکم بذبح۔ میں تمہارے پاس ذبح کا حکم لے کر آیا ہوں۔ (مسند احمد) ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار اور امتی ہیں گاندھی کے نہیں!! ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم کون ہیں اور ہم کس کی بات کر رہے ہیں۔ یہاں معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ یہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا معاملہ ہے!

اس کے بعد بات حد سے بڑھ گئی جب ایک سویڈش لارس ولز (Larce Wills) نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنائے۔ نعوذ باللہ یہ الفاظ منہ سے نکالنا بھی مشکل لگتا ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کتے کی شکل میں دکھایا۔ (لعنة اللّٰه علیه) اور اس پر یہ بدمعاش آ کر ان لوگوں کے خلاف فتوے جاری کرتے ہیں جنہوں نے اس کو دھمکایا تھا! اس کفر کے خلاف آواز اٹھانے اور لوگوں کے سامنے حکم شرعی رکھنے کے بجائے اگر زبان کھولی تو صرف مسلمانوں کی مذمت کے لیے! علم کے اس منصب کا تقاضہ کہاں پورا ہو رہا ہے؟

اس کردار کا حق ادا کرنا چاہیے، حق کو صاف صاف کھول کر بیان کریں اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو علم کی یہ دستار اتار کر گھر بیٹھ جائیں۔ یہاں بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے! محمد بن مسلمہ نے کہا تھا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر تھام لیا ہے تو اس پر اپنی تلواروں سے حملہ کر دینا۔ یہ تھے محمد بن مسلمہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان نثار کرنے والے۔ افسوس آج ہم میں کوئی محمد بن مسلمہ نہیں! ہمیں اپنی جان، مال اور ہر ہر چیز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کرنا ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے۔ ہم ان علما کے بارے میں وہی بات کہہ سکتے ہیں جو قاضی عیاض نے کہی تھی کہ: ''ہو سکتا ہے یہ وہ علما ہوں جن کا علم معتبر نہ ہو یا جن کے فتاویٰ قابل اعتماد نہ ہوں یا یہ وہ لوگ ہوں جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔''

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو قتل کرنا واجب ہے۔ اگر سیرت میں اس کے برعکس ہمیں کوئی واقعات ملتے ہیں تو اس لیے کہ ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر توبہ کر لی اور مسلمان ہو گئے تھے، اور اگر توبہ نہیں کی تھی تو ان کے لیے حکم شرعی یہی تھا۔

اور وہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا سب سے بڑا جرم ہے، اسی لیے اس کی سزا بھی دوسرے جرائم سے بڑھ کر ہے اور اگر ایسا کرنے والا حربی کافر ہو تو ہم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا واجب ہو جاتی ہے۔ اس کا خون بہانا بہت افضل اعمال میں سے ہے اور ایک ایسا عمل ہے جس کا وجوب بھی بہت زیادہ ہے۔ اس عمل میں جلدی کرنی چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کی اعلیٰ ترین صورتوں میں سے ایک ہے۔

یہ تھے ابن تیمیہؒ کے الفاظ! ہمارے حق گو علما کے الفاظ!

اب ہم چند اعتراضات کی بات کرتے ہیں جو اس ضمن میں پیش کیے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ واقعہ ہے جب کچھ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملاقات کے لیے آئے تو انہوں نے السلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہا جس کے معنی ہیں تم پر موت ہو۔ جب عائشہؓ نے ان کو برا بھلا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر چیز میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

لہٰذا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہمیں توہین رسالت کرنے والوں سے اسی طرح نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ ابن تیمیہؒ اور قاضی عیاض نے یہاں بھی ہمیں خالی نہیں چھوڑا بلکہ اس اعتراض کا بھی جواب دیا ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں: ''یہ حدیث اور اس طرح کی دیگر احادیث اسلام کے اوائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسکے بعد شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو معاف نہیں کرنا چاہیے۔'' یعنی ان کا کہنا ہے کہ یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: پہلی بات یہ کہ اس میں بالکل واضح طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں کی گئی تھی کیونکہ یہ ایسے الفاظ تھے جنہیں سب نہیں سمجھ سکتے۔

وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو معاف کر سکتے تھے لیکن ہم نہیں

کر سکتے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔ ان کی مرضی ہے وہ معاف کریں یا نہ کریں کیونکہ ان کی توہین کی گئی ہے لیکن ہمیں معاف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مثلاً اگر کوئی مجھ سے پیسے چوری کرے اور آپ جا کر اسے معاف کر دیں! ایسا ہو سکتا ہے؟ آپ کیسے اسے معاف کریں گے؟ میں کروں تو کروں آپ کون ہوتے ہیں؟ اسی طرح یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اختیار ہے کہ وہ معاف کر دیں لیکن ہمارے پاس نہیں۔

ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ہم کسی کو معاف کرنے کے مجاز نہیں۔ جب لوگ ہمیں نقصان پہنچائیں تب تو ان سے درگزر کر سکتے ہیں لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائیں تب نہیں! ایک اور اعتراض جو پیش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ کفار اللہ تعالیٰ کی توہین کرتے ہیں اور عیسیٰؑ کی بات کرتے ہوئے نعوذ باللہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ توہین رسالت سے بھی زیادہ بڑی بات ہے۔

اس پر ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں: جب وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسے کلمات کہتے ہیں ان کا مقصد اللہ کی توہین کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ ان کا ایمان ہے اور وہ اس پر سچے دل سے یقین کرتے ہیں۔ ان کی نیت توہین کی نہیں ہوتی البتہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ان کی نیت مسلمانوں کو ایذا پہنچانے کی ہوتی ہے اور وہ اسلام کو نشانہ تضحیک بنانا چاہ رہے ہوتے ہیں۔ اسی لیے ان دونوں باتوں میں بہت فرق ہے۔

خلاصہ کلام:

پہلی بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے میں کوئی فرق آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے زیادہ عزت والے ہیں۔ ان کا نام ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے یعنی وہ جس کی تعریف کی جائے۔ دن کے ہر لمحے میں دنیا کے مختلف حصوں میں، مختلف اوقات میں کوئی نہ کوئی مینار ایسا ضرور ہوتا ہے جہاں اشھد ان محمدا لرسول اللّٰہ کی پکار بلند کی جارہی ہوتی ہے۔ اور کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا جب فرشتے صلی اللہ علی سیدنا محمد نہ کہہ رہے ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرما رہے ہوتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ وملائکتہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ ۔

بیشک اللہ اور اسکے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

دنیا کے ہر کونے میں مومنین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے ہوتے ہیں۔ اب یہ خبثا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو کچھ کہتے رہیں آپ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ہاں! لیکن ہمیں ضرور نقصان پہنچتا ہے! اگر ہم اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتے رہنے دیں تو ہمارے لیے یہ باعث گناہ ہوگا۔

دوسری بات، اگرچہ اس توہین سے ہمارے دل بہت مغموم ہو جاتے ہیں لیکن یہ اس بات کی نشانی ہے کہ کفار کی شکست اب قریب ہی ہے۔ ان شاء اللہ! کیونکہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: بہت سے قابل اعتماد، تجربہ کار اور فقہی علم رکھنے والے مسلمان شام کے شہروں اور قلعوں کے محاصرے کے تجربات بیان کرتے ہیں جہاں انہوں نے عیسائیوں کا محاصرہ کیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی قلعے یا شہر کو ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک کے لیے گھیرے رکھتے اور ہمارے محاصرے سے ان کو کچھ فرق نہیں پڑ رہا ہوتا تھا، بس ہم ہمت ہار کر ہٹنے ہی والے ہوتے۔ لیکن پھر جب اس جگہ کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے تو ایک دن کے اندر اندر ہی قلعہ فتح ہو جاتا تھا۔ اسی لیے جب کبھی ہم سنتے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر رہے ہیں ہم اسے فتح کی نوید سمجھتے۔ اگرچہ ہمارے دل نفرت سے بھرے ہوتے تھے لیکن ہم اسے بشارت کے طور پر لیتے تھے کہ یہ ہماری فتح کی نشانی ہے۔ سورہ کوثر کی آیت کا بھی یہی مطلب ہے:

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ''بیشک آپ کا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔'' (سورہ کوثر) یعنی اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو رسوا کر دے گا۔

توہین رسالت کے حوالے سے آج کا دور ہماری تاریخ کا بدترین دور ہے۔ توہین رسالت کا یہ سلسلہ ڈنمارک کے ایک اخبار سے شروع ہوا اور پھر بہت سی حکومتوں اور اخبارات نے آزادی رائے کے نعرے کے تحت ان سے اظہار یکجہتی کی۔ یوں یہ خاکے ساری دنیا میں پھیل گئے۔ اس کے بعد سویڈن میں بننے والے خاکے ہیں جن کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صورت میں دکھایا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر توہین آمیز کوئی چیز نہیں ہو سکتی! اس کے علاوہ اللہ کی کتاب کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے وہ ناقابل بیان ہے! اسے ٹائلٹ پیپر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس پر نشانہ بازی کی مشق کی جاتی ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اور جس حد تک ہو رہا ہے، اگرچہ مسلمانوں کے دل اس پر رنجیدہ ہوتے ہیں لیکن یہ اس بات کی بھی علامت ہے کہ ان کفار کا انجام نزدیک ہے۔

آخری بات میرے عزیز بھائیو اور بہنو! جو ہمیں بحیثیت امت، بحیثیت مسلمان یاد رہنی چاہیے کہ چھٹی صلیبی جنگ کے دوران جب صلیبیوں نے مصر کے شہر دمیاط پر 615ء میں حملہ کیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس وقت ایوبی امیر محمد کامل منصورہ میں ان سے جنگ کر رہا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ صلیبیوں میں سے ایک شخص تھا جو روزانہ باہر نکلتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتا تھا۔ مسلمانوں کے امیر محمد کامل کی دلی خواہش تھی کہ کسی طرح اس پر قابو پا کر اسے ختم کر دے۔ انہوں نے اس کا چہرہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیا۔

دس سال بعد صلیبی ہار کر لوٹ گئے لیکن وہ شخص مزید جنگ کے لیے شام کی طرف گیا جہاں وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ امیر کامل کو دس سال بعد بھی وہ شخص یاد تھا۔ انہوں نے اسے مدینہ بھیج دیا اور وہاں کے امیر کو حکم دیا کہ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے سامنے جمعہ کے دن ذبح کیا جائے۔ دس سال تک انہوں نے اس شاتم رسول کو اپنے ہدف پر رکھا ہوا تھا!

میرے بھائیو اور بہنو! ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے درمیان ایسے مرد اور خواتین پیدا کرے جن کی تعریف اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ لا یخافون لومۃ لائم ''وہ اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے۔'' (سورہ مائدہ: ۵۴) ایسے لوگ جو کفار کو یہ باور کرا سکیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے دراصل انہوں نے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے اور یہ غبار اب کبھی نہیں چھٹے گا!!! باذن اللہ

☆☆☆☆☆

(قسط دوم)

مسلمانوں کے بازاروں میں بم دھماکوں سے متعلّق شیخ عطیۃ اللہ کا فتویٰ

شیخ عطیۃ اللہ حفظہ اللہ

مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں سے متعلّق:

جہاں تک مسلمانوں کے بازاروں اور عام لوگوں پر ہونے والے دھماکوں کا معاملہ ہے تو ان کا باطل، فساد، ظلم و سرکشی، زیادتی اور شریعت اسلام سے خارج ہونا بالکل واضح امر ہے اور ہر خاص و عام اس بات سے اچھی طرح واقف ہے۔ ایسے دھماکوں میں بے گناہ مسلمانوں کو ہدف بنایا جاتا ہے اور ناحق خون بہایا جاتا ہے۔ ایسے واقعات میں بیسیوں مسلمان قتل اور بیسیوں زخمی ہوتے ہیں، مسلمانوں کی کثیر املاک تباہ ہوتی ہیں اور جس کرب اور تکلیف کا ان کو سامنا کرنا پڑتا ہے وہ سب اس کے علاوہ ہے۔

خونِ مسلم کی حرمت:

شریعتِ مطہرہ میں خونِ مسلم کی حرمت اور اس کے بارے میں احکامات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں۔ بلاشبہ اس کی حرمت کو پامال کرنا شرک باللہ کے بعد عظیم ترین گناہوں میں سے ہے۔ قتلِ ناحق کی شناعت اور ناپسندیدگی اللہ عزوجل نے اپنی کتاب اور احکامات میں تکرار اور وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے۔ اور واضح کیا ہے کہ یہ گناہ گاروں، بدکرداروں، سرکشوں اور رب العالمین سے بغاوت کرنے والوں کا طریق ہے۔ اس کی حرمت بیشتر مقامات پر شرک کے فوراً بعد وارد ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ کسی جان کو بغیر حق کے قتل کرنا کسی صورت جائز نہیں! ہاں البتہ حق کے ساتھ ہو تو یہ واجب شرعی اور حکمِ الٰہی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بھی واضح فرمایا کہ ایک جان کا قتل کرنا ایسا ہے گویا کہ پوری انسانیت کو قتل کر دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''مِنْ أَجْلِ ذَلِکَ کَتَبْنَا عَلَى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِيْ الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً'' (المائدہ:32)

''اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یعنی بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا زمین میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے تو اس نے گویا تمام انسانیت کو قتل کیا''۔

اسی طرح یہ واضح فرمایا کہ ایک مومن کسی دوسرے مومن کو قتل کرنے کا تصور بھی تک نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ نہ چاہتے ہوئے بھول میں ایسا ہو جائے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِناً إِلاَّ خَطَئاً'' (النساء:92)

''اور کسی مومن کو شایاں نہیں کہ مومن کو مار ڈالے مگر بھول کر''۔

اور متنبہ کیا کہ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو بلاشبہ وہ اللہ مالک وقہار کی شدید ناراضگی اور اس کے عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِناً مُّتَعَمِّداً فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِداً فِيْهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَاباً عَظِيْماً'' (النساء:93)

''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا جہنّم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لیے اُس نے بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عظیم گناہ سے محفوظ رکھے!

البتہ اس میں شک نہیں کہ اہلِ ایمان کے لیے مذکورہ آیت میں بیان کردہ جہنّم میں ہمیشہ رہنے کا مطلب کفار و مشرکین کے جہنّم میں ہمیشہ ہمیش رہنے جیسا نہیں، اور اس بارے میں قرآن و سنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ اہلِ توحید جہنّم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ دراصل یہاں لفظِ خلود سے عذاب کی طوالت اور شدت کو تعبیر کیا گیا ہے۔ **والعیاذ باللہ!** اس میں لاپرواہوں کے لیے زجر، اور سمجھنے والوں کے لیے نصیحت ہے......**وحسبنا اللہ و نعم الوکیل۔**

خونِ مسلم کی حرمت پر سنتِ مطہرہ سے ملنے والی ساری تفاصیل کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، البتہ ہم اس سے متعلّق چند ایک احادیث نقل کرتے ہیں۔

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سات گناہوں سے بچو! پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال ہڑپ کرنا، سود کھانا، میدانِ جنگ سے بھاگنا اور پاک دامن بے خبر رہنے والی مومن عورتوں پر تہمت لگانا''۔

اور صحیحین ہی کی ایک اور حدیث کے مطابق سیدنا ابن مسعودؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے خون کے بارے میں فیصلہ ہوگا''۔

اس بات سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس معاملے کی اہمیّت و نزاکت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی حدیث کے مطابق آپؐ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مومن مسلسل اپنے دین کے حوالے سے گنجائش و آسانی رکھتا ہے جب تک کہ وہ ناحق خون نہ بہائے''۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

'بلاشبہ ناحق خون بہانا، ایسے ہلاک کر دینے والے کاموں میں سے ہے جس میں اگر آدمی گر جائے تو اس کے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی'۔

اورسنن کی روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ساری دنیا کی تباہی اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی مومن کے قتل سے زیادہ ہلکی بات ہے''۔

اورسنن ہی میں روایت ہے کہ:

''ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف فرما دے سوائے اس کے کہ کسی شخص نے ایک مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا یا وہ آدمی جو کفر کی حالت میں مرا''۔

اس حوالے سے امام منذریؒ کی کتاب 'الترغیب والترھیب' کے باب 'الترهيب فيقتل النفس التي حرم الله الاّ بالحق' کا مطالعہ مفید ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندۂ مومن کا دل ان وعیدوں سے لرز اٹھتا ہے۔اسی طرح اہلِ ایمان اور خصوصاً مجاہدین کے لیے سیدنا اسامہ بن زیدؓ اور سیدنا مقداد بن عمروؓ کے قصوں میں بہت بڑا درسِ عبرت ہے۔

آپؓ صادق العقیدہ، سچّے مجاہد فی سبیل اللہ اور ان لوگوں میں سے تھے جن کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''تِلْکَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوّاً فِيْ الْأَرْضِ وَلَا فَسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ''(القصص:83)

''وہ جو آخرت کا گھر ہے ہم نے اُسے اُن لوگوں کے لیے تیار کر رکھا ہے جو زمین میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور نیک انجام تو پرہیز گاروں ہی کا ہے''

اور فرمایا:''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا مَن يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَن دِيْنِهِ فَسَوْفَ يَأْتِيْ اللّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّهِ وَلاَ يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لآئِمٍ ''(المائدہ:54)

''اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں''

ہم یہاں ان دونوں قصوں کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کرتے ہیں۔اہلِ ذوق کو چاہیے کہ دیگر تفاصیل اور ان واقعات سے علمائے کرام کے فقہ واحکامات سے متعلّق حکیمانہ استنباطات کو جاننے کے لیے شرح کی کتب سے رجوع کریں۔

سیدنا اسامہ بن زیدؓ کا واقعہ:

اس واقعہ کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے سیدنا اسامہ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے۔

سیدنا اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ:

'نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جُہینہ کے علاقے حرقہ کی طرف بھیجا، ہم نے اس قوم پر ایسی حالت میں صبح کی کہ ہم نے ان کو شکست سے دوچار کر دیا، اسی دوران میں نے اور میرے ساتھ ایک انصاری نے ایک آدمی کو دبوچ لیا۔جب ہم اس کو قتل کرنے لگے تو اُس نے کہا'لاالہ الااللہ' اسی وقت میرے انصاری ساتھی نے اس سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا، جبکہ میں نے اس کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔آپؓ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قصہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے اسامہ کیا تو نے اس کو قتل کر دیا باوجود اس کے کہ اس نے 'لاالہ الااللہ' پڑھا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا تو اس نے صرف جان بچانے کے لیے کیا تھا۔سیدنا اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کیا تو نے اس کے 'لاالہ الااللہ' کہنے کے باوجود اس کو قتل کر دیا۔ اسامہؓ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اسی بات کو دہراتے رہے حتیٰ کہ میں تمنا کرنے لگا کہ کاش میں نے اس دن سے پہلے اسلام قبول ہی نہ کیا ہوتا'۔

سیدنا مقداد بن عمروؓ کا واقعہ:

اس واقعہ کو امام بخاریؒ و امام مسلمؒ نے سیدنا مقداد بن عمرو الکندیؓ سے روایت کیا ہے۔آپؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں بھی شامل تھے۔

'آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میرا کسی کافر سے سامنا ہو جاتا ہے ہم باہم لڑائی شروع کر دیتے ہیں، وہ میرے ہاتھ کو تلوار کے وار سے کاٹ کر الگ کر دیتا ہے پھر میرے مقابلے میں درخت کی اوٹ لیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لے آیا، تو کیا اُس کے اس قول کے بعد میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو اس کو قتل نہیں کر سکتا' آپؓ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے میرا ہاتھ کاٹ پھینکا ہے، کیا اب بھی اس کو قتل نہ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو قتل نہ کر! اگر تو نے اس کو قتل کیا تو وہ اس مقام پر ہو گا جس پر تو اس کو قتل کرنے سے پہلے تھا اور تو اس مقام پر ہو گا جس پر وہ اس کلمہ کو کہنے سے پہلے تھا'۔

اسی طرح مسلمانوں کے اموال، ان کی املاک اور ان کی عزت وآبرو بھی حرمت والے ہیں۔یہ بات تمام مسلمانوں کے ہاں ایک معلوم شدہ حقیقت ہے۔اسی طرح اہلِ ایمان کو ذلیل کرنا اور تکلیف وضرر میں مبتلا کرنا، بلکہ ان کو بغیر حق کے یعنی شرعی جواز کے بغیر خوف زدہ اور ہراساں کرنا بھی حرام ہے۔

یہ سب کچھ عام فہم اور لوگوں کے ہاں مسلمہ حقائق کی طرح واضح باتیں ہیں، اس لیے ہم مزید دلائل کے ذریعے بات کو طول نہیں۔

دو انتہائیں اور اہلِ حق کا منہج:

دیگر مسائل کی مانند لوگ اس حوالے سے بھی دو مختلف انتہاؤں پر ہیں، جبکہ اہلِ حق کا منہج واضح ہے۔ایک انتہا پر وہ لوگ ہیں جو قتل کی حرمت اور اس حوالے سے وارد شدہ وعیدوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے بے دریغ مسلمانوں کا خون بہانے لگے ہیں، انہوں نے اس حوالے سے نہ تو اس کی حرمت کا کوئی پاس رکھا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے مقام ہی کا کچھ لحاظ کیا۔ان کی مثال آج کل ہم پر مسلط یہ طواغیت اور کفر کے سرغنے، جو عصرِ حاضر کے فرعون ہیں۔اسی طرح زنادقہ، فسّاق وفجّار، چور، ڈاکو، جاہلی قبائلی اور قومی جھگڑوں میں الجھے ہوئے لوگ اور بعض جگہوں پر دین سے نکلے ہوئے خوارج کے گروہ شامل ہیں۔یہ لوگ ہلاکت میں پڑنے والے ہیں......والعیاذ باللہ......سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

کب میرا لہو میرے الفاظ کو زندہ کرے گا!

ابو دجانہ الخراسانیؒ کے قلم سے

(اردن سے تعلّق رکھنے والے ابو دجانہ خراسانی (ڈاکٹر ھمام الخلیل) مجاہدین کی فکری راہ نمائی کا فریضہ ایک عرصے تک انٹرنیٹ کے مختلف فورمز پر کرتے رہے اور پھر قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور اس کے بعد ایک لمبی داستاں ہے جو السحاب سے ان کے انٹرویو میں آچکی ہے اور پھر اُنہوں نے ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو خوست میں فدائی حملہ کیا' جس میں CIA کے کم از کم ۲۰ ایجنٹ جہنّم واصل ہوئے)

(نوٹ: میں اس مضمون کو شائع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا، لیکن غزہ میں بہتے مسلمانوں کے لہو اور بندر اور خنزیر کے بھائیوں کی بمباری کا شکار ہونے والے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم بچوں اور عورتوں نے مجھے مجبُور کیا کہ میں اس کو شائع کروں۔ شاید کہ یہ پرامن سرزمینوں میں بیٹھے نوجوانوں میں سے کسی کی غیرت کو جگا دے اور میرے لیے اجر کا باعث بن جائے۔)

مجھ میں مزید کچھ لکھنے کی سکت باقی نہیں رہی ہے، اور میں اس کام سے وقت سے پہلے رخصت لے لینا چاہتا ہوں...... بری طرح ٹوٹ چکا ہوں...... کمزور ہو گیا ہوں...... تھک گیا ہوں...... اس زندگی سے بے زار ہو گیا ہوں۔ کسی موضوع پر تحریر لکھنے بیٹھتا ہوں، ایک یا دو جملہ لکھتا ہوں اور پھر! میرے الفاظ ''ٹوٹ'' جاتے ہیں...... یہاں تک کہ میں ذہنی دباؤ اور جذباتی بے ربطگی کا شکار ہو جاتا ہوں۔ میرے فقرے میرے نفس پہ بوجھ بن جاتے ہیں اور جب بھی آنکھیں بند کرتا ہوں' میرے الفاظ مجھے گھیر لیتے ہیں۔ یہ کیفیت جس میں' میں مبتلا ہوں، میں مزید اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے الفاظ بوسیدہ اور بے مقصد ہو چکے ہیں اور اپنے مصنف کے ہاتھوں مر رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ میں بہت بوڑھا اور نحیف ہو چکا ہوں، لوگ میرے اردگرد، گزرتے ہوئے آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں ''بوڑھا آدمی ہے جس کی جوانی مر چکی ہے۔'' پیچھے بیٹھ کے گزرتا ہوا ہر دن، میری عمر، صحت اور ارادے کا ایک حصّہ چرا کے لے جا رہا ہے، میرے اور میرے خوابوں کے درمیان فاصلہ بڑھتا جا رہا ہے۔ خوشی کا ہر ترانہ مرثیہ بن گیا ہے اور یہ آگ میرے دل میں جہاد کی محبت کو جلا کے راکھ بنا رہی ہے...... اے وہ لوگو جو جہاد کے بارے میں لکھتے ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو، محتاط رہو، کہیں تم بھی میری کیفیت کا شکار نہ ہو جاؤ۔ بدترین خوف جو مجھے لاحق ہے وہ یہ کہ مجھے کسی شخص کے بارے میں معلوم ہو، جس نے میرے الفاظ کو سنا اور اپنے رب کے ہاں شہادت سے سرفراز ہو گیا اور اس کے بعد مجھے اپنے بستر پہ موت آجائے۔ یہ ایک بھیانک تصور ہے جو میرے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔

میں ڈرتا ہوں کہ شاید ہی قیامت کے دن مجھ پہ رحم کیا جائے جب میرے سامنے گناہوں کے پہاڑ ہوں، اور ان کی باز پُرس شروع ہو جائے، ایک ایک کے بارے میں پوچھا جائے اور حساب طویل ہوتا جائے اور اس دوران وہ (شہداء) جنت کے باغات اور ہمیشہ کی نعمتوں میں داخل ہو جائیں، ان میں سے ایک دوسرے سے پوچھے: ''کیا تم نے ایک شخص کو دیکھا تھا جس کا نام ابو دجانہ الخراسانی تھا، جو جہاد کی دعوت دیا کرتا تھا؟'، اور دوسرا جواب دے: ''مگر وہ اپنے بستر پر مر گیا! ذلیل پیچھے بیٹھ رہنے والا، یہی کچھ تھا جو اس نے اپنے الفاظ سے سیکھا؟'، وہ اس شمع کی طرح تھا جس نے دوسروں کو روشنی دینے کے لیے اپنے آپ کو جلا دیا......

میں اپنی صحت اور ذات کے بارے میں کتنا فکرمند ہوں، کہ مجھے خوف آتا ہے کہ میں ایک اونٹ کی طرح بستر پہ مر جاؤں! اور اللہ کی قسم میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر دشمن کے ہتھیاروں نے مجھے قتل نہ کیا تو روزِ قیامت کے مجمعے میں میرا پول کھل جائے گا۔ ڈرتا ہوں کہ مجھ پر ''کاذب'' کا دھبہ لگ جائے اور میرے الفاظ میرے خلاف گواہ بن جائیں۔ ہر موت کی خبر مجھے مارتی ہے، ہر بیماری کا سن کے میں اس میں مبتلا ہو جاتا ہوں اور زندگی کا گزرنے والا ہر سال مجھے دس سال پیچھے لے جاتا ہے۔ اور یہی پیچھے بیٹھ رہنے والوں کے بارے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی سنت ہے............

یہ وہ حالت ہے جس سے میں باخبر ہوں اور اسی کو دل کی موت کہتے ہیں، کہ میرے الفاظ مر جائیں گے اگر ان کو زندہ رکھنے کے لیے میں نے اپنا خون نہ دیا، میرے جذبات مردہ ہو جائیں گے اگر میں نے اپنی موت سے انھیں جِلا نہ دی، میری تحریریں میرے خلاف گواہ بن جائیں گی اگر میں نے اپنی منافقت سے برأت کا کوئی ثبوت نہ دیا! اور میرے خون کے علاوہ کوئی چیز نہیں جو اس حقیقت کی سچّائی کو ثابت کر سکے۔ اگر اللہ آپ کو میرے الفاظ اور خیالات کے شہر میں لے جائے تو آپ اس کے ہر در و دیوار پہ میری تصویر آویزاں پائیں گے جس کے نیچے موت کی تمنّا درج ہوگی۔

اے مسلمان نوجوانو! جو کوئی (امت پر روا رکھنے جانے والے مظالم کے) اِن دردناک مناظر کو دیکھے اور پھر بھی اُس کا ضمیر اُسے اللہ کی راہ میں نکلنے پر مجبُور نہ کرے تو پھر اُسے اپنے ایمان کا ہی نہیں بلکہ اپنی مردانگی کا جنازہ بھی پڑھ لینا چاہیے!!!

اے مجاہد فی سبیل اللہ! اگر تم ہزار دفعہ بھی اللہ کی راہ میں مارے جاؤ پھر بھی میدانِ جہاد تک پہنچ جانے کی نعمت پر اللہ سبحانہ کا شکر ادا نہیں کر سکتے۔ پس کہو، ''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس آزمائش سے بچایا ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں''۔ اور اپنے کام کا اللہ پر

احسان مت جتاؤ، بلکہ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمھیں ہدایت سے نوازا جس کی بدولت تم یہاں تک پہنچے۔ اور مت کہو کہ میرے نیک اعمال میرے نکلنے کا سبب بنے، مت کہو کہ میری سچّائی نے میرے راستے کی رکاوٹیں دور کر دیں، بلکہ کہو کہ میں اس قابل نہیں تھا جو احسان اللہ نے میرے اوپر کیا، جیسا کہ اس کی دوسری بے شمار نعمتیں ہیں اور میرے پیچھے بیٹھ رہنے کا پڑھ کر ملامت کرو، ہو سکتا ہے اللہ تمھیں میرے بستر کی آزمائش میں ڈال دے اور مجھے تمہاری بندوق عطا کر دے۔

ابو طیب المتنبی کو شعر کے ایک مصرعے نے قتل کر دیا جو اس نے پڑھا تھا تو پھر میرے سارے مضامین مجھے کیوں شہید نہیں کریں گے۔ جب وہ ہمت ہارنے کے قریب تھا تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا، کیا تم نے نہیں کہا تھا: 'جانتے ہیں مجھے گھوڑا، رات اور صحر...... تلوار، میدان، دوڑ اور قلم' پس وہ اپنے دشمن پر ٹوٹ پڑا اور مرنے تک لڑتا رہا، فی سبیل اللہ نہیں بلکہ صرف اس لیے کہ لوگ اسے بزدل نہ کہیں۔

پھر میری فی سبیل اللہ تحریریں کیوں مجھے قتل نہیں کریں گی؟ کیوں کہ یا وہ رہیں گی یا میں، کہ دنیا میں ہم دونوں کے لیے جگہ نہیں ہے۔ ہم دونوں میں سے ایک کو لازماً مرنا ہے۔ تاکہ دوسرا زندہ رہ سکے۔ اور میری خواہش ہے کہ میں ہوں جو مر جاؤں۔ اللہ کی قسم اگر فی سبیل اللہ شہادت کا اجر صرف گناہوں کی مغفرت اور حساب سے نجات ہی ہوتا تب بھی میں اپنی قیمتی سے قیمتی چیز اس کے لیے لٹانا کم سمجھتا! پھر کیا خیال ہے جبکہ اس کا اجر جنت الفردوس ہو؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ہو؟ سب سے بڑے خوف سے نجات ہو؟ خاندان کے ستر آدمیوں کی شفاعت ہو؟

اے بھائیو! میں قیامت کے دن اِن بہنوں کے سوالوں کا کیا جواب دوں گا؟ جب وہ پوچھیں گی '' اے ہمارے مسلمان بھائیو! جب دنیا کے بدترین انسان تمہاری آنکھوں کے سامنے ہمیں قتل کر رہے تھے، ہماری عفت وعصمت اُن کے ہاتھ کھلونا بن چکی تھی...... تو تم نے ہمارے لیے کیا کیا؟'' خدا کے لیے مجھے بتاؤ میں کیا معذرت پیش کروں گا؟؟؟ میں اُنہیں کیا جواب دوں گا؟؟؟

اے بھائیو! میری آہ و بکا پہ مجھے معاف کر دینا، کہ بدر کہ دن جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن ابی وقاص ؓ کو ان کی کم عمری کی وجہ سے جنگ میں جانے کی جازت نہ دی تو انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی چیخ و پکار سن کر ساتھ چلنے کی اجازت دے دی۔ ان کے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ اکثر کہا کرتے تھے کہ ان کی کم عمری کی وجہ سے میں ان کی تلوار کی نیام اٹھایا کرتا تھا۔ وہ لڑے یہاں تک کہ بدر کے دن اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اور اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی۔ مجھے رونے پہ معاف کر دینا کہ میرا ان سات رونے والوں سے کیا موازنہ ہے کہ جو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ انھیں جہاد فی سبیل اللہ میں ساتھ لے چلیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ میرے پاس تمہارے لیے سواری نہیں ہے۔ وہ لوٹ گئے، ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل کی گئی۔

ولا علی الذین اذا ما أتوک لتحملهم قلت لا أجد ما احملکم علیه تولوّ و أعینهم تفیض من الدمع حزنا ألاّ یجدوا ما ینفقون۔ (التوبۃ۔ ۹۲)

اور ان پہ گناہ نہیں ہے کہ جو تمھارے پاس آئے کہ تو ان کو ساتھ لے جائے، اور تم نے کہا میں نہیں پاتا کوئی سواری جس پہ تمہیں سوار کراؤں، وہ لوٹ گئے اور ان کی آنکھیں غم سے اشکبار تھیں کہ وہ کچھ نہیں پاتے جو خرچ کریں۔

میں نے اپنے پورے خاندان پر نظر دوڑائی، تقریباً سو سے زیادہ زندہ یا مردہ افراد کو گنا لیکن مجھے ایک بھی شہید یا شہید کی ماں، باپ یا بھائی نہیں ملا! مجھے کوئی ایسا شہید نہیں ملا جس کے ستّر رشتہ داروں میں میرا نام آتا ہو! تو پھر کیسے میں نہ ڈروں؟ مضطرب کیسے نہ ہوں؟ میرا دل نکلنے کے لیے بیتاب کیوں نہ ہو؟ جبکہ میرے سامنے نجات کا ایک بڑا دروازہ بند ہو چکا ہے۔

اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے مقبول شہادت کے سوا کوئی دوسری موت نہ دے۔ اے اللہ میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میں تیرے دشمنوں میں زبردست تباہی پھیلاؤں اور پھر یہودی اور عیسائیوں کی بم باری سے کسی مکان کے ملبے تلے آ کر مارا جاؤں۔ نکالنے والے میری لاش کو نہ نکالیں اور میری لاش کھاد بن جائے، جس کی زرخیزی سے وہ پھل پیدا ہو، جسے کوئی مسلمان بچہ کھائے اور تیرے راستے کا مجاہد بن جائے۔ یہ شہادت ہے! آزاد لوگ اسے کتنا چاہتے ہیں!!! وہ اس کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں، یہ اُن کی زندگی کا محور بن جاتی ہے، وہ سوتے جاگتے اسی کے خیالوں میں رہتے ہیں اور اسی کے خواب اپنی آنکھوں میں سجائے رکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ ؓ حضرت البراء بن مالک ؓ کی تیمارداری کے لیے اُن کے گھر گئے، تو اُن کے چہروں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے آپ ؓ نے فرمایا: '' شاید تم ڈر رہے ہو کہ کہیں میں اپنے بستر پہ نہ مر جاؤں، نہیں خدا کی قسم! میرا رب میری شہادت کو رد نہیں کرے گا''۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ؓ بستر پر مرنے سے خوفزدہ تھے اور نفرت کرتے تھے اور پھر ایک گناہ گار غلام کا کیا حال ہونا چاہیے؟

جب میں نے ایسی تصویر کو دیکھا جس میں ایک یہودی میری فلسطینی بہن کو قتل کر رہا ہے تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں ایک قیدی ہوں، جسے کئی طواغیت نے جکڑ رکھا ہو اور میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر وہ مجھ سے کہہ رہے ہو، دیکھو! یہودی کیسے تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری بہن کو قتل کرتے ہیں...... حقیقت یہی ہے کہ سب سے بڑا طاغوت میرا اپنا نفس دنیاوی خواہشات ہیں جنہیں میں نے اپنے ذہن وقلوب پر طاری کر رکھا ہے اور انہوں نے میرے ہاتھوں اور پاؤں کو (اللہ کی راہ میں نکلنے سے) روک رکھا ہے، میرے گناہ ہیں، لمبی

امیدیں، مرتد حکمران، یہ ملکی تقسیمیں اور جغرافیائی سرحدیں اور بارڈر فورسز اور علمائے سو ہیں۔ یہ سب میرے سینے پر بوجھ ہیں اور میرے اور میرے یہودی وعیسائی دشمنوں کے درمیان حائل ہیں۔ یہ مجھے میرے دشمنوں تک پہنچنے اور اُن پر کاری ضربیں لگانے سے روکے ہوئے ہیں گویا یہ یہود ونصاریٰ کے لیے حفاظتی دیوار کا سا کام کر رہے ہیں۔ مجھے بہرصورت اپنے نفس کو ان طواغیت کے چنگل سے آزاد کرانا ہوگا تا کہ وہ ایسے بے خوف شیر کی طرح حملہ آور ہو سکے جو کبھی شکست تسلیم نہیں کرتا۔

اے مسلمان نوجوانو! جو کوئی (امت پر روا رکھنے جانے والے مظالم کے) ان دردناک مناظر کو دیکھے اور پھر بھی اُس کا ضمیر اُسے اللہ کی راہ میں نکلنے پر مجبُور نہ کرے تو پھر اُسے اپنے ایمان کا ہی نہیں بلکہ اپنی مردانگی کا جنازہ بھی پڑھ لینا چاہیے!!! کیونکہ ایمان کے تقاضوں کی نفی تو ہم اُسی وقت سے کر چکے ہیں جب پہلی بار ہم نے پیچھے بیٹھ رہنے کو قبول کیا تھا۔

اے مسلمان نوجوانو! ذرا سنو! عراق، فلسطین اور افغانستان کی اپنی مظلوم بہنوں کی پکار!!! اس کو کان لگا کر سنو!! ''اے میرے عزیزو! میں ایک مسلمان عورت ہوں، دھوکے بازوں اور منافقوں نے جس کے خوابوں کو بکھیر دیا ہے۔ اُنہوں نے میرا بیٹا مجھ سے چھین لیا' جب وہ پیار سے ماں! ماں! پکار رہا تھا......

میرا بیٹا! میں اُس کی سسکیاں اور چیخیں سن رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اُس کا کھلکھلاتا چہرہ میری نظروں کے سامنے آ رہا تھا' جواب دور کہیں غائب کر دیا گیا!!!

ایک درندہ زبردستی مجھے گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے میں لے گیا اور ماحول غمگین ہوگیا......

میری عظمت میرے سینے میں دب گئی، میری آہیں اور التجائیں کسی کام نہ آسکیں، میری پاکیزگی معترض ہوگئی اور شرم و حیا نے آنکھیں بند کر لیں......

مسلمانو! مجھے تمہاری خوراک اور امداد نہیں چاہیے! اے مسلمانو! یہاں میرا خون بہایا گیا...... میری عصمت تار تار کی گئی اور تم محض میری خوراک اور مادی امداد کے لیے فکر مند رہے!!! تمہاری غیرت کہاں چلی گئی؟؟؟ کیا تم میں کوئی ایک بھی مردِ مجاہد نہیں' جس کے دل میں کوئی دھڑکن باقی ہو؟؟؟''

اے بھائیو! میں قیامت کے دن اِن بہنوں کے سوالوں کا کیا جواب دوں گا؟ جب وہ پوچھیں گی ''اے ہمارے مسلمان بھائیو! جب دنیا کے بدترین انسان تمہاری آنکھوں کے سامنے ہمیں قتل کر رہے تھے، ہماری عفت وعصمت اُن کے ہاتھ کھلونا بن چکی تھی...... تو تم نے ہمارے لیے کیا کیا؟'' خدا کے لیے مجھے بتاؤ میں کیا معذرت پیش کروں گا؟؟؟ میں اُنہیں کیا جواب دوں گا؟؟؟ اے علی! اے احمد! اے حسن! اے ابوعمر! جب قیامت کے دن وہ تم سے پوچھیں گی تو تم اُن کو کیا جواب دو گے؟ کیا میں اُن سے یہ کہوں گا کہ میری بہن مجھے معاف کرنا، میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ پرسکون گھر میں کھانا کھا رہا تھا؟ کیا میں اُن سے یہ کہوں گا کہ میں مرتد حکمرانوں سے ڈرتا تھا لیکن اللہ سے نہیں ڈرتا تھا؟ کیا میں اُن سے یہ کہوں گا کہ میں بزدل تھا اور پرتعیش دنیا میں کچھ دن اور گزارنا چاہتا تھا؟

اللہ کی قسم اگر ہمیں قیامت کے دن باقی سب کچھ چھوڑ کر صرف اس ایک سوال کی جواب دہی کا خوف ہو تو ہم پر فرض ہے کہ ہم نزدیک ترین ایئرپورٹ یا بارڈر سے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں۔ شیخ ابومصعب الزرقاوی شہیدؒ کی آواز ہمارے جذبات کو جگاتی رہی اور ہمارے ضمیروں کو جھنجھوڑتی رہی' پھر ہم نے کیا کیا؟ پکارنے والا پکارتا پکارتا چلا گیا...... اور ہم آج اُس کے بعد میدان کی طرف بلانے والے ہر داعی کو حکمتوں کا درس دے رہے ہیں اور کہتے ہیں ''ابھی مصلحت سے کام لو! ابھی مصلحت سے کام لو!''

اس سے پہلے میں نے کبھی غزہ جانے کی خواہش نہیں کی تھی، مگر اب مجھے اس کی شدید خواہش ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں فدائی بم بن جاؤں' جسے موحد مسلمان اپنی توپوں میں ڈال کر تکبیر کہہ کر چلا دیں۔ یا میں ایک بموں سے بھری کار لے کر جاؤں اور بہت سے یہودیوں کو جہنّم واصل کروں اور اُن کے گھروں کو تباہ و برباد کر دوں یا میں ایک عابد مجاہد کی طرح بن جاؤں' جو اپنی بندوق کی معیت میں نماز ادا کرتا ہے، جو اپنے خاندان کو خیرآباد کہہ کر' اپنی ماں کے ہاتھوں کو چوم کر اور ضعف (اور دل پسیجنے) کے ڈر سے اپنے بچوں کو گلے لگائے بغیر اللہ کی راہ میں نکل آیا ہے، وہ ہر لمحہ اس بات کا منتظر ہے کہ کیسے یہودیوں تک پہنچ کر اُن سے اپنے دین کا بدلہ لے یا پھر اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جائے اور اُس کے پاس مٹھی بھر کھجوروں کے سوا کچھ نہ ہو کیونکہ وہ اسی حالت میں اپنے رب سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

> اپنے کام کا اللہ پر احسان مت جتاؤ، بلکہ یہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا احسان اور اس کی رحمت ہے کہ اس نے تمھیں ہدایت سے نوازا جس کی بدولت تم یہاں تک پہنچے۔ اور مت کہو کہ میرے نیک اعمال میرے نکلنے کا سبب بنے، مت کہو کہ میری سچّائی نے میرے راستے کی رکاوٹیں دور کر دیں، بلکہ کہو کہ میں اس قابل نہیں تھا جو احسان اللہ نے میرے اوپر کیا۔

یقین کرو! مجھے غزہ کی جانب سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے، جیسا کہ آسمانوں نے اپنے دروازے اللہ کے خاص مہمانوں کے استقبال کے لیے کھول دیے ہوں! اسرا اور معراج کی سرزمین، متقبل روحوں سے بھری پڑی ہے، جو اپنے رب سے جا ملیں اور بلند درجوں پر فائز ہوئیں۔

اے اہل اسلام! اٹھو! اور اپنے قدموں کو اللہ کی راہ میں غبار آلود کرو! کہ امتِ اسلام تمہارے انتظار میں ہے اور ارضِ مقدس، ابومصعب الزرقاویؒ، ابواللیث اللیبیؒ، عمر حدیدؒ اور عماد عقلہؒ جیسے بیٹوں کی تلاش میں ہے۔ اٹھو! اور اپنے دلوں میں فی سبیل اللہ شوقِ شہادت کو زندہ کرو!!!

اخوکم فی الاسلام

ابودجانہ خراسانی

☆☆☆☆☆

امت کا تصور اور علیحدہ علیحدہ ریاستیں

عابداللہ جان

اگر کہیں امت واحدہ کا وجود ہوتا تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ مملکت اسلامی کا کوئی حصّہ دشمن کے قبضہ کے تحت کراہ رہا ہو اور بقیہ مملکت کنارے سے اس کا نظارہ کر رہی ہو۔ زمانہ حال کی مسلم دنیا ۵۷ اسلامی ممالک میں منقسم ہے، جن کی ۵۷ جدا جدا پالیسیاں اور شرک آلود ۵۷ مختلف قومی ترانے ہیں اور ان کے مفادات مختلف اور منقسم ہیں۔ او آئی سی اور عرب لیگ انہی وجوہات کی بنا پر کسی کام کے نہیں رہے۔ امریکہ جب کسی جز کو شکار بنانا چاہتا ہے تو کسی خوف اور رکاوٹ کے بغیر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ کیا پرویز مشرف نے ۱۲ جنوری ۲۰۰۱ کے ایک ٹیلی ویژن خطاب میں کھل کر قوم سے یہ بات نہیں کی تھی کہ ہم ہر جگہ مسلمانوں اور اسلام کے ذمہ دار نہیں۔ اس کے اصل الفاظ یہ تھے ''ہم کوئی اسلام کے ٹھیکے دار تو نہیں''۔

قومی ریاستوں میں اسلام کو قومیانے سے اس کے لیے یہ امر ناگزیر ہو جاتا ہے کہ وہ ریاست سے اپنی وفاداری کو ثابت کرے، مثلاً کویت میں اسلام کو کویتی شیوخ کو بچانا اور ان کی پالیسیوں کی تائید کرنا پڑے گی۔ اسی طرح سعودی عرب میں اسلام کے لیے بادشاہ کی طرف داری ایک ضروری امر بن جاتا ہے۔ ہر مسلم ملک کی مقتدر قوتوں کو بچانے کا عمل اسلامی مانا جائے گا۔ ہر مسلم ملک میں مذہبی علما کی ایک فوج ظفر موج موجود ہوتی ہے جو بوقت ضرورت حکمرانوں کو اسلام کے نام پر بچانے کی خاطر قرآنی آیات اور احادیث کو دھڑا دھڑ درمیان میں لاتے رہتے ہیں۔ صورت حال اس وقت دلچسپ بن جاتی ہے جب دو مسلم مملکتوں کے مفادات باہم دیگر ٹکرا جائیں۔ ایسے میں ہر ریاست کے علما کا اسلام کے نام پر اجتہاد دوسرے والے سے ضرور متصادم ہوتا ہے، کیونکہ مسلمانوں کے اجتماعی مفاد کی بجائے متعلقہ ریاست کے مفادات اُس کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

ہر ریاست کو اپنے مفادات کو مقدم رکھنا اور اپنے قومی مسائل حل کرنے کو ترجیح دینی ہوتی ہے، مثلاً خلیج کی پہلی جنگ کے موقع پر عراقی علما کے نزدیک امریکی فوجوں کو مدد دینا عین کفری عمل تھا، جبکہ سعودی علما کے نزدیک امریکی فوجوں کو بلانا اور ان کی مہمان نوازی کا عمل نہ صرف یہ کہ جائز تھا بلکہ فرض کا درجہ رکھتا تھا۔ یہ وہ مطلوب صورت حال ہے جسے امت کو قومی ریاستوں میں منقسم کرنے والی قوتیں قائم رکھنا چاہتی ہیں۔ وہ تماشا دیکھ کر کسی ایک کی طرف دار بن جاتی ہیں جبکہ مسلمان ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو جاتے ہیں کہ کون ان قوتوں کی ''مہربانیوں'' کا مستحق قرار پائے گا۔

امت کے متعدد ریاستوں میں منقسم ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب اسلام کو حکومت کے زیر سایہ پناہ لینی پڑتی ہے، اور بدلے میں چاکر بن کر اسے حکومتی ایجنڈے کی حمایت کرنی پڑتی ہے۔ مسلمانوں کی ترتیب اس طرز پر کی جاتی ہے کہ وہ اسلام کی بجائے اپنی متعلقہ ریاست کے حوالے سے سوچیں۔ حال ہی میں فرانسیسی اور امریکی مسلمانوں کے ''دہشت گردی'' کے خلاف فتوؤں سے اس حقیقت کی مکمل نشان دہی ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر قرآنی احکام کی تعبیر وقت اور مقام کی تبدیلی کے ساتھ بدلی جاتی رہے گی تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس سے اسلام کی کتنی اقسام جنم لیں گی؟ مسلمان ملکوں کے سیکولر طبقے نے اس کا یہ حل نکالا کہ سرے سے مذہب کو ریاستی معاملات سے علیحدہ رکھا جائے تو ابہام ہی باقی نہ رہے گا۔ بظاہر حل تو اچھا ہے لیکن پھر پوچھا جا سکتا ہے کہ کیا مسلمان پھر بھی مسلمان رہیں گے جب کہ وہ اسلام کو اپنی اجتماعی زندگی سے اٹھا کر پھینک دیں گے؟

پس معلوم ہوا کہ مسلم دنیا میں موجود ابہام اسلام کی غلط تعبیر سے نہیں بلکہ دراصل قومی ریاستوں کے درآنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ مغربی نوآبادیاتی قوتوں نے مسلمانوں کے درمیان اتنی بڑی ریاستی دیواریں کھڑی کی ہیں کہ مسلمان عوام اور علما کے لیے ان رکاوٹوں کو عبور کرنا بہت مشکل ہے۔ اپنے اپنے جھنڈے لہرانے اور قومی نشان رکھنے کے باعث مسلمان بحیثیت امت اپنا تشخص نہیں رکھتے۔ یہ رکاوٹیں جتنی نفسیاتی ہیں اتنی ہی نظریاتی بھی ہیں۔ ایک صحیح اسلامی تشخص کو اپنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مختلف قومی پس منظروں اور ستاون مسلم ریاستوں کے مرنے جینے کے نعروں کو ایک طرف رکھ کر آگے بڑھنے کی کوشش کی جائے۔ یاد رہے کسی قوم کے مفاد کے لیے کام کرنے اور اسلام کے مفاد کے لیے کام کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مسلم دنیا میں کسی بھی فرد یا تنظیم کے لیے اس نام نہاد قومی مفاد کے بہاؤ کے مخالف سمت میں پیراکی نہ صرف بہت مشکل اور اعصاب شکن کام ہے بلکہ یہ تقریباً ناممکن العمل ہے۔ اس کے برعکس اسے موافق رخ پر چلنا آسان بھی ہے اور خوش کن بھی اور اس طرح زیادہ سے زیادہ کامیابی ملنے کے مواقع بھی نکل آتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں کہ اسلام میں سیکولر نظام اور قومی ریاستوں کے تصور کی کوئی جگہ نہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ عوامی نکتہ نظر کے خلاف مروجہ کارفرما ذہن پر قابو پانا اور مستحکم قومی نعروں اور ترجیحات کو نظرانداز کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

چونکہ امہ اور قوم کے مفاد میں موافقت نہیں ہے، لہٰذا جو لوگ آئینی، جمہوری اور دستوری دائروں میں اسلام کے قیام کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں ان کے لیے قومی حکومتوں، قومی ریاستوں اور قومی حدود کو چیلنج کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی اسی کمزوری نے امریکہ کو مسلمان ملکوں پر حملہ آور ہو کر قبضہ کرنے کا موقع دیا ہے۔ مثال کے طور پر کسی مسلمان نے آج تک یہ دعویٰ کرنے کی جرات نہیں کی کہ عراق اور افغانستان پر امریکی قبضہ کے خلاف مزاحمت دراصل خلافت کے قیام ہی کے لیے ہے۔ اس کے برعکس بش اور اس کے کروسیڈر ساتھی علی اعلان خلافت کو بدنام کرنے کے لیے مسلسل بیانات دیتے رہے ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۱ پر)

دینی قوتیں ایک فیصلہ کن دوراہے پر!

محمد نذیر

اگر ہم برعظیم پاک و ہند (جس میں تاریخی و زمینی رشتوں کے لحاظ سے افغانستان بھی شامل ہے)، کی گزشتہ تین صدیوں پر ایک طائرانہ نظر دوڑائیں تو یہ عجیب وغریب حقیقت منکشف ہوگی کہ یہاں کی دینی قوتیں اس وقت تیسری بار ایک انتہائی اہم اور فیصلہ کن مقام پر پہنچ چکی ہیں اور ان تینوں ہی مواقع کے مابین لگ بھگ نوے برس کا فصل ہے۔ انیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ہمیں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد کا عروج و زوال نظر آتا ہے۔ اس کے نوے برس بعد شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی غلبۂ دین اور آزادی ہند کے لیے برپا کی گئی ہمہ جہت تحریک کا سراغ ملتا ہے۔ اکیسویں صدی کے پہلے عشرے میں پورے نوے سال بعد ہم پھر اسی خطہ میں دنیا بھر کی کفریہ طاقتوں اور مجاہدین اسلام کے مابین فیصلہ کن معرکہ آرائی دیکھ رہے ہیں جو اس وقت اپنے منطقی انجام کی طرف بھی بڑھتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

بہت سے مایوسی پھیلانے والے لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آیا تحریک شہیدین اور تحریک ریشمی رومال کی طرح القاعدہ و طالبان مجاہدین کی اسلامی تحریک بھی بالآخر دم تو نہ توڑ جائے گی؟ ہمیں موجودہ مقام تک پہنچنے کے لیے مزید نوے برس تک انتظار کرنا پڑے گا۔ نوے برس کا عرصہ کسی قوم بالخصوص مسلمانوں کے عروج زوال کے حوالہ سے کس قدر اہمیّت کا حامل ہے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا واقعات سے تو ہوتا ہی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے:

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل ماہ سنۃ من یجدلھا دینھا

(رواہ ابو داؤد)

''اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر اس امت کے لیے ایسے لوگ اٹھاتا رہے گا جو اس کے لیے اس کے دین کو تازہ کرتے رہیں گے''۔

مذکورہ بالا فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک صدی کے خاتمہ سے کافی پیشتر ہی نئے مجددِ امت کی تجدیدی و احیائی مساعی شروع ہو جایا کرتی ہیں، جو نوے سال کا عرصہ گزرنے پر اپنے نقطۂ عروج کو پہنچ جاتی ہیں۔ تجدید و احیائے دین کی بے مثال خدمات سرانجام دینے والے یہ مجددین ملت اپنے اپنے دور میں منہج نبوی پر امت کی اصلاح اور اسلام کو اپنی اصل حالت میں قائم کرنے کے لیے ایسے واضح اور گراں قدر نقوش چھوڑ گئے کہ آج بھی حق کی راہوں پر چلنے والے قافلوں کے لیے اُن کے نقوش ہائے قدم سے پہلو تہی کرنا ممکن نہیں۔ جبکہ ظاہر بین نگاہیں رکھنے والے آج تک یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اپنے اپنے دور میں بظاہر کوئی ٹھوس کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

برصغیر پاک و ہند میں آج بھی اور آئندہ بھی جب کبھی غلبۂ اسلام اور اصلاح امت کا علم لے کر کوئی بھی کھڑا ہوگا تو اُس کے لیے شہیدین کی تحریک اور تحریک شیخ الہند سے اعراض برتنا ممکن نہ ہوگا۔ ان دونوں تحریکوں نے اپنے اپنے ادوار میں احیائے خلافت اور اصلاح امت کے لیے جو گراں قدر خدمات سرانجام دیں اُن کے نتائج وثمرات بے بہا ہیں اور منہج نبوی کے تحت چلنے والی انہی عزیمت و استقامت کی تحریکوں کے نقوش ہائے قدم پر چلتے ہوئے آج کے دور میں عالمی تحریک جہاد جاری و ساری ہے۔ آج ساری دنیا میں جہاد کی صدائیں سنائی دے رہی ہیں۔ امت کے نصیب اس طرح جاگے ہیں کہ افغانستان، عراق، صومالیہ، الجزائر، یمن، مشرق وسطیٰ، وسط ایشیائی ریاستوں، پاکستان، مشرقی ترکستان، چیچنیا میں ہر طرف جہاد کے غلغلے بلند ہو رہے ہیں اور اب یہ تحریک جہاد کسی جغرافیے اور مصنوعی حدود و قیود کی پابند نہیں ہے اور دنیا بھر میں خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام اور کلمۃ اللہ ھی العلیا کے حکم الٰہی کی بجا آوری اور اتمام دین کے فریضہ کی تکمیل کرنا ہی موجودہ عالمی تحریک جہاد کا مقصود و مطلوب ہے

برصغیر پاک و ہند کی دینی قوتیں اس وقت جس مقام پر کھڑی ہیں، وہ درحقیقت ایک دوراہا ہے، ایک طرف عزیمت اور دوسری طرف رخصت و مصلحت کے نام پر ہزیمت کا دوراہا۔ اس دوراہے پر یہ قوتیں اُس وقت بھی کھڑی تھیں جب حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حضرت سید احمد شہیدؒ لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی طرف بلا رہے تھے مگر اُس زمانہ میں موجود بڑی بڑی مذہبی و روحانی شخصیات نے نہ تو اُن کی اس پکار پر لبیک کہا تھا اور نہ ہی اُن کی عملی یا پھر اخلاقی طور پر مدد کی تھی۔ اس کے برعکس دین اللہ کا حقیقی درد رکھنے والے ان راہ نماؤں کو فرقہ وارانہ مسائل میں الجھانے، اُن پر کفر وضلالت کے فتوے چسپاں کرنے اور یا پھر اُن پر حبّ تفوق وحبّ جاہ وغیرہ کے الزامات لگانے کی ہر ممکن سعی کی گئی تھی۔ ایسا کرنے والوں کے اس طرز عمل کو مفاد پرستی، معاصرانہ چشمک اور یا پھر اپنی ذات و جماعت کے گھمنڈ کے علاوہ کیا نام دیا جا سکتا ہے؟ جبکہ دیگر وہ دینی قوتیں جنہوں نے اس موقع پر خاموشی، لاتعلقی یا پھر غیر جانبداری کا رویہ اپنایا، وہ مصلحت کوشی اور عافیت پسندی کا شکار ہی تھیں اور یا پھر کہا جا سکتا ہے کہ اُن کا تصور دین ہی مسخ و محدود ہو چکا تھا۔

اس دوراہے پر یہ قوتیں اُس وقت بھی کھڑی تھیں جب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ نے پہلی جنگ عظیم کے دوران آزادی ہند کی تحریک شروع کی تھی اور اس مقصد کے لیے مختلف شخصیات، سیاسی جماعتوں، شمالی مغربی سرحدی علاقوں میں انگریز کی حکومت کے خلاف برسرپیکار مجاہدین، خلافت عثمانیہ اور حکومت افغانستان وغیرہ سے روابط قائم کیے تھے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ فرقہ پرستوں نے اُنہیں بھی فرقہ وارانہ مسائل میں الجھانے کی بھرپور کوشش کی۔ مفاد پرست، ابن الوقت اور غدار ملت عناصر نے ان کی تحریک کے خفیہ رازوں کو افشا کیا اور جن قوتوں سے انہوں نے غیر معمولی توقعات

وابستہ کر رکھی تھیں، وہ پسپائی کا راستہ اختیار کر گئیں حتیٰ کہ اپنے ہی ہم مشرب علماء وطلبہ سے بھی انہیں مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس حقیقت کا اندازہ علی گڑھ یونیورسٹی کے طلبہ سے اُن کے خطاب کے دوران کہے گئے درج ذیل تاریخی جملوں سے بخوبی ہوسکتا ہے:

''میں نے پیرانہ سالی اور علالت ونقاہت کی حالت میں آپ کی اس دعوت پر اس لیے لبیک کہا کہ میں اپنی ایک گمشدہ متاع کو یہاں پانے کا امیدوار ہوں۔ بہت سے نیک بندے ہیں جن کے چہروں پر نماز کا نور اور ذکر اللہ کی روشنی جھلک رہی ہے لیکن جب ان سے کہا جاتا ہے کہ خدارا جلد اٹھو اور اس امت مرحومہ کو کفار کے نرغے سے بچاؤ تو ان کے دلوں پر خوف وہراس طاری ہو جاتا ہے۔ خدا کا نہیں بلکہ چند ناپاک ہستیوں کا اور ان کے سامان حرب وضرب کا''۔ (نقش حیات از مولانا حسین احمد مدنیؒ جلد دوم ص ۲۵۹)

حضرت شیخ الہند کی تحریک درحقیقت دیوبند کی علمی و اصلاحی تحریک کے مرحلۂ اقدام کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تحریک دیوبند تین بنیادی اصولوں پر مشتمل تھی: اول، تعلیمی و ابلاغی تحریک کے ذریعے اصلاح معاشرہ۔ دوم، مروجہ نظام باطل کا مکمل بائیکاٹ اور مناسب موقع فراہم ہونے پر طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد بالسیف۔ حضرت شیخ الہندؒ کا اقدام منہج نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ایک عمدہ کوشش تھی جو کامیابی سے ہم کنار نہ ہوسکی تھی۔ تاہم یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ حضرت شیخ الہندؒ کی وفات کے بعد اس پالیسی کو دانستہ یا نادانستہ طور پر تبدیل کر دیا گیا اور ''مروجہ سیاسی عمل'' کے ذریعے آزادی ہند کی منزل حاصل کرنے کا راستہ اختیار کر لیا گیا۔ اس مصلحت پسندانہ پالیسی کا نتیجہ ہندوستان کی دینی قوتوں کے تقسیم در تقسیم ہونے اور نت نئی دینی جماعتوں وتحریکوں کے قیام کی صورت میں برآمد ہوا اور حتمی نتیجہ میں مسلمانانِ ہند کی قیادت علمائے دین و رجال دین کی بجائے روشن خیال سیکولر طبقے کے ہاتھ میں چلی گئی، جس کا خمیازہ ہم آج تک بھگت رہے ہیں۔ بعینہٖ یہی سٹریٹیجی اس وقت افغانستان میں بھی اختیار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، تاکہ وہاں نہ صرف اپنی من پسند حکومت قائم کی جاسکے بلکہ طالبان اور دیگر اسلام پسند گروپوں میں تقسیم وانتشار بھی پیدا کیا جاسکے۔ استعماری قوتوں کے عزائم اور تاریخ کے تناظر میں یہ بات بغیر کسی تردد کے کہی جاسکتی ہے کہ طالبان کا افغانستان کے نام نہاد سیاسی نظام میں شریک ہونا ناممکن ہے۔ ملا محمد عمر مجاہد حفظہ اللہ کی زیر قیادت طالبان افغانستان میں قائم موجودہ نام نہاد جمہوری نظام کا حصّہ کبھی بھی نہیں بنیں گے۔

اس وقت اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کی دینی قوتیں بھی ''مروجہ مغربی جمہوری نظام'' سے بے زاری و برأت کا اُسی طرح اظہار کریں جیسا کہ طالبان افغانستان میں کرتے رہے ہیں اور کر رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں طالبان اور پاکستان کی دینی قوتوں کے مابین اتحاد واتفاق کی راہیں ہموار ہوں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکیوں کا بہت جلد افغانستان سے جانا ٹھہر چکا ہے۔ لہٰذا پاکستان کے دینی راہ نماؤں کو یہ نوشتۂ دیوار پڑھ لینا چاہیے کہ امریکیوں کی واپسی کے بعد طالبان کا پاکستان میں غیر معمولی اثر ورسوخ بڑھنا یقینی ہے۔ لیکن صلیبی قوتوں کی گاڑھی نظریں ایک ہی دھمکی پر کفار کے سامنے ڈھیر ہو جانے والے پاکستان پر ہیں تو جب دشمن اپنی تمام تر مکاریوں کے ساتھ آدھمکا ہے تو پھر کیوں نہ اپنے اُن بھائیوں کے ساتھ ابھی سے یک جہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُنہیں تقویت پہنچائی جائے اور اُنہیں تقسیم کرنے کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا جائے جو گزشتہ ایک دہائی سے ہر میدان میں نصرت الٰہی کے سہارے یہود ونصاریٰ کے عزائم کو خاک آلود کر رہے ہیں۔

اس تناظر میں مندرجہ ذیل چار نکات نہایت اہمیّت کے حامل ہیں:

۱۔ اگرچہ امریکیوں نے افغانستان سے واپسی کا عندیہ دے دیا ہے تاہم وہ جاتے جاتے طالبان کو ہر ممکن حربہ استعمال کرتے ہوئے کمزور سے کمزور تر کر دینا چاہتے ہیں۔

۲۔ امریکیوں نے واپسی کا عندیہ دے کر دراصل اُن تمام قوتوں کو جو طالبان اور دیگر مجاہدین کی درپردہ مدد کر رہی ہیں، اس بات پر قائل وآمادہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ اب وہ طالبان کی کمر توڑنے میں اُس کے ساتھ دل و جان سے شریک ہو جائیں تاکہ شریعت کے غلبے کے علمبردار دوبارہ افغانستان پر تسلط حاصل کرنے کے قابل نہ رہ سکیں۔

۳۔ امریکیوں کی مانند پاکستانی فوج کی ''روشن خیال'' قیادت بھی ''رجعت پسند'' طالبان کا دوبارہ برسر اقتدار آنا افورڈ نہیں کرسکتی ہے، لہٰذا طالبان اور القاعدہ کی اعلیٰ قیادت کو راستے سے ہٹانے میں امریکیوں کا مکمل ہمنوا وشریک کار بن جانا پاکستان کی سیاسی وملٹری قیادت سے کچھ زیادہ بعید نہیں۔ ملا عبدالغنی برادر اور دیگر طالبان راہ نماؤں کی بڑھتی ہوئی گرفتاریاں اور القاعدہ راہ نماؤں کی ڈرون حملوں میں شہادتیں اسی پالیسی کا مظہر دکھائی دیتی ہیں۔

۴۔ امریکہ نے افغانستان سے نکلنے کے بعد پاکستان میں پڑاؤ کی تمام تر تیاریاں مکمل کر رکھی ہیں اور بدقسمتی سے پاکستان کا نظام بھی امریکی غلامی میں پیش پیش ہے اس لیے موجودہ حالات کے تناظر میں یہ خیال کہ امریکہ افغانستان کے بعد اس خطے سے نکل جائے گا درست معلوم نہیں ہوتا۔

اس صورت حال میں اگر پاکستان کی دینی قوتیں رخصت ومصلحت کی تمام چادریں اتار کر طالبان کی حمایت میں نکل کھڑی ہوں تو طالبان کو کچلنے کے مذموم ارادوں و پالیسیوں کا کافی حد تک سدباب کیا جاسکتا ہے اور پاکستان میں بھی اسلام کا نام زندہ رکھا جا سکتا ہے۔ تاریخ نے اب تک یہ ثابت کیا ہے کہ بطور مصلحت اختیار کی جانے والی پالیسیوں نے دینی جماعتوں میں ہمیشہ تقسیم وانتشار ہی پیدا کیا ہے، جس سے فتح کی منزل کوسوں دور ہو جاتی ہے۔ کیا ہماری دینی سیاسی جماعتوں نے اپنی مصلحت کوشی (سانحہ لال مسجد پر خاموشی اور پرویز مشرف کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے سترھویں ترمیم کو قبول کرنے کے فیصلے) سے برآمد ہونے والے بھیانک نتائج سے بھی کچھ سبق حاصل نہیں کیا؟ طاغوتی قوتوں کے مقابلہ میں دینی قوتوں کی کامیابی اور اُن کے مابین اتحاد واتفاق صرف اور صرف عزیمت کے راستہ پر چلنے سے ہی ممکن ہے۔

دینی جماعتوں نے اگر اب بھی اپنے اختلافات کو پس پشت نہ ڈالا اور

رخصت، مصلحت اور گروہی ومسلکی مفادات کے اصولوں پر قائم اپنی موجودہ پالیسیوں کو خیر باد نہ کہا تو تاریخ اُنہیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور اُن کا شمار مجاہدین کے کاز کو نقصان پہنچانے والوں میں ہی کیا جائے گا۔

اگر پاکستان کی دینی قوتیں اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتی ہیں تو اُنہیں چاہیے کہ وہ پاکستانی حکومت پر ہر ممکن دباؤ ڈالیں کہ وہ طالبان کو کچلنے کی بجائے نام نہاد امریکی جنگ سے فی الفور علیحدگی اختیار کرے۔ طالبان کے ساتھ تعاون واظہار یک جہتی کے لیے نیا اتحاد بھی تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ طالبان اور پاکستان کی دینی قوتوں کے مابین مفاہمت، اتحاد اور مکالمہ وقت کی نہ صرف اشد ضرورت ہے بلکہ اس کا نتیجہ احیائے اسلام واحیائے خلافت کی صورت میں برآمد ہونے کا بھی پورا امکان موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: مسلمانوں کے بازاروں میں بم دھماکوں سے متعلق شیخ عطیۃ اللہ کا فتویٰ

دوسری انتہا پر وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان نصوص اور احکامات کی باطل تاویلات کے سبب کفار و مرتدین اور ان کے چیلوں کے خلاف اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرض کردہ جہاد و قتال کو سرے سے ترک کر دیا ہے، اور بہانہ اس چیز کو بنایا ہے کہ مسلمانوں کے جان و مال اور ان کی املاک کی حفاظت اور ان سے خوف و دہشت دور کی جا سکے۔ یہ لوگ فی الحقیقت کمزور عزائم کے حامل اور قتل و قتال اور میدانِ جہاد سے بالکل ناواقف ہیں، لذت کوشی اور سہل پسندی کے باعث ان کے جسم بوجھل اور طبیعتیں نازک ہو چکی ہیں، ایسے لوگوں کی دعوت میں وطن پرستی، کفار کے ساتھ دوستی، یکساں بنیادوں پر مبنی طرزِ زندگی اور ہر قیمت پر سلامتی وامن پسندی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ یہ صفت بالکل صادق آتی ہے جس میں اس نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ:

''أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ''(الزخرف:18)

''بھلا وہ جو زیور میں پرورش پائے اور جھگڑے کے وقت بات نہ کر سکے''

ان میں سے بعض گمراہ لوگ تو انٹرنیٹ کی ایک مشہور ویب سائٹ پر یہاں تک لکھ گئے کہ امن و امان کا برقرار رکھنا توحیدِ باری تعالیٰ پر بھی مقدم اور اس سے اہم تر ہے (والعیاذ باللہ) اور اس بے بنیاد دعوے کے ثبوت میں انہوں نے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے یہ مکالمہ نقل کیا ہے:

''وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَـٰذَا الْبَلَدَ آمِناً وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ''(سورۃ ابراھیم: 35)

''اور جب ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میرے پروردگار! اس شہر کو (لوگوں کے لیے) امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ''۔

اس جھوٹے نے اس آیتِ کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا اپنے رب سے امن اور سلامتی کی دعا بت پرستی سے بچاؤ سے پہلے کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امن توحید پر مقدم ہے۔

اسی طرح دیگر خواہش پرستوں کا معاملہ ہے جو راہِ حق گم کر بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی حالت سے بچائے!

تاہم اہلِ جہاد کو اللہ تعالیٰ نے ان امور میں جن میں لوگ اختلاف میں پڑے ہیں علم وبصیرت کے ساتھ راہِ حق کی ہدایت عطا فرمائی ہے، جس کے سبب انہوں نے حق کو پہچانا اور ہر شے کو اس کے اصل مقام پر رکھا۔ انہوں نے اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کے اسلامی عقیدے (الولاء والبراء) کو پہچانا اور پورے دین پر اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کی اور اس راہ میں کسی قیمتی شے کی قربانی دینے سے دریغ نہ کیا۔ وہ وقت کے اہم ترین فرض کی ادائیگی یعنی طواغیتِ عصر، مرتدین کے فتنے اور دیگر کفار یعنی یہود و نصاریٰ اور ہندوؤں کے خلاف جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی طرح انہوں نے خونِ مسلم کی حرمت واحترام اور اس کی حفاظت کا بھی مکمل اہتمام کیا۔ سو اللہ ان کا نگہبان ہے اور اسی کے ذمہ ان کا اجر اور ان کی نصرت ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: امت کا تصور اور علیحدہ علیحدہ ریاستیں

جس سے ان جنگوں کی اصل حقیقت بے نقاب ہو رہی ہے کہ امریکہ اور اس کی ہمنوا طاقتوں نے دراصل خلافت کے ممکنہ احیا سے خائف ہو کر یہ بربادی شروع کر رکھی ہے۔

دنیا نے طالبان کو ایک بڑا خطرہ قرار دیا، کیونکہ طالبان بقیہ مسلم دنیا کے برعکس استعماری قوتوں کی ظالمانہ پالیسیوں سے واضح اختلاف کرتے تھے۔ مثال کے طور پر چیچن مسئلہ پر طالبان کے علاوہ ساری مسلم دنیا چیچن مسلمانوں کے خلاف جارحیت کے ساتھ متفق تھی۔ جیسے او آئی سی کے وفد کے دورۂ تہران کے دو ہفتے بعد روسی انفارمیشن ایجنسی (RIA) نے تہران سے اپنی رپورٹ میں لکھا: ''ایران چیچنیا میں مہم کے خلاف نہیں اور وہ روس کی علاقائی سالمیت کی حمایت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سیاسی حل کے حق میں ہے۔ کسی قسم کی دہشت گردی کا پھیلاؤ اور مذہبی انتہا پسندی ناقابل قبول ہیں''۔ یہ باتیں ایرانی وزیر خارجہ کمال خرازی نے اپنے روسی ہم منصب سے ملاقات کے بعد تہران میں ایک نیوز کانفرنس میں کہی تھیں۔ یہ وہ وقت تھا جب امریکہ طالبان کے خلاف پابندیاں لگانے پر غور کر رہا تھا اور ساتھ ہی کلنٹن انتظامیہ روس کی چیچنیا میں نسل کشی کے لیے بڑے پیمانے پر مدد کر رہی تھی۔ امریکہ نے روس کو اندھیرے میں استعمال ہونے والے ہیلی کاپٹر سپلائی کیے تاکہ ''دہشت گردی'' کا مقابلہ کیا جا سکے۔ کلنٹن دور کے قومی دفاع کے مشیر سینڈی برگر کا موقف تھا کہ روس کو اپنی سرحد سے متصل دہشت گردی کے خلاف لڑنے کا حق حاصل ہے۔

☆☆☆☆☆

عالمی کفر سے نبرد آزما، آزاد قبائل

مصعب ابراہیم

پاکستان کے آزاد قبائل اور پختون علاقے کے باحمیت مسلمانوں نے تاریخ کے اہم ترین موڑ پر امت مسلمہ کی نصرت اور جہاد کے میدانوں میں استقامت کے ذریعے اہل باطل اور اُن کے ہم نوالہ وہم پیالہ گروہ کو ذلت ورسوائی کا منہ دیکھنے پر مجبور کیا ہے۔افغانستان پر صلیبی یلغار کے ساتھ ہی قبائل کے غیور مسلمانوں نے غیرت دینی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے گھروں کے دروازے اور دریچہ ہائے قلوب بھی اسلام کے بیٹوں کے لیے وا کر دیے۔لہٰذا دنیا بھر سے آئے ہوئے مجاہدین ومہاجرین' انصارانِ اسلام کا جذبہ قربانی دیکھ کر اپنے رب کے حضور ان کے لیے دنیا وآخرت کی بھلائیوں کے لیے دعا گو رہے۔

امریکہ کی سرکردگی میں امت پر چڑھ آنے والا صلیبی لشکر بھلا کیونکر قبائل کی اس جرات وبہادری اور عزم واستقلال کے بے مثال کردار کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر سکتا تھا!!! صلیبیوں نے 'فرنٹ لائن اتحادی' کی پیٹھ ٹھونکی اور اس طرح پاکستانی فوج نے ایک ایسی جنگ کا آغاز کیا جس کے نتیجے میں ہر گزرتے دن کے ساتھ ''دنیا کی چھٹی بڑی فوج'' تہی دامن مجاہدین کے ہاتھوں ہر محاذ پر اپنی درگت بنوا رہی ہے اور پاکستان کے اندر بھی ایسے کچوکے کھا رہی ہے کہ جس کی وجہ سے اس کی ''دیوارِ جاں'' تک لرز کر رہ گئی ہے۔

پاکستان کے آزاد قبائل مسلسل فوج گردی کا نشانہ کیوں؟

جولائی ۲۰۰۲ میں پاکستانی فوج قبائل میں داخل ہوئی۔اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ صلیبی یلغار کے بعد افغانستان سے ہجرت کرنے والے مجاہدین کے خلاف کارروائی کی جائے اور شرق وغرب سے تعلّق رکھنے والے ان مجاہدین کو پناہ دینے والے ''مجرم'' قبائلیوں کو ''سبق'' سکھایا جائے۔اس کے بعد گذشتہ آٹھ سالوں میں قبائلی عوام پر ظلم و سفاکیت کے جو پہاڑ توڑے گئے 'اُنہیں تاریخ اپنے سینے میں محفوظ کر چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرشتے بھی ہر چیز کو احاطۂ تحریر میں لا چکے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات تو ویسے بھی کسی بھی عمل سے بے خبر نہیں ہے اور ان ظالموں کے ہر ہر فعل پر نظر رکھے ہوئے ہے۔وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلاً عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ (سورہ ابراہیم آیت ۴۲) ''ظالموں کے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو غافل مت سمجھو''۔

اس خطے سے وابستہ امریکی مفادات:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح پاکستان کے مرتد حکمرانوں نے ایمان و اسلام سے فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے یہود ونصاریٰ کے لشکروں کے لیے ''فرنٹ لائن اتحادی'' کا کردار پسند کیا اور ''لاجسٹک سپورٹ'' کے نام پر اپنی زمین، فضاؤں اور سمندروں کو اور پورے نظامِ مملکت کو صلیبیوں کی چاکری کے لیے وقف کر دیا بعینہٖ قبائل کی سرزمین اور پختون خطے نے ایک ایسے وقت میں مجاہدین کی پشت بانی کا فریضہ ادا کرنے کے لیے استقامت اور عزیمت کا راستہ اختیار کیا۔یہی قبائلی سرزمین ہی افغان مجاہدین کے لیے ''لاجسٹک سپورٹ'' کا ذریعہ بنی اور اسی سرزمین کے باسیوں نے نہ صرف انصارانِ مدینہ کی تاریخ کو زندہ کیا بلکہ افغانستان بھر میں یہود ونصاریٰ کے لشکروں پر چوٹ لگانے میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ امریکہ کی ''خاص توجہ'' کا مرکز بن چکا ہے۔اُس کو بھی معلوم ہے کہ صلیبی اتحادیوں کی افغانستان میں بے چارگی کی بڑی وجہ اس خطے کے باسی اسلام کے بیٹے ہیں۔اسی کے پیشِ نظر امریکہ' پاکستانی فوج کو 'ڈُو مور' کا حکم سناتا ہے اور بے چاری پاکستانی فوج ''حکمِ حاکم مرگِ مفاجات'' کی تصویر بنے صلیبی چوکھٹ پر اپنے جوانوں وافسروں کی بھینٹ چڑھاتی چلی جا رہی ہے۔

نفاذِ شریعت امریکہ کے لیے کسی طور قابل قبول نہیں:

ساتھ ہی ساتھ اسلام سے محبت رکھنے اور اسے اپنی زندگیوں اور معاشرے میں عملی طور پر نافذ کرنے کا جذبہ بھی قبائلی عوام اور پختون خطے کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔لیکن یہی جذبہ ہے جو امریکہ اور اس کے حواریوں کو کسی صورت قبول نہیں۔مجاہدین نے ملاکنڈ (سوات) میں عملاً شریعت کا نفاذ کر کے دکھا دیا۔اس کے علاوہ بھی جس جس علاقے میں مجاہدین کا اثر ورسوخ بڑھتا جا رہا ہے وہاں شریعت مطہرہ کی حکمرانی کے باب کھلتے جا رہے ہیں۔بھلا شیطان کے چیلوں اور اللہ کے دشمنوں کے لیے یہ صورت حال کیونکر قابل برداشت ہو سکتی تھی، اسی لیے سوات میں شریعت کے نفاذ کا اعلان ہوتے ہی امریکہ اور صلیبیوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے لگے، اُنہوں نے پاکستانی فوج کی پیٹھ ٹھونکی اور سوات میں شریعت کا نام لینے والے مجاہدین اور اُن کے انصار پر سفاکیت کی انتہا کر دی گئی۔

ان مجاہدین کا صرف یہی تو قصور تھا کہ اُنہوں نے افغانستان ہی کی طرح سوات میں بھی شریعت اسلامیہ کو برسرِزمین نافذ کر کے دکھا دیا تھا۔بس اسی جرم کی پاداش میں مجاہدین پر ظلم وستم کی وہ صورتیں روا رکھی گئیں کہ معلوم تاریخ ایسی درندگی کی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔صرف پشاور ومردان میں قائم سوات کے مہاجر کیمپوں سے ۱۰۰۰ سے زاید خواتین کو فوج

> اب تک مختلف کارروائیوں میں پاکستانی فوج ۶۰۰ سے زاید مساجد و مدارس کو بم باریوں کے ذریعے تباہ کر چکی ہے۔دیر، باجوڑ، اورکزئی، خیبر، مہمند، کرم، شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان میں ان کے بم بار جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کا اولین ہدف علاقے میں موجود مدارس ومساجد ہی ہوتی ہیں۔

اور خفیہ اداروں نے اغوا کر لیا۔ سوات وقبائلی علاقوں میں ڈھائے جانے والے اِنہی مظالم کا بدلہ لینے کے لیے مجاہدین نے پاکستان بھر میں اپنی کارروائیوں کو تیز تر کیا لیکن صلیب کے غلاموں کے لیے جو سب سے بڑا خسارہ ہے وہ اخروی خسارہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اس طرح اشارہ فرماتے ہیں: إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الأَبْصَارُ (سورہ ابراہیم آیت ۴۲) ''وہ تو اُنہیں اس دن تک مہلت دیے ہوئے ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی''۔

قبائلی علاقوں میں جاری آپریشنز:

ملاکنڈ ڈویژن میں ڈیڑھ لاکھ سے زاید فوج تعینات ہے۔ اورکزئی ایجنسی میں شدید ترین بم باری کی جا رہی ہے حتیٰ کہ تبلیغی مرکز پر بم باری کر کے ۷۰ سے زاید حفاظ وعلما کو شہید کر دیا گیا۔ خیبر ایجنسی کی وادیٔ تیراہ میں درجنوں معصوم بچوں وخواتین کو بم باری سے شہید کر دیا گیا۔ باجوڑ ایجنسی میں بھی آپریشن جاری ہے اور مجاہدین پر ظلم وستم کے طرح طرح کے حربے آزمائے جا رہے ہیں۔ جنوبی وزیرستان (محسود) میں روزانہ اوسطاً ۳۰ فوجی ہلاکتوں کے بعد 'راہ نجات' میں کمی آئی ہے۔ شمالی وزیرستان میں آئے روز ڈرون حملوں کے ذریعے مجاہدین، اُن کے انصار اور معصوم خواتین، بچوں اور بزرگوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ شمالی وزیرستان میں ۴۰ ہزار سے زاید فوج تعینات ہے۔ لیکن اس سب سے حاصل کیا ہوا؟ بازاروں، بستیوں، مساجد ومدارس پر بم باری کر کے اُنہیں تباہ وبرباد کر دینا ہی اگر مقصود تھا تو یہ منزل مقصود تو پاکستانی فوج کو مل چکی لیکن اگر مجاہدین کو شکست دینا اور اُنہیں کچل دینے کا امریکی ارمان پورا کرنا مقصود تھا تو پاکستانی فوج اپنے اس ہدف سے جتنی دور پہلے دن تھی آج اُس سے کہیں زیادہ دور ہے اور ان شاء اللہ مجاہدین کی قوت کو ختم کر دینے کا دعویٰ کرنے والے اپنی حسرتوں پر آنسو بہاتے بہاتے ہی اس دنیا سے نامرادی کی حالت میں قبر کے اندھیروں میں گم ہو جائیں گے۔ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ○ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ○ (سورہ القمر آیت ۴۴-۴۵) ''یا یہ کہتے ہیں کہ ہم غلبہ پانے والی جماعت ہیں۔ عنقریب یہ جماعت شکست دی جائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی''۔

فوجی آپریشنز کے ''خصوصی اہداف'':

ان آپریشنز میں فوج کے ہاتھوں جہاں عوام الناس کے قتل عام کا سلسلہ جاری رہتا ہے، خواتین، معصوم بچوں اور ضعیف العمر افراد کو تہہ تیغ کر دیا جاتا ہے، بازاروں پر بم باریاں کر کے اُنہیں نابود وویران کر دیا جاتا ہے، وہیں ان آپریشنز کا ''خصوصی ہدف' علاقے میں قائم مساجد ومدارس ہوتے ہیں۔ اب تک مختلف کارروائیوں میں پاکستانی فوج ۶۰۰ سے زاید مساجد ومدارس کو بم باریوں کے ذریعے تباہ کر چکی ہے۔ دیر، باجوڑ، اورکزئی، خیبر، مہمند، کرم، شمالی وزیرستان، جنوبی وزیرستان میں ان کے بم بار جیٹ طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کا اولین ہدف علاقے میں موجود مدارس ومساجد ہی ہوتی ہیں۔ وزیرستان میں مدرسہ گلشن علم میران شاہ، مدرسہ خلیفہ میران شاہ، دار العلوم نعمانیہ کانی گرم، مدرسہ نبراس العلوم مسجد حیٔ کلی، مسجد کانی گرم، مسجد لالے ژائی، مسجد کڑمہ، مسجد سام، مسجد سرویکئی، مدرسہ تعلیم القرآن سرویکئی، مدرسہ گڑدائی رعزائی، مسجد سپنکئی رعزئی اور مسجد مری جان' ان سب مساجد اور مدارس کو صلیبی اتحادی پاکستانی فوج نے بم باری کر کے مسمار کیا۔ کیا پاکستانی فوج کا کردار کفار سے بدتر نہیں ہے؟ مسجد مولے خان سرائے کے اندر دستی گرنیڈ پھینکے گئے، قرآن شریف کو جلایا گیا، مسجد میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور لا الہ الا اللہ محمد رسول للہ سمیت جتنے بھی اسماء الحسنیٰ کے کتبے لگے ہوئے تھے، اس ظالم اور مرتد پاکستانی فوج نے گولی سے انہیں نشانہ بنایا۔ یعنی یہ مردود ولعین فوج صرف اسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہے کہ

جولائی ۲۰۰۲ میں پاکستانی فوج قبائل میں داخل ہوئی۔ اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ صلیبی یلغار کے بعد افغانستان سے ہجرت کرنے والے مجاہدین کے خلاف کارروائی کی جائے اور شرق وغرب سے تعلّق رکھنے والے ان مجاہدین کو پناہ دینے والے ''مجرم'' قبائلیوں کو ''سبق'' سکھایا جائے۔

؎ وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو

گھر کی گواہی!!!

بی بی سی کے نمایندے دلاور خان وزیر نے جنوبی وزیرستان (علاقہ محسود) میں جاری آپریشن اور اس کے نتائج کے حوالے سے جو کچھ لکھا وہ نذر قارئین ہے۔ بی بی سی جیسا اسلام دشمن و جہاد مخالف ادارہ بھی یہ رپورٹ کرنے پر مجبور ہے کہ ''وہاں کچھ بھی نہیں بدلا''۔ دلاور خان کے ان حقائق کو دیگ کا ایک چاول بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ مجاہدین کی قوت مجتمع بھی ہے، پرعزم بھی اور طویل ترین جنگ کے لیے تیار بھی!!! اس رپورٹ کو پڑھنے کے بعد اُن لوگوں کو ضرور اپنی کور دماغی پر حیرت سے اپنی ہی انگلیاں چبا لینی چاہئیں جو کہ آئی ایس پی آر کی جاری کردہ پریس ریلیز ز اور میڈیا کے شرم ناک پروپیگنڈے کی بنیاد پر ہانکتے پھرتے تھے کہ ''صاحب! پاکستانی فوج نے تو شدت پسندوں کو مار بھگایا، علاقے کو شر پسند عناصر سے پاک کروایا جا چکا ہے، اُن کو بری طرح کچل کے رکھ دیا گیا ہے۔ پاکستانی فوج کے اس کارنامے کی بدولت اب یہ شدت پسند آپس میں الجھ پڑے ہیں، اُن کی قوت کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور آئندہ وہ ان علاقوں میں قدم مضبوط نہیں کر سکیں گے''۔ اس کے جواب میں مجاہدین تو صرف اتنا ہی کہتے ہیں: فَلْيَضْحَكُواْ قَلِيلاً وَلْيَبْكُواْ كَثِيراً جَزَاء بِمَا كَانُواْ يَكْسِبُونَ (سورہ التوبہ آیت ۸۲) ''پس اُنہیں چاہیے کہ بہت کم ہنسیں اور بہت زیادہ روئیں' اُن اعمال کے سبب جو یہ کرتے ہیں''۔

دلاور خان لکھتا ہے:

''جنوبی وزیرستان آبادی اور رقبے کے لحاظ سے پاکستان کی سات قبائلی ایجنسیوں میں سب بڑی ایجنسی ہے۔ جنوب مغرب میں افغان سرحد کے ساتھ وزیر قبائل جبکہ شمال اور مشرق میں محسود قبائل آباد ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی حکومت کے خاتمے کے بعد جنوبی وزیرستان طالبان کا گڑھ بن گیا تھا۔

محسود قبائل کے علاقے میں بیت اللہ محسود گروپ کے طالبان موجود تھے۔ پاکستانی فوج کی جانب سے آپریشن 'راہ نجات' میں سکیورٹی فورسز نے صرف محسود قبائل کے علاقے میں بیت اللہ گروپ کے مقامی طالبان کے خلاف کارروائی کی جس میں نہ صرف طالبان کو علاقے سے بے دخل کرنے کی کوشش کی گئی بلکہ لاکھوں شہری علاقہ چھوڑ کر ٹانک، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان منتقل ہوگئے۔ بیت اللہ گروپ کے مقامی طالبان شمالی وزیرستان، اورکزئی اور کُرم ایجنسی کے محفوظ مقامات پر چلے گئے ہیں۔

جنڈولہ وانا شاہراہ علاقہ محسود میں سے گزر کر وانا تک پہنچتی ہے۔ آپریشن راہ نجات کے بعد اس راستے پر سفر دلچسپ رہا۔ علاقہ محسود میں وہی خشک پہاڑی سلسلے تو موجود نظر آئے لیکن بازاروں اور عام رہائشی علاقے کا نقشہ بدل گیا تھا۔ محسود قبائل کے علاقے سے لوگ ہجرت کر کے چلے گئے ہیں۔ ہم دوپہر ایک دو بجے ٹانک سے جنڈولہ پہنچے۔ میرے ذہن میں جنڈولہ کی وہی پرانی یادیں اور تصاویر تھیں۔ ہم وانا سے ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ اسماعیل خان سے وانا جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا کھاتے تھے۔ اس بار جنڈولہ پہنچ کر حیرت ہوئی کہ تین سو سے زیادہ دوکانوں پر مشتمل جنڈولہ بازار کا نام نشان نہیں تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ دوکانوں اور ہوٹلوں کا ملبہ بھی بلڈوزروں سے قریبی نالے میں پھینک دیا گیا تھا۔ جنڈولہ کے اس تباہ شدہ بازار سے ایک دو کلومیٹر کے فاصلے پر لوگوں نے روزمرہ ضروریات پوری کرنے کے لیے لکڑی کی چند دوکانیں یا کھوکے بنائے ہوئے ہیں۔ ان دوکانوں پر شہریوں کی موجودگی نہ ہونے کے برابر تھی۔ جنڈولہ سے لے کر مدیجان تک سڑک کنارے کے گھروں کو مکمل طور پر منہدم کر دیا گیا ہے۔ حکومت کا کہنا ہے کہ اپریل کے آخر تک بے گھر ہونے والے محسود قبائل کو ان کے گھروں کو واپس بھیج دیا جائے گا۔ لیکن ان تباہ شدہ بازاروں اور گھروں کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ حکومت کو بے گھر ہونے والے قبائل کو واپس لانے اور آباد کرنے میں کافی مشکلات کا سامنا ہوگا۔

جنڈولہ ہائی سکول کی شاندار عمارت اور جنڈولہ ٹیکنیکل کالج ویران پڑے تھے۔ جنڈولہ سے آگے مدیجان تک چالیس کلومیٹر کے علاقے میں محسود قبائل آباد تھے۔ ان چالیس کلومیٹر میں کوئی عام شہری نظر نہیں آتا بلکہ ہر طرف فوجی اہلکار نظر آتے ہیں۔ جنڈولہ سے دو کلومیٹر آگے چگملائی کے مقام پر بھی پچاس سے ساٹھ تک دوکانوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا بازار تھا لیکن آپریشن کے دوران اس بازار کو مسمار کیا گیا ہے۔ مولے خان سرائے، ڈیبہ اور سروکئی میں چھوٹے چھوٹے بازار ویران ہوگئے ہیں۔ علاقے میں رہائشی مکانات میں سکیورٹی اہلکاروں کی موجودگی ایک افسردہ کہانی بیان کرتی ہے۔ مجھے سب سے زیادہ افسوس اس وقت ہوا جب میں نے سڑک کے کنارے جھاڑیوں اور گھاٹیوں میں جگہ جگہ گھریلو جانوروں کو دیکھا جن میں گائیں اور گدھے شامل تھے۔ یہ جانور علاقے سے نقل مکانی کرنے والوں کے ہیں جو انہیں چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے ہیں۔

جنوبی وزیرستان کے ایڈیشنل پولیٹکل ایجنٹ مدثر شاہ کا کہنا تھا کہ محسود قبائل کا علاقہ تو مکمل طور پر خالی ہو چکا ہے۔ اب پولیٹکل انتظامیہ نے محسود قبائل کے مشران سے جرگے شروع کیے ہیں۔ ان کو اُمید ہے کہ بہت جلد محسود قبائل واپس جانے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔ ان کا کہنا تھا کہ اکتالیس ہزار خاندان ٹانک اور ڈیرہ اسماعیل خان میں رجسٹر ہو چکے ہیں۔ واپس جانے والے ہر ایک خاندان کو انتظامیہ کی طرف دو دو خیمے اور مناسب راشن دیا جائے گا۔ مگر جرگے کے ممبر صلاح الدین کا کہنا ہے کہ علاقے سے نقل مکانی کرنے والوں میں سے بہت کم لوگ واپس جانے کے لیے تیار ہے۔ انہوں نے بتایا کہ محسود قبائل کسی بھی صورت میں طالبان کے خلاف لشکر بنانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جرگے کے ممبران صرف اس کوشش میں ہے کہ وہ لوگوں کو واپس جانے پر آمادہ کریں۔ جرگہ ممبر کے مطابق طالبان کے خلاف لڑنا تو دور کی بات ہے طالبان کے خلاف لوگ بولنے کے لیے بھی تیار نہیں!!!"۔

حکومتی رٹ کی "بحالی":

ابلیس کے پیروکاروں کے نزدیک خواہشات نفسانی ہی الہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اور اِنہی سفلی خواہشات کو موجودہ طاغوتی نظام نہ صرف پورا تحفظ دیتا ہے بلکہ ان کی ترویج و اشاعت بھی فرض منصبی سمجھ کر کرتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس نظام کی بنیاد ہی "یکفر باللّٰہ ویومن بالطاغوت" ہے۔ اسی لیے یہ "حکومتی رٹ" کے نام پر بدکاری، بے حیائی اور اخلاق سوزی کو عام کرنے کا بیڑا اٹھاتا ہے۔ یہی "حکومتی رٹ" اب دیر، بونیر اور ملاکنڈ (سوات) میں "بحال" ہورہی ہے۔ مجاہدین نے قوتِ نافذہ کے حصول کے بعد ان تمام خبائث کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی طرف پوری توجہ مرکوز کی تھی تاکہ فطرت سلیمہ کی حفاظت کی جا سکے اور مسلمانوں کو ان رذائل سے بچایا جائے اور معاشرے کو ان سے پاک کیا جائے۔

لیکن اب ان علاقوں میں مجاہدین کی وقتی پسپائی پر اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں نے حکومتی رٹ جا بجا "بحال" کی ہے۔ میوزک سنٹرز کھل رہے ہیں، سی ڈیز کی دکانیں آراستہ کی جا رہی ہیں، ناچ گانے کے مراکز استوار کیے جا رہے ہیں، بدکاری کے اڈوں کی ترویج کی جا رہی ہے، ثقافتی پروگراموں کے نام پر حکومتی و فوجی سرپرستی میں ناچ گانے کی محافل کا انعقاد کیا جا رہا ہے، ان محافل میں ان تمام لوگوں کے قبیح کردار کھل کر سامنے آتے ہیں اور ان کے باطن کا گند خوب اچھی طرح باہر آتا ہے۔ گویا ان خباثتوں کو رائج کرنا ہی "حکومتی رٹ کی بحالی" کا اصل معیار ہے۔ تف ہے ایسے بے ہودہ نظام پر اور لعنت ہے ایسی "رٹ" پر!!!

اخبارات اور میڈیا کی شہ سرخیاں بننے والی خبریں ملاحظہ ہوں کہ کس طرح رذائل اخلاق کا سلسلہ شروع ہو جانے کو "اصل فتح" کی طرح پیش کیا جا رہا ہے۔ ان تمام خبروں کا خلاصہ رفعت اللہ اورکزئی اس طرح بیان کرتا ہے: "صوبہ سرحد کے ضلع سوات میں طالبان کے حملوں اور خوف کی وجہ سے تقریباً دو سال تک بند رہنے والی سی ڈیز، میوزک سنٹرز اور فلمیں فروخت کرنے والی دوکانیں دوبارہ کھل گئی ہیں جب کہ مینگورہ میں خواتین بازاروں کے رونقیں بھی بحال ہوگئیں ہیں۔ سوات کے صدر مقام مینگورہ میں فوجی آپریشن کے بعد پہلی مرتبہ سی ڈیز، میوزک اور فلمیں فروخت کرنے والے دوکانداروں نے دوبارہ کام کا آغاز کر دیا ہے اور شہر میں تقریباً ایک درجن

سے زائد دو کانیں کھل گئیں ہیں۔ مینگورہ کے مقامی صحافی شیرین زادہ نے بتایا کہ شہر میں ایک لمبے عرصے تک بندر ہنے والے سی ڈیز، فلموں، وڈیو گیمز کی دوکانیں اور نیٹ کیفے دوبارہ کھل گئے ہیں۔ اُس نے کہا کہ پلوشہ سینما مارکیٹ اور ملک مارکیٹ میں تقریباً ایک درجن سے زائد دوکانیں کھل گئیں ہیں جہاں فلمیں، پشتو میوزک اور ڈرامے فروخت کیے جا رہے ہیں۔ اُس نے کہا کہ مارکیٹوں کے باہر ہتھ ریڑھیوں پر بھی میوزک اور سی ڈیز کے انبار لگے ہوئے ہیں''۔

۸ مارچ کو عالمی یوم خواتین کے موقع پر مینگورہ شہر میں آئی ایس پی آر کی طرف سے خواتین کی ریلی کا اہتمام کیا گیا۔ اس ریلی میں حیاباختہ عورتیں، فاحشہ اداکارائیں اور بے شرم خواتین سیاست دانوں نے شرکت کی اور اگلے دن اس طرح خبریں سامنے آئی گویا ان خواتین نے مینگورہ کی سڑکوں پر ریلی نکال کر عظیم ترین کارنامہ سرانجام دیا ہے لیکن اصل میں تو فحاشی و عریانی کی دلدادہ اور نمایندہ ان عورتوں نے ''حقیقی آزادی'' کا جشن منایا ہے۔

صرف پشاور و مردان میں قائم سوات کے مہاجر کیمپوں سے ۱۰۰۰ سے زاید خواتین کو فوج اور خفیہ اداروں نے اغو کر لیا۔ سوات و قبائلی علاقوں میں ڈھائے جانے والے اِنہی مظالم کا بدلہ لینے کے لیے مجاہدین نے پاکستان بھر میں اپنی کارروائیوں کو تیز تر کیا۔

۱۸ اپریل کو سوات کی تحصیل مٹہ کے علاقے بیوچار میں آئی ایس پی آر کی جانب سے میوزیکل پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقع پر بریگیڈئر امیر اسلم نے کہا'' سوات میں فوج اور پولیس کی قربانیوں سے ''امن وامان'' کی صورت حال مکمل طور پر بحال ہوگئی ہے، چپر پال جیسے علاقے میں میوزیکل شو کا انعقاد امن کے قیام کا زندہ ثبوت ہے''۔ اس تقریب میں مقامی امن لشکر، مشران اور پاکستانی فوج کے جوانوں نے بھر پور شرکت کی۔

امریکہ سوات میں سیاحت کی بحالی کے لیے خصوصی سرگرمی دکھا رہا ہے۔ خبر کے مطابق'' یو ایس ایڈ نے حکومت سندھ سے سیاحت کی صنعت کی بحالی کے لیے کراچی کے لوگوں کو وادی سوات میں جانے کے لیے قائل کرنے کی مہم شروع کرنے کا کہا ہے۔ سوات میں سیاحت کے لیے یو ایس ایڈ کی نمائندہ ایلز بتھ تلو نے اس بات پر زور دیا کہ حکومت سندھ خصوصاً اس بات پر زور دے کہ کراچی کے لوگ سیاحت کے لیے سوت جائیں۔ ماضی میں بھی سوات جانے والوں میں سے بیشتر افراد کا تعلّق کراچی سے ہوتا تھا۔ یہ سیاح اب سوات نہیں آ رہے''۔

یہ تمام آثار (سیاحت کے نام پر لہو ولعب کا دور دورہ ہو یا میوزک سنٹرز، سینما گھروں اور نیٹ کیفیز کی صورت میں نوجوانوں کے ذہنوں کو شیطانی گھر بنانے کے منصوبے) اس بات پر شاہد ہیں کہ یہود و نصاریٰ ہر حال میں مسلمانوں کے معاشرے میں اخلاق باختگی کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔ صلیبیوں کا بہر صورت یہی منصوبہ ہے کہ عامۃ المسلمین میں دین بے زاری زیادہ سے زیادہ بڑھے، غیور مسلمان' اسلام کے لیے جہاد کے میدانوں میں جانیں دینے کی بجائے گندگی کے ڈھیروں کے اسیر ہو جائیں اور زیادہ سے زیادہ خواہشات نفس کی پیروی میں لگے رہیں' گویا

اہل حرم سے ان کی روایات چھین لو
آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو

ائمۃ الصلیب کے دورے:

غلاموں کی کارکردگی کو جانچنے اور بلاواسطہ پرکھنے کے لیے امریکی آقا گاہے بگاہے مختلف اقدامات کرتے رہتے ہیں جن میں جنگی علاقوں کے دورے بھی شامل ہیں۔ اس دوران وہ نہ صرف غلاموں کی کارکردگی کو سراہتے ہیں بلکہ ایک پالتو کتے کی طرح اُنہیں شاباشی انداز میں 'خراج تحسین' بھی پیش کرتے ہیں اور خوئے غلامی سے چُور ہوئے غلام اُسی پالتو کتے کی طرح دُم ہلاتے اور'' نئے شکار'' کے حکم کے منتظر ہوتے ہیں۔ ذرا ۱۶دسمبر ۲۰۰۹ کی ایک خبر ملاحظہ ہو۔

'' امریکی فوج کے سربراہ مائیک مولن نے اشفاق کیانی کے ساتھ سوات کا دورہ کیا۔ تفصیلات کے مطابق اشفاق پرویز کیانی نے مائیک مولن کے ساتھ ملاکنڈ کا دورہ کیا جہاں سوات آپریشن کے انچارج میجر جنرل اشفاق ندیم نے اُنہیں سوات میں آپریشن کے بارے میں بریفنگ دی۔ اس موقع پر مائیک مولن نے دہشت گردی کے خلاف آپریشن میں پاکستانی فوج کے کردار کو سراہا۔ اس نے سوات اور ملاکنڈ کی تعمیر نو کی کوششوں میں امریکا کی جانب سے ہر ممکن امداد کا یقین دلایا''۔

۱۴جنوری ۲۰۱۰ کو یہ خبر منظر عام پر آئی کہ'' افغانستان اور پاکستان کے لیے امریکا کے خصوصی نمائندے رچرڈ ہالبروک نے سوات کا دورہ کیا۔ جہاں اُسے آپریشن راہ راست کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔ رچرڈ ہالبروک آج صبح اسلام آباد سے سوات کے شہر سیدو شریف پہنچا۔ آپریشن راہ راست کے انچارج میجر جنرل اشفاق ندیم نے سرکٹ ہاؤس سیدو شریف میں امریکی نمائندے کو سوات میں امن وامان کی صورتحال، آپریشن سے پہلے اور بعد کی صورتحال پر بریفنگ دی۔ میجر جنرل اشفاق ندیم نے سوات میں بحالی کے کام سے بھی اُنہیں آگاہ کیا''۔

کفر کے لشکر جتنی بھی تگ و دو کرلیں، اپنے غلاموں سے جتنا بھی کام لے لیں، یہ بات طے شدہ ہے کہ مجاہدین کی قوت اور جہاد کی تحریک کو ختم کرنے کا خواب لیے موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔ کیونکہ اپنے تمام تر وسائل، ٹیکنالوجی، سازشوں اور مکر وفریب کے باوجود یہ بالکل بے بس اور ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں اور آخر کیوں نہ ہوں......جس باطل بنیاد پر یہ کھڑے ہیں اُس کے متعلّق تو قرآن کے یہ الفاظ ہی گواہی کے لیے کافی ہیں کہ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (سورہ التوبۃ: آیت ۱۰۹)'' (ایسی) عمارت جس کی بنیاد کسی گھاٹی کے کنارے پر رکھی گئی ہو جو کہ گرنے ہی کو ہو، پھر وہ اس کو لے کر آتش دوزخ میں گر پڑے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو سمجھ ہی نہیں دیتا''۔

بھلا اس کے بعد بھی کامیابی کی کوئی توقع اور فتح کی کوئی امید باندھی جا سکتی ہے؟؟؟

سیاسی قیادت اور مجاہدین:

مجاہدین اسلام' اللہ کی مدد و نصرت اور اپنی بے پناہ قربانیوں، انتھک جدوجہد،

لازوال استقامت اور مومنانہ فہم و تدبر کی بنا پر قبائلی سرزمین میں سیاسی قیادت پر بھی فائز ہیں۔ یہ حقیقت بھی کفر کے لیے انتہائی تکلیف دہ ہے۔طاغوتی قوتیں ایسی کوششوں میں مصروف رہتی ہیں کہ سیاسی قیادت مجاہدین کے ہاتھ سے چھین کر سابق مشران اور اپنے منظور نظر افراد کے ہاتھ میں دی جائے۔

اس حوالے سے ماضی میں بے شمار سازشیں کی گئی ہیں اور اب بھی ایسی سازشوں کے تابے بانے بنے جاتے رہتے ہیں جن کے نتیجے میں مجاہدین کے اثر و رسوخ کو قبائلی معاشرے سے ختم کیا جائے اور ظالم مشران و بدعنوان انتظامیہ کی سرپرستی کی جائے تاکہ وہ ماضی کی طرح قبائلی مسلمانوں پر سروں پر سوار ہوسکیں۔ترکستان بیٹنی ایک معروف ڈاکو ہے، جس کے بھائی ہندوستان بیٹنی (ڈاکو) کو مجاہدین نے چند سال قبل عبرت ناک انجام سے دوچار کیا تھا۔اسے علاقہ محسود میں شہہ دی گئی اور ایک ڈاکو کو مصلح کے روپ میں پیش کیا جانے لگا۔ لیکن علاقے کے لوگ اس ڈاکو کے کردار اور ماضی سے پوری طرح آگاہ تھے لہٰذا یہ بیل منڈھے نہ چڑھ سکی۔اسی طرح زین الدین محسود کی پشت پناہی کی گئی اور اس ذریعے سے محسود مجاہدین میں پھوٹ ڈلوانے کی کوشش ہوئی‘ جو زین الدین محسود کے قتل کے بعد اپنے آپ ناکام ہو گئی۔

گزشتہ چند ماہ میں کیانی نے متعدد مرتبہ قبائلی علاقوں کے دورے کیے۔وہ ان دوروں میں حکومتی حامی جرگوں سے ملاقاتیں تواتر سے کرتا رہا۔اُس نے متعدد ’’ترقیاتی منصوبوں‘‘ کے اعلانات کیے اور جنوبی وزیرستان میں وزیر قبائل کے علاقوں میں مولانا نور محمد ان سب منصوبوں میں مرکزی کردار ہے۔ کیانی نے ان سے ۱،۲ گھنٹے تنہائی میں راز و نیاز کی باتیں کیں۔

بالکل اسی نہج پر ہر قبائلی ایجنسی، دیر، بونیر، شانگلہ اور ملاکنڈ (سوات) میں مجاہدین کے خلاف قبائلی لشکر اور ’امن لشکر‘ تشکیل دیے گئے لیکن اللہ کی مدد و نصرت سے مجاہدین ان ضمیر فروش لشکروں اور ان کے سرکردگان پر کاری سے کاری ضربیں لگا رہے ہیں جن کی وجہ سے یہ لشکر بھی بے اثر ہو کر رہ گئے ہیں۔

طاغوتی طاقتوں کے تین اہداف:

طاغوتی طاقتیں آزاد قبائل میں تین اہداف پر کام کر رہی ہیں:

۱۔ خوف، رعب، لالچ وغیرہ سے مجاہدین کی پشتیبانی سے عامۃ المسلمین کو روکنا۔

۲۔ قبائلی مسلمانوں کی دلچسپیوں کا محور ’دنیا‘ کو بنانے کے لیے وہاں تین کام کرنا:

الف: جدید ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام کو عام کرنا

ب: جدید تعلیم کو لڑکیوں تک میں عام کرنا

ج: سڑکوں اور صنعتوں کا جال پھیلانا

۳۔ مختلف حربوں سے قبائل کی سیاسی قیادت مجاہدین سے چھین کر سابقہ ملکان یا اپنے منظورِ نظر افراد کو دینا

صلیبیوں کا بہر صورت یہی منصوبہ ہے کہ عامۃ المسلمین میں دین بے زاری زیادہ سے زیادہ بڑھے، غیور مسلمان‘ اسلام کے لیے جہاد کے میدانوں میں جانیں دینے کی بجائے گندگی کے ڈھیروں کے اسیر ہو جائیں اور زیادہ سے زیادہ خواہشات نفس کی پیروی میں لگے رہیں۔

۱۔ **عامۃ المسلمین کو مجاہدین کی پشتیبانی سے روکنا:**

سرزمین قبائل نے اُس وقت مجاہدین کی نصرت کا فریضہ سرانجام دیا جب پوری دنیا میں چہار جانب جہاد مخالف جھکڑ روز و شور سے چل رہے تھے۔وزیرستان، باجوڑ، مہمند، کرم اور دیگر ایجنسیوں کے مسلمانوں نے اُس وقت بھی اپنے مجاہدین بھائیوں کو تنہا نہیں چھوڑا جب ساری دنیا اُن کی جان کے درپے تھی اور یہ چند پاک نفوس پوری دنیا کے کفر کا ہدف تھے۔جہاد افغانستان میں قبائل کی قربانیوں کے ذکر کے بغیر اس مبارک جہاد کی تاریخ ہمیشہ نامکمل رہے گی۔گویا قبائل کے جسور و غیور مسلمانوں نے نہ صرف شرق و غرب کے مجاہدین کو انتہائی کڑے اور آزمایش سے بھرپور وقت میں پناہ دے کر انصارانِ مدینہ کے کردار کو زندہ کیا بلکہ عملی طور پر بھی جہاد میں شرکت اور محاذوں کو گرمانے اور اہل کفر پر رعب و دبدبہ طاری کرنے میں اپنی جانوں، مالوں اور صلاحیتوں کو کھپا دیا۔اس سرزمین میں کوئی ایسا گھرانہ بمشکل ملے گا جس کا کسی نہ کسی طور جہاد و مجاہدین سے تعلّق نہ ہو اور وہ اپنے تئیں اپنا سب کچھ اس راہ میں لٹا دینے پر آمادہ و تیار نہ ہو۔

کفر کے لیے یہ کھلا چیلنج ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے خوف، رعب اور لالچ کا سہارا لے کر یہ ناکام کوششیں کی جارہی ہیں کہ آزاد قبائل کے مسلمانوں کو جہاد سے برگشتہ کر دیا جائے۔آئے روز کے ڈرون حملوں کے ذریعے خوف کی فضا قائم کی جاتی ہے تاکہ کوئی گھرانہ نہ مجاہدین کو پناہ دے اور نہ ہی اُس کا کوئی فرد خود سے جہاد میں نکلنے کا خیال کرے۔لاتعداد آپریشنز کے ذریعے جان و املاک کے نقصان میں مبتلا کر کے رعب و دبدبہ کی فضا بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی بھی فرد مجاہدین سے کسی قسم کا کوئی تعلّق رکھنا گوارا نہ کرے۔روپے پیسے اور ڈالروں کی بوریوں کے منہ کھول دیے جاتے ہیں تاکہ اہل ایمان کے ایمان کا سودا کیا جا سکے اور اُنہیں مجاہدین کی مخبری کرنے پر ابھارا اور اکسایا جا سکے۔لیکن اس سب کے باوجود بقول علامہ اقبالؒ

اے مرے فقرِ غیور! فیصلہ تیرا ہے کیا

خلعت انگریز یا پیرہن چاک چاک!

آزاد قبائل کے سوادِ اعظم نے تمام تر خوف، رعب اور لالچ کے باوجود خلعت انگریز پر چار حرف بھیجے ہیں اور ہر طرح کی آزمایش کو جھیلتے ہوئے پیرہن چاک چاک کا ہی انتخاب کیا ہے!!!

۲۔ 'دنیا' کی دوڑ میں سبقت کا ماحول پیدا کرنا:

دوسری طرف ترقی وخوش حالی کے نام پر حب الدنیا کی دعوت وفکر کو عام کرنے اور آج سے بہتر کل اور کل سے بہتر آج کا مزاج پروان چڑھانے کے منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔موجودہ صلیبی جنگ کے آغاز سے اب تک پاکستان کو جتنی امریکی امداد ملی اُس میں سے نصف حصّہ قبائل کی 'ترقی وخوش حالی' کے لیے مختص تھا۔اس سلسلے میں تین جہات پر کام شروع کیا گیا۔

الف: جدید ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام کو عام کرنا:

اہل کفر کو اس صلیبی جنگ میں صرف اور صرف اپنی ٹیکنالوجی کا سہارا ہے۔وہ ٹیکنالوجی ہی کی بنیاد پر یہ جنگ لڑ رہے ہیں۔لیکن اللہ کی قدرت کے آگے ٹیکنالوجی بھلا کیا حیثیت رکھتی ہے۔یہ تو ابلیس ہے جسے اپنے مکروہ منصوبوں کی تکمیل کے لیے ٹیکنالوجی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔'ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا' کا یہی مطلب ہے۔ابلیسی کارندوں کی دلی خواہش ومنصوبہ ہے کہ آزاد قبائل کے آزاد منش مسلمان بھی ٹیکنالوجی کے بت کے آگے سرنگوں ہوجائیں اور یوں وہ بآسانی یہ جنگ پہاڑوں اور وادیوں میں لڑنے کی بجائے اپنے دفاتر اور آرام دہ کمروں میں بیٹھ کر محض چند بٹنوں کے استعمال سے کنٹرول کرسکیں گے۔

فی الحقیقت جدید ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام ایسا شیطانی جال ہے کہ جو بظاہر بہت خوش نما دِکھتا ہے لیکن اپنی نہاد میں یہ انتہائی خطرناک اور مضر ہے۔ذرائع ابلاغ کے فروغ کا مطلب یہ ہے کہ گھر گھر ٹی وی کیبل پہنچے تاکہ سادہ منش مسلمانوں کے ذہنوں کو شیطانی خواہشات کا اسیر بنانے میں قدرے آسانی ہو اور جو ہم چاہیں وہ صرف وہی دیکھیں، جو ہم چاہیں وہی وہ بولیں، جس نہج پر ہماری مرضی ہو وہ اُسی نہج پر سوچیں......جبکہ مواصلاتی نظام (ٹیلی فون، موبائل سروس، انٹرنیٹ وغیرہ) کی ترویج کے پیچھے بھی یہی مقصد کارفرما ہے کہ ان غیور مسلمانوں کو اپنے شکنجے میں کسا جائے۔موبائل وٹیلی فون کی صورت میں ہر فرد کے ساتھ ایک باقاعدہ جاسوس لگا دیا جائے جو اُس کے پل پل کی خبر اور اُس کی حرکتوں کی رپورٹ فراہم کرے۔آسانی وسہولت کے نام پر ایسی انتہائی خطرناک ایجادات کو اپنانے والے اپنا سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کفر اور کفر کے حواریوں کی جھولیوں میں ڈال دیتے ہیں۔یہی ان کفریہ طاقتوں کو درکار ہے۔

ب: جدید تعلیم کو لڑکیوں تک میں عام کرنا:

'سرسید کی فکر سے وابستہ افراد کے نزدیک تو یہ جدید تعلیم کا حصول مسلمان کے لیے اہم ترین قرار پاتا ہے لیکن اس نظام تعلیم کے مستفید ہونے والے ''مفکر ودانش ور'' ہی آج امت کے لیے مستقل روگ اور وبال جان بنے ہوئے ہیں۔اقبال مرحومؒ نے کیا خوب کہا تھا

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

یہی الحاد اور لادینی ہے جسے یہ نظام تعلیم انسان کے ذہن وقلب میں گھول کر انڈیل دیتا ہے۔قبائلی وافغان مسلمان اگر آج دین اسلام کی حفاظت کے لیے مورچوں کی مضبوطی کا باعث ہیں تو اُس کی واحد وجہ یہی ہے کہ یہ اس دیناوی تعلیم سے یکسر 'محروم' ہیں اور ان کی یہی 'محرومی' ان کے لیے دنیا میں بھی عزت وافتخار کا سبب بن رہی ہے (عالمی کفر پر فتح یابی کی صورت میں) اور آخرت کی بھلائیاں اور بلند وبالا درجات بھی اسی 'محرومی' کے نتیجے میں حاصل ہوں گے۔لہٰذا کفر کے لیے اگر یہ سرزمین اور اس کے باسی لوہے کا چنا ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس لوہے کے چنے کو موم کی ناک بنانے کے درپے ہیں۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی خودی کو
ہوجائے ملائم تو جدھر چاہے، اسے پھیر
تاثیر میں اکسیر سے بڑھ کر ہے یہ تیزاب
سونے کا ہمالہ ہو تو مٹی کا ہے اک ڈھیر

یہی 'تیزاب' ہے جس سے وہ امت کی بیٹیوں تک کو جھلسانے کا پروگرام رکھتے ہیں۔آزاد قبائل کے لیے بھی کفر کا اہم منصوبہ یہی ہے کہ تعلیم کو ہر سطح پر عام کیا جائے اور خواتین کو بھی ''تعلیم کے زیور سے آراستہ'' کیا جائے۔تاکہ اُن کے اذہان و قلوب ہمارے قابو میں رہیں اور اُن کے ذہنوں میں جہاد دشمنی اور اسلام بے زاری کا بیج پوری یکسوئی سے بیجا جاسکے۔

سرزمین قبائل نے اُس وقت مجاہدین کی نصرت کا فریضہ سرانجام دیا جب پوری دنیا میں چہار جانب جہاد مخالف جھکڑ روز وشور سے چل رہے تھے۔وزیرستان، باجوڑ، مہمند، کرم اور دیگر ایجنسیوں کے مسلمانوں نے اُس وقت بھی اپنے مجاہدین بھائیوں کو تنہا نہیں چھوڑا جب ساری دنیا اُن کی جان کے درپے تھی اور یہ چند پاک نفوس پوری دنیا کے کفر کا ہدف تھے۔

ج: سڑکوں کا جال پھیلانا:

قبائلی مسلمانوں کے لیے سفری سہولیات کو بہتر سے بہتر بنانے کے اعلان کیے جاتے ہیں۔لیکن اس خوش نما دعوے اور اعلان کے پیچھے جو گہری سازش کارفرما ہے اُس سے بہرصورت نظریں نہیں چرائی جاسکتی۔اس کا اصل مقصد یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سڑکیں اور شاہراہیں تعمیر کی جائیں اور عوام کو باور کرایا جائے کہ سب کچھ اُن کی سہولت کے لیے کیا جارہا ہے لیکن درپردہ اس کے پیچھے جو مقاصد پنہاں ہیں وہ یہ ہیں کہ دشوار گزار علاقوں، پہاڑی راستوں اور جنگلوں تک بآسانی رسائی کا ذریعہ پیدا کیا جائے تاکہ ان آزاد فطرت قبائل کے خلاف جہاں جہاں فوجی آپریشن کیے جائیں وہاں فوج کی آمدورفت ورسد پہنچانے کے معقول انتظامات موجود ہوں اور دشوار گزار راستوں، پہاڑی دروں، جنگلوں اور بلند وبالا کوہساروں کی سرزمین میں مجاہدین کا تعاقب آسانی سے کیا جاسکے اور بدلے میں بھاری جانی ومالی نقصان سے حتی الوسع بچا جاسکے۔

(اس کے ساتھ ساتھ صنعتوں کا جال پھیلانا بھی ایک اہم حربہ ہے۔اس کے

ذریعے، بہتر مستقبل، ذریعہ معاش کی فراہمی اور معاشی آسودگی کے خواب دِکھا کر قبائلی مسلمانوں کی اُن کے اصل کام (جہاد وقتال) سے توجہ ہٹائی جاسکے اور آہستہ آہستہ دنیا کے مادی وسائل کے دوڑ میں کھپ جانے کے بعد اُن غیور مسلمانوں کو بھی 'بے ضرر دشمن' کا درجہ دیا جائے)۔

سال ۲۰۰۸۔۲۰۰۹ میں وفاق نے قبائلی علاقوں کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے سات ارب اکسٹھ کروڑ اور ساٹھ لاکھ روپے کے فنڈ مختص کر دیے ہیں۔اس وقت یہ کہا گیا کہ یہ رقم ۱۸۹ نئے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی جائے گی جبکہ زیادہ فنڈز سڑکوں کی تعمیر، اور تعلیم کے فروغ کے لیے رکھے گئے تھے، فنڈز سے طلبا کے لیے نئے تعلیمی اداروں کے قیام کے علاوہ ہزاروں طلبا کو مفت کتب اور وظائف بھی دینے کا اعلان کیا گیا۔

جمعرات ۳۱ دسمبر ۲۰۰۹ کو پاکستان کے لیے امریکی خاتون وائسرائے این پیٹرسن نے اسلام آباد میں ایک تقریب میں اعلان کیا کہ امریکی حکومت جنوبی وزیرستان میں بنیادی ڈھانچے کی بحالی اور تعمیراتی پروگرام کے لیے ساڑھے چار ارب روپے بطور امداد فراہم کرے گی۔یہ اعانت 75 ارب روپے مالیت کے ان معاہدوں کا حصّہ ہوگی جن پر امریکہ اور پاکستان کی حکومتوں نے ۳۰ ستمبر ۲۰۰۹ کو دستخط کیے تھے۔امداد کی یہ رقم براہ راست فاٹا سیکرٹریٹ کو فراہم کی جائے گی جو سڑکوں کی تعمیر، آب رسانی کی سکیموں کی ترقی اور بجلی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن، واپڈا اور دسرے مقامی اداروں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہے۔

پیٹرسن نے کہا" فاٹا کے لیے سب سے زیادہ امداد حکومت امریکہ فراہم کرتی ہے۔گزشتہ دو سال کے دوران امریکہ اس علاقے میں چھوٹے پیمانے کے بنیادی ڈھانچے، تعلیم، صحت اور معاشی ترقی کے منصوبوں پر آٹھ ارب روپے سے زائد خرچ کر چکا ہے۔اس کے علاوہ امریکہ نے فاٹا اور صوبہ سرحد میں لڑائی کی وجہ سے بے گھر ہونے والے لوگوں کی مدد کے لیے مزید ۲۵ ارب فراہم کیے ہیں"۔

۷ دسمبر ۲۰۰۹ کو این پیٹرسن اور یو ایس ایڈ کے مشن ڈائریکٹر رابرٹ ولسن نے سوات کے مرکزی شہر مینگورہ میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ امیر حیدر خان ہوتی کے ساتھ مالاکنڈ ڈویژن میں امدادی کاموں اور تعمیر نو میں اعانت کے لیے تین کروڑ 60 لاکھ ڈالر کے ایک معاہدے پر دستخط کیے۔سوات کے لیے اس مالی مدد سمیت گذشتہ ایک سال کے دوران امریکی حکومت صوبہ سرحد کو 34 کروڑ ڈالر سے زائد کی مدد فراہم کر چکی ہے۔

۱۰ فروری ۲۰۱۰ کو فاٹا سیکریٹریٹ کے چیف ایڈیشنل سیکریٹری حبیب اللہ خان نے کہا کہ" قبائلی علاقوں میں بنیادی ڈھانچہ، صحت عامہ، تعلیم، روزگار کے مواقع پیدا کرنے اور دیگر منصوبوں کے لیے آئندہ پانچ سالوں میں یو ایس ایڈ نے 63 ارب روپے سے زائد فراہم کرنے کا عہد کیا ہے۔امریکی وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں سرحدی سلامتی، سویلین قانون کے نفاذ اور انسدادِ منشیات کے منصوبوں کے لیے تربیت، ضروری ساز وسامان اور بنیادی ڈھانچہ بھی فراہم کر رہا ہے"۔

اقبالؒ نے فرمایا تھا

غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاجِ سرِ دارا
حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشہ کو بنا سکتے ہیں خارا

بس یہی غیرت وحمیت اور اسلام کی سربلندی کے لیے اپنا سب کچھ وار دینے کا جذبہ ان قبائلی مسلمانوں کی میراث ہے اور کوئی بھلا اپنی میراث سے بھی لاتعلقی کا اظہار کیا کرتا ہے؟ عالمی صلیبی وصیہونی اتحاد اور اُس کے 'فرنٹ لائن اتحادی'، یہ جنگ ہار چکے ہیں۔یہ قوتیں تمام تر زور آزمائی کے بعد بھی آزاد قبائل کے مردانِ حر کے ایمان و استقامت کے آگے بے بس نظر آرہی ہیں۔ان سے پہلے بھی زور وقوت کے لحاظ سے ان سے کئی گنا بڑی مملکتیں اور سلطنتیں حق کے مقابل آکر نیست ونابود ہو چکی ہیں۔آزاد قبائل کے مسلمانوں کی اصل طاقت اللہ رب العزت پر ایمان اور اُس کی مدد ونصرت اور تائید ہی ہے۔اور یہی مدد ونصرت اور تائید میدان کارزار میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے اور کفار اور اُن کے حواریوں کے لشکروں کو اُن کی تمام تر ٹیکنالوجی سمیت عذاب الٰہی کے کوڑوں کے سپرد کر دیتی ہے پھر اللہ رب العزت کی طرف سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا (سورہ مریم آیت ۹۸) "ہم نے ان سے پہلے بہت سی جماعتیں تباہ کر دی ہیں، کیا ان میں سے ایک کی بھی آہٹ تو پاتا ہے یا اُن کی آواز کی بھنک بھی تیرے کانوں میں پڑتی ہے"۔

بازاروں، بستیوں، مساجد ومدارس پر بم باری کر کے اُنہیں تباہ و برباد کر دینا ہی اگر مقصود تھا تو یہ منزل مقصود تو پاکستانی فوج کو مل چکی لیکن اگر مجاہدین کو شکست دینا اور اُنہیں کچل دینے کا امریکی ارمان پورا کرنا مقصود تھا تو پاکستانی فوج اپنے اس ہدف سے جتنی دور پہلے دن تھی آج اُس سے کہیں زیادہ دور ہے۔

☆☆☆☆☆

"اے اسلام کے شیرو! امارت اسلامیہ کے شہسوارو! ان دشمنوں پر بھوکے شیروں کی مانند ٹوٹ پڑو۔دیکھنا کہیں یہ زخم تمہارے حوصلے پست نہ کرنے پائیں، نہ ہی تمہارے کندھے کبھی ہتھیاروں کی زینت سے خالی نظر آئیں۔ان خائن دشمنوں کی گردنوں کو اپنی تلواروں سے نشانہ بناؤ اور صالح اعمال اور قوتِ جہاد سے اپنی ہمتیں بلند رکھو۔ بڑھو!......اور ان صلیبی کافروں اور ان کے رافضی (شیعہ) چیلوں سے اس زمین کو پاک کردو"۔

(امیر امارت اسلامیہ عراق، شیخ ابوعمر بغدادی حفظہ اللہ)

اسٹرٹیجک مذاکرات............غلامی کی نئی دستاویز

سلسبیل مجاہد

غیرت وحمیت بڑی چیز ہے۔جس قوم نے اس کو زندہ رکھا' وہ ذلت ورسوائی سے دور رہی ہے۔تاریخ میں جب بھی یہ سوال اٹھے گا کہ پاکستان کی آزادی وسالمیت کی قیمت کیا تھی تو اس کا جواب ذرا بھی مشکل نہیں کہ صرف ایک فون کال' نو برس قبل لگنے والی اس بولی میں پاکستان نے اپنی قیمت ایک ٹکے کی بھی نہ رکھی یوں پاکستان کی غیرت وحمیت کی قیمت بھی سوائے چند ڈالروں کے کچھ نہ لگ سکی۔انہیں ڈالروں کے عوض قوم کی بیٹی ہی نہیں آبروئے ملت کو اس کے تین معصوم بچوں سمیت بیچ کر اپنی جیبیں بھری گئیں۔اسی غلامی کے ایک باب کو پاک امریکہ ''اسٹرٹیجک ڈائیلاگ'' کا نام دیا گیا۔یہ اتنا بڑا نام تھا کہ یہ نام دو تہذیبوں یا کم از کم دو سپر پاورز کے درمیان مکالمے کے لیے ہی استعمال ہوسکتا تھا۔پاک امریکہ تعلقات کو تاریخ کے تناظر میں دیکھا جائے تو اسٹریٹجک ڈائیلاگ کی اصطلاح اور مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے،اس لیے کہ پاک امریکہ تعلقات کی تاریخ آقا اور غلام کے تعلقات کی تاریخ ہے،اور انسانی تاریخ میں آقا اور غلام کے درمیان آج تک اسٹرٹیجک ڈائیلاگ نہیں ہوئے۔لیکن پاک امریکہ مذاکرات کے لیے اس بھاری بھرکم اصطلاح کا استعمال پاکستان کے حکمران طبقے کے کام آیا ہے۔اس لیے کہ یہ اصطلاح حقیقت کا پردہ بن گئی ہے۔۲۴ مارچ کو شروع ہونے والے پاک امریکہ مذاکرات کا ایجنڈا امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن کے مطابق دونوں ملکوں کے درمیان قریبی تعلقات کے فروغ کے لیے اہم ثابت ہوگا۔نمائندہ خصوصی افغانستان وپاکستان رچرڈ ہالبروک نے کہا کہ پاکستان اور امریکا کے درمیان ان مذاکرات کا وسیع اور پیچیدہ ایجنڈہ ہے لیکن اس میں پاکستان کے جمہوری اداروں کا استحکام انسداد دہشت گردی،غربت کا خاتمہ اور بجلی کے حالیہ بحران پر توجہ مرکوز رہے گی۔

اطلاعات کے مطابق پاکستان نے تزویراتی مکالمے سے قبل مطالبات کی ایک طویل فہرست امریکہ کے حوالے کی تھی۔یہ فہرست ۵۶ صفحات پر مشتمل تھی۔لیکن ظاہر ہے کہ یہ فہرست مذاکرات کو ہمہ جہت اور ہمہ گیر ظاہر کرنے کی پاکستانی خواہش کا مظہر تھی۔تاہم کہا جارہا تھا کہ امریکہ سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی کی فراہمی کے معاہدے پر آمادہ ہوجائے گا،وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں کردار ادا کرے گا،تزویراتی مکالمے سے پاکستان کے لیے بھاری اقتصادی امداد کی راہ ہموار ہوجائے گی،پاکستان کی مصنوعات کو امریکہ اور یورپی منڈیوں تک رسائی ہوجائے گی،پاکستان کو ایٹمی قوت تسلیم کرلیا جائے گا جس کے بعد پاکستان اس خوف سے بے نیاز ہوجائے گا کہ اس کے ایٹمی پروگرام کے خلاف امریکہ یا کوئی اور سازش کرے گا۔لیکن امریکہ نے پاکستان کو سول نیوکلیئر ٹیکنالوجی فراہم کرنے سے معذرت کرلی ہے اور کہا ہے کہ بھارت کو بھی یہ ٹیکنالوجی طویل مذاکرات کے بعد فراہم کی گئی۔امریکہ نے مسئلہ کشمیر حل کرانے سے بھی معذوری ظاہر کی ہے،یہاں تک کہ امریکہ نے پاکستان کے توانائی کے بحرانی کے خاتمے کے سلسلے میں بھی پاکستان کو صرف ۱۲۵ ملین ڈالر فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

امریکی اخبار نیویارک ٹائمز کے مطابق مذاکرات کا اہم موضوع افغانستان سے امریکا کی واپسی اور بھارت کے بارے میں پاکستان کے خدشات کے موضوع پر دوٹوک مذاکرات ہوں گے۔اسٹرٹیجک مذاکرات کا بظاہر ایجنڈہ کچھ بھی ہو لیکن چند باتیں انتہائی واضح ہیں کہ:

۱۔ موسم گرما کے آغاز سے قبل امریکہ یہ جنگ میدان سے نکال کر میز پر لانا چاہتا ہے اور یہ مذاکرات اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے،فی الوقت امریکہ کا منشا یہی ہے کہ کسی بھی طرح مزاحمتی قوتوں کو توڑا جائے اور خطے میں اپنی بالا دستی قائم رکھی جائے کیونکہ امریکا کو طالبان اور القاعدہ کی جگہ ہر کوئی قابل قبول ہے اس لیے وہ ایسے تمام عناصر سے مذاکرات میں سنجیدہ بھی ہے جو امریکا کی گرتی ہوئی عمارت کو سہارا دے سکیں اور اس مقصد کے لیے پاکستان سے بہتر کوئی انتخاب نہیں ویسے بھی امریکا نے ہمیشہ پاکستان کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلائی ہے جس کا دہرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کرائے کے فوجی اپنی جانوں سے جاتے ہیں اور ناکامی کی صورت میں سارا ملبہ پاکستان پر گرتا ہے۔

۲۔ فی الوقت امریکا کے سامنے سب سے بڑا مرحلہ افغانستان سے باعزت نکلنے کا ہے کیونکہ اب جنگ جاری رکھنے کی استعداد امریکا میں نہیں رہی،سال دوسال میں امریکی فوجوں کی تعداد میں تخفیف شروع ہوجائے گی لیکن اصل مسئلہ امریکا اور صہیونیوں کو یہ ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کی کامیابی سے پوری دنیا میں امریکا کی نہ صرف ساکھ خراب ہوجائے گی بلکہ لبنان،فلسطین،عراق،کشمیر،صومالیہ،چیچنیا اور دنیا کے وہ تمام ممالک جہاں جہاں جہادی تحریکیں نبرد آزما ہیں،ان کے اثرات بڑھ جائیں گے اور جہادی طاقتیں حوصلہ پکڑیں گی۔یہ شکست پوری دنیا میں اور خصوصا جنوبی ایشیا میں اسلامی بیداری کا احیائے نو ہوگی جو ظاہر ہے صلیبیوں اور صہیونیوں دونوں میں سے کسی کے مفاد میں نہیں ہے۔

۳۔ گذشتہ ۶ ماہ سے علاقے کی صورتحال نے جس تیزی سے کروٹ بدلی ہے اس

افغانستان کے میدانوں میں ہاری ہوئی جنگ کے لیے امریکا نے اپنے رنگ برنگے دجالی ''پکوانوں'' پر مشتمل مذاکراتی میز بچھائی ہے جس میں کوئی ایک ''پکوان'' بھی اسلام کے مفادتو درکنار پاکستان کے مفاد کا بھی نہیں۔

سے امریکا کی بدحواسی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ مذاکرات کا یہ ڈھول بھی اسی لیے بجایا جار رہا ہے کہ پاکستان کو اس دلدل میں پھنسا کر امریکا اپنی گردن باہر نکال لے۔ پاکستانی فوج جو پہلے ہی بے مقصد جنگی بیگار سے نڈھال ہے افغان طالبان کے مقابل آ کر تو اپنی رہی سہی ساکھ بھی کھو بیٹھے گی۔ لہٰذا اپاکستانی فوج کے کچومر نکالنے کا یہ پروگرام بہت ہی خوبصورتی سے تیار کیا گیا ہے۔

امریکا نے ہمیشہ پاکستان کے کندھے پر رکھ کر بندوق چلائی ہے جس کا دہرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ کرائے کے فوجی اپنی جانوں سے جاتے ہیں اور ناکامی کی صورت میں سارا ملبہ پاکستان پر گرتا ہے۔

یہاں ان افراد کی عقل پر ماتم ہے جو پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کو افغانستان میں طالبان کی کامیابیوں کے پیچھے کارفرما سمجھتے ہیں۔ اب یہی فوج جب امریکا و نیٹو کی جگہ طالبان والقاعدہ سے برسر پیکار ہوگی تو کیا تو اس کی کسی درگت بنے گی' اس کا تصور زیادہ مشکل نہیں۔

۴۔ میدان جنگ میں صف بستہ مجاہدین افغانستان کے چپے چپے سے کافر فوج کا وجود پاک کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی لیے ان کا مطالبہ صرف اور صرف یہی ہے کہ امریکا اپنا بوریا بستر لپیٹ کر افغانستان سے نکل جائے۔ مجاہدین کا یہ مطالبہ صرف اس لیے ہے کہ یہ جنگ وسائل پر قبضے اور طاقت کی جنگ نہیں بلکہ یہ امت مسلمہ اور اسلام کے غلبے کی جنگ ہے جس میں کسی بھی قسم کی دورنگی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا افغانستان کے میدانوں میں ہاری ہوئی جنگ کے لیے امریکا نے اپنے رنگ برنگے دجالی ''پکوانوں'' پر مشتمل مذاکراتی میز بچھائی ہے جس میں کوئی ایک ''پکوان'' بھی اسلام کے مفاد تو درکنار پاکستان کے مفاد کا بھی نہیں۔

اس تناظر میں امریکا پاکستان میں مذاکرات اسٹرٹیجک سطح کے بجائے آقا اور غلام کی نوعیت کے سے ہیں جس میں غلام کو مزید احکامات دینے کی غرض سے ایک پرکشش دعوت پر بلایا گیا تا کہ وہ سونپا گیا کام زیادہ تندہی سے سرانجام دے۔ جس کا عملاً اظہار پاکستان کی سول حکومت کے بجائے براہ راست جنرل کیانی کو مذاکرات کی میز پر مدعو کر کے کیا گیا تا کہ معاملہ ادھر ہی طے کر لیا جائے۔ یہاں بے خبری کا یہ عالم کہ ملک کے وزیر اعظم اور صدر تک کو اس سارے عمل سے باہر رکھا گیا۔ یوں وفد میں شامل سول افراد کی حیثیت محض تالیاں پیٹنے والوں سی ہو کر رہ گئی یا تفریحی نوعیت کی۔ شاہ محمود قریشی اور ہیلری کلنٹن کی شائع ہونے والی تصویر اس ''تفریحی دورہ'' کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مذاکرات کے لولی پاپ سے خوش ہونے والے اس بات سے یکسر غافل ہیں کہ امریکا کا منشا یہ کبھی نہیں رہا کہ افغانستان میں پاکستان کی بالادستی قائم ہو جائے یا کوئی دوست حکومت افغانستان میں اختیار حاصل کر لے کیونکہ ایسے تعلقات تو سرے سے امریکا نے پاکستان سے استوار ہی نہیں کیے ہیں۔ اصل اسٹرٹیجک تعلقات تو امریکا کے بھارت سے قائم ہیں جس کے ذریعے نہ صرف بھارت ایک جانب پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے بلکہ افغانستان میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کے لیے امریکہ کی ہر ممکن مدد حاصل کر رہا ہے۔

مذاکرات کے اختتام پر شاہ محمود قریشی خود ہی اپنی کامیابیوں کا ڈھنڈورا پیٹتا رہا کہ امریکہ نے پہلی بار ہم سے کوئی نیا مطالبہ نہیں کیا۔ ظاہر سی بات ہے کہ پاکستان نے وفاداری کے باب میں جو تاریخ رقم کی ہے اس میں نئے مطالبے کے لیے مزید کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی ہے۔ مذاکرات بلکہ احکامات جاری کرنے کا دوسرا دور اسلام آباد میں ہوگا جو کہ آئندہ چھ ماہ میں متوقع ہے۔ یعنی ''ابھی غلامی کے امتحاں اور بھی ہیں'' !!!!۵۳۱ ملین ڈالر کے ساتھ لوٹنے والے وفد کو یہ قیمت اگلے مرحلے میں کارکردگی دکھانے کی ادا کی گئی ہے۔ باقی مطالبات کے جواب میں امریکی وعدوں کے پھس پھسے غبارے لے کر لوٹنے پر خوش وفد کی کوتاہ بینی پر داد دینے کو جی چاہتا ہے کہ ان عقل کے اندھوں کو یہ بھی نظر نہیں آتا کہ مذاکرات کی میز سے افغان طالبان کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کر کے کھڑا کر دیا گیا ہے اور باقی معاملات اور غلاموں کے مطالبات آئندہ مرحلے پر ٹرخا دیے گئے ہیں۔

ان تزویراتی مذاکرات کی دو اور کامیابیاں ہیں۔ مذاکرات کی پہلی کامیابی یہ ہے کہ بہرحال مذاکرات ہوئے۔ مذاکرات کی دوسری کامیابی یہ ہے کہ فریقین میں سے کسی نے خود نہیں کہا کہ مذاکرات ناکام ہو گئے ہیں۔ یہاں سوال تو یہ بھی ہے کہ پاک امریکہ اسٹریٹجک ڈائیلاگ ناکام ہوا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ پاکستان اسرائیل نہیں ہے، پاکستان بھارت نہیں ہے اور پاکستان یورپ کا کوئی ملک نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ عالمی تناظر میں کسی مسلم ملک کے ساتھ اسٹریٹجک تعلّق کا تصور ہی موجود نہیں۔ امریکہ کو مسلم دنیا میں صرف کرائے کے فوجی درکار ہیں۔

ڈائیلاگ کی ناکامی کی دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکستان کا حکمران طبقہ ابھی تک خود کو امریکہ کے غلام کے تصور سے بلند نہیں کر سکا اور غلاموں کے ساتھ بات نہیں کی جاتی، انہیں صرف ''حکم'' دیا جاتا ہے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ اسٹریٹجک ڈائیلاگ ہوا ہی کیوں؟

اس جواب کا جواب واضح ہے۔ امریکہ اور اس کی عالمی ساکھ افغانستان میں پھنس چکی ہے اور امریکہ کو افغانستان سے باعزت واپسی کا راستہ درکار ہے۔ چنانچہ اپنے غلام کو فائیو اسٹار مذاکرات کی دعوت کھلا دی جائے تو امریکہ کے مفادات کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان فائیو سٹار مذاکرات کی حیثیت یہ ہے کہ فائیو اسٹار مذاکرات کی میز پر ون سٹار ہوٹل کا کھانا بھی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆

''اگر کوئی مجھ سے پاکستان اور افغانستان کے مابین سرحدی تفریق کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گا کہ بے شک اسلام مسلمانوں کو ایک ہی امت قرار دیتا ہے اور اسلام میں کوئی ریاستی حدود نہیں۔ ہم مسلمان ایک ہی ہاتھ کی مانند ہیں، پس ہم افغانستان میں بھی لڑتے ہیں اور پاکستان میں بھی۔ بلکہ اسی طرح ان شاء اللہ فلسطین، بوسنیا اور عراق میں بھی لڑیں گے...... کیونکہ یہی ہم پر عائد فریضہ ہے۔ پس اسلام میں پاکستان اور افغانستان کی تقسیم کی کوئی حیثیت نہیں اور اسلام میں کوئی ریاستی حدود نہیں''۔

(قائد بیت اللہ محسود شہید رحمہ اللہ)

اورکزئی اور خیبر میں عام مسلمانوں پر فوج کی اندھا دھند بم باری

خباب اسماعیل

''۲۵ مارچ ۲۰۱۰ کو پاکستانی فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے اورکزئی ایجنسی کے علاقے ماموزئی میں تبلیغی مرکز پر اندھا دھند بم باری کی ،جس کے نتیجے میں ۷۰ سے زاید حافظ قرآن بچے اور علمائے کرام شہید ہو گئے۔تبلیغی مرکز کے ساتھ قائم مسجد اور سکول بھی اس بم باری کا نشانہ بنے''۔

دل تھام کر دوسری خبر بھی ملاحظہ کریں۔''۱۰/اپریل ۲۰۱۰ کو پاکستانی فوجی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے خیبر ایجنسی ، تیراہ کے علاقے سراویلا میں بم باری کی ،جس کے نتیجے میں ۲۷ عورتیں ، بچے اور مرد شہید ہو گئے۔دو بم ایک فوجی امیر خان کے گھر پر گرے'جس کے نتیجے میں اُس کے اہل خانہ بھی شہید ہو گئے''۔

آئی ایس پی آر کے تعلقات عامہ کے بریگیڈئر عظمت نے کہا کہ ''عسکریت پسندوں کی ۴۵ پناہ گاہوں (bunkers) پر سو فیصد یقین کے بعد بم باری کی گئی اور اُنہیں تباہ کر دیا گیا'' (ڈان ۱۲/اپریل ۲۰۱۰)۔

جبکہ اسی عظمت ہی کے بقول بریگیڈئر باسط نے زخمی ہونے والوں کو ہسپتال میں بیس بیس ہزار روپے دیے ہیں۔اگر یہ واقعی عسکریت پسند تھے تو اُن کو فوجی امداد کیوں دی گئی؟؟؟ سچ تو یہ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے' اسی لیے تو یہ فوجی ہرکارے بار بار بیان بدلتے ہیں لیکن ان کے تمام بیانات پر اُن کے پردھان اشفاق کیانی نے ۱۸/اپریل کو مگرمچھ کے آنسو بہاتے ہوئے پانی پھیر دیا کہ ''ہم تیراہ کے کوکی خیل قبیلے سے فوج کی اس زیادتی پر معذرت خواہ ہیں''۔

؎ وہی ذبح کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

اور

؎ ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

کی عملی تفسیر پیش کی جا رہی ہے۔غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ صرف دو خبریں نہیں بلکہ یہ ایک مسلسل رویہ ہے، یہ دو خبریں تو اخبارات میں رپورٹ ہو گئیں جبکہ ایسی بیسیوں خبریں سوات، مالاکنڈ ڈویژن، شمالی اور جنوبی وزیرستان، اورکزئی اور باجوڑ ایجنسی کے علاوہ خیبر اور کرم ایجنسی کی وادیوں میں زبان زد عام ہیں۔

پاکستانی فوج بھی اپنے آقاؤں' صلیبی افواج کی طرح پہلے خود ہی بم باری کر کے قبائل کے غیرت مندوں کے پیاروں کو شہید کرتی ہے اور بعد ازاں خود ہی پوری ڈھٹائی کے ساتھ معذرت خواہ ہو جاتی ہے۔اگر ان کے اپنے گھروں پر بھی اسی طرح بم باری کرنے کے بعد 'معذرتی مذاق' کیا جائے تو وہ کیسا محسوس کریں گے؟؟؟

افغانستان میں بھی صلیبی افواج کسی بارات پر بم باری کر کے اور کبھی کسی عوامی بس کو نشانہ ستم بنا کر اور کہیں پورے کے پورے دیہات کو خاک و خون میں لت پت کر کے اور کہیں جنازوں کے اجتماعات کو خوں میں نہلا کر 'معذرتی مذاق' کرتے ہیں اور اقوام متحدہ بھی' جو کہ اصلاً صلیبیوں کی لونڈی کی حیثیت رکھتی ہے' قرار دادِ مذمت پاس کر کے مسلمانوں سے اٹھکیلیاں کرتی ہے۔

ماموزئی اور تیراہ کے واقعات منظر عام پر آنے کے بعد بھی تمام دینی و سیاسی جماعتیں مُہر بہ لب ہیں'ان جماعتوں کی طرف سے ان واقعات کے خلاف کوئی عملی اقدام تو در کنار کسی قسم کا کوئی زبانی بیان بھی سامنے نہیں آیا، بات بات پر چائے کی پیالی میں طوفان کھڑا کر دینے والے اور دن رات پاکستانیت کا راگ الاپنے والے صحافیوں کی زبانیں بھی گنگ ہیں۔پورا منظر

؎ حادثے سے بڑا سانحہ یہ ہوا
کہ لوگ ٹھہرے نہیں حادثہ دیکھ کر

کی تصویر بنا ہوا ہے۔وہ تمام ڈالر زدہ لکھاری اور سیاسی مداری' جو مجاہدین کی ہر کارروائی پر مذمت کر کے حقِ نمک ادا کرتے ہیں اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر مجاہدین کی غلطیاں نکالنے بلکہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں' سبھی یوں چپ ہیں کہ گویا اُن کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

مجاہدین تو جغرافیائی حدود و قیود کے انکاری ہیں اور ایک امت کا تصور رکھتے ہیں لیکن پاکستانیت کے دکھ میں ہلکان ہونے والے راہ نما اور صحافی کیا اس سوال کا جواب دینا پسند کریں گے کہ کیا اورکزئی اور خیبر ایجنسیاں پاکستان کا حصّہ نہیں؟ اور وہاں کے رہائشیوں کو آپ پاکستانی نہیں سمجھتے ؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو پھر کیا وہ یہ بتانے کی کوشش کریں گے کہ کیا لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں ہونے والے معمولی معمولی واقعات پر بھی آپ سر پر طوفان نہیں اٹھا لیتے ؟ تو پھر قبائل میں ہونے والی 'انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں' پر آپ خاموش کیوں ہیں؟؟؟

یہ بات حقیقت ہے کہ مجاہدین تو غیر اللہ کے بنائے ہوئے قوانین چلانے والی عدلیہ کو طاغوت گردانتے ہیں لیکن اپنے تئیں 'عدل و انصاف' کا دم بھرنے والی عدالتیں، اُن کی آزادی کے لیے ذلیل و خوار ہونے والے وکلا اور اُن کا 'ماہرِ انصاف' چیف 'عدل و انصاف کے اس کھلے قتل عام پر چپ کیوں سادھے ہوئے ہیں؟؟؟

کیا کہیں ایسا تو نہیں کہ امریکی عینک سے دیکھنے والے، پاکستان کے تمام سیکولر سیاست دانوں، قانون دانوں اور صحافت سے وابستہ 'آزادیٔ اظہار رائے' کے علمبرداروں نے اپنے تئیں یہ سوچ لیا ہو کہ قبائل میں بسنے والے تمام تر افراد خواتین و بچوں سمیت ''دہشت گرد'' ہیں اور اُن کے ''جرائم'' نا قابل معافی ہیں؟؟؟

☆☆☆☆☆

پاکستان کو صلیبی چاکری کے بدلے ملنے والی دفاعی امداد

سید عمیر سلیمان

پاکستان کے لیے امریکی امداد کا آغاز ۱۹۵۴ میں ہوا جب پاکستان نے سیٹو (SEATO) معاہدے پر دستخط کر کے امریکی اتحاد میں شمولیت اختیار کی۔ یہ دور امریکہ اور روس کے درمیان سرد جنگ کا دور تھا۔ اس عرصے میں (یعنی ۱۹۵۴ سے ۱۹۶۱ کے درمیان) امریکہ نے پاکستان کو کل ۲ ارب ڈالر دیے، جن میں سے ۲۵ فیصد دفاعی مقاصد جبکہ ۷۵ فیصد معاشی استحکام کے لیے تھے۔ ۱۹۶۱ سے لے کر ۱۹۷۹ تک پاکستان کو چند کروڑ ڈالر امداد ملی۔ اسی عرصہ میں ۱۹۶۵ اور ۱۹۷۱ کی جنگوں کے دوران امریکہ نے پاکستان کی نا صرف مالی امداد بند رکھی بلکہ اسلحہ کی جو ترسیل پاکستان کو ہو رہی تھی، وہ بھی مکمل طور پر بند کر دی۔

۱۹۷۹ میں افغانستان پر روسی حملے کے بعد امریکہ نے ایک بار پھر پاکستان کے لیے امداد کے دروازے کھول دیے۔ ۱۹۸۱ میں امریکہ نے پاکستان کو ۳.۲ ارب ڈالر دینے کے معاہدے پر دستخط کیے۔ اس کے بعد ۱۹۸۸ میں ایک اور معاہدہ ہوا، جس کے تحت امریکہ نے پاکستان کو ۴ ارب ڈالر دیے۔

۱۹۹۰ میں پاکستان کی طرف سے ایٹمی پروگرام منجمد نہ کرنے پر ایک بار پھر امریکہ نے پریسلر ترمیم کے ذریعے پاکستان کی ہر قسم کی مدد بند کر دی۔ حتیٰ کہ جو اشیا پاکستان دفاعی معاہدوں کے تحت امریکہ سے 'خرید رہا تھا' وہ بھی دینے سے انکار کر دیا۔ ۱۹۹۰ سے لے کر ۲۰۰۱ تک پاکستان اور امریکہ کے تعلقات سرد مہری کا شکار رہے۔

۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والے مبارک حملوں نے پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کو ایک نیا رنگ دیا۔ ۱۱ ستمبر کے بعد جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو پاکستان کو بھی ان الفاظ میں ساتھ دینے کی ''دعوت'' دی "Be with us or face the consequences"۔

یہ پتھر کے دور میں چلے جانے کا خوف تھا یا پیسے کا لالچ، بہر حال پاکستان نے امریکہ کا دل کھول کے ساتھ دیا۔ امریکہ کو پاکستان کی فضائی، بحری اور زمینی حدود استعمال کرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔ کئی ہوائی اڈے جن میں پسنی، دالبندین، جیکب آباد بھی شامل ہیں 'امریکہ کے حوالے کر دیے گئے۔ امریکہ کے جہاز پاکستان کے ہوائی اڈوں سے اڑانیں بھر بھر کے افغانستان میں بم باری کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ بش نے پاکستان کو ''بڑا نان نیٹو اتحادی'' قرار دیا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی بلکہ جو مجاہدین پاکستان میں موجود تھے اُنہیں پکڑ پکڑ کر چند سکوں کے عوض بیچ دیا گیا۔ اس ساری غلامی اور چاکری کے بدلے میں امریکہ نے پاکستان کو ڈالرز اور دفاعی ساز و سامان دیا۔ اس ساری اطاعت کے باوجود امریکہ نے پاکستان کو جو کچھ بھی دیا، اُس کا باقاعدہ چیک بھی رکھا کہ وہ کن کاموں میں صرف ہوتا ہے اور یہ ساری امداد بھی امریکہ نے پاکستان سے اپنے مقاصد کے لیے ہی استعمال کرائی۔

امریکہ نے پاکستان کو جن چار بنیادی شعبوں میں امداد دی، وہ درج ذیل ہیں:

دفاع، تعلیم، صحت اور تعمیر و ترقی......اس تحریر میں دفاع کے ضمن میں ملنے والی امداد اور اُس سے متعلقہ مباحث بیان کریں گے۔

۲۰۰۱ سے تاحال پاکستان کو امریکہ کی طرف سے دی جانے والی دفاعی امداد کچھ اس طرح ہے:

معاشی سال ۲۰۰۲ سے لے کر معاشی سال ۲۰۱۰ تک امریکہ نے پاکستان کو دفاع کی مد میں ۱۱.۶۲۳ /ارب ڈالر دیے، جن میں سے ۸.۵ /ارب ڈالر فاٹا کے لیے مختص تھے۔ فاٹا کو ملنے والے ۸.۵ /ارب میں سے ۹۶ فیصد وہاں ہونے والے فوجی آپریشنز کے لیے استعمال ہوئے۔

پیسے کے علاوہ امریکہ نے دفاعی ساز و سامان بھی بڑی مقدار میں پاکستان کو فراہم کیا۔

سال ۲۰۰۶ میں پاکستان نے امریکہ سے دفاعی ساز و سامان خریدنے کے چند بڑے معاہدے کیے۔ ان میں سے ایک معاہدہ ۳۶ عدد F-16 C/D طیارے خریدنے کا ہوا جس کے تحت پاکستان کو امریکہ نا صرف ۳۶ F-16 طیارے دے گا بلکہ ان کی مرمت کا ساز و سامان اور اُن پر نصب ہونے والے میزائل بھی دے گا۔ اس سارے ساز و سامان کی کل قیمت ۲.۲۹ /ارب ڈالر بنتی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۱۵ Howitzer M109A5 توپوں کا معاہدہ بھی ہوا جن کی کل قیمت ۰.۰۵۶ /ارب ڈالر بنتی ہے۔ (Howitzer توپیں پاکستان وصول کر چکا ہے، جن کی آخری قسط ۴۸ توپوں کی صورت میں فروری ۲۰۱۰ کو وصول ہوئی جبکہ F-16 طیاروں میں سے ۱۸ اس سال جون میں ملیں گے)۔ ۲۰۰۶ میں پاکستان نے امریکہ سے ۵.۳ ارب ڈالر کا دفاعی ساز و سامان خریدنے کے معاہدے کیے جبکہ ۱۹۵۰ سے لے کر ۲۰۰۱ تک پاکستان نے کل ۶.۱۳ /ارب ڈالر کا دفاعی ساز و سامان خریدا۔

(CRS Report for Congress November 2007)

پاکستانی فوج کو ۱۵ ملین ڈالر بنکر بنانے کے لیے دیے گئے، جبکہ ایک بنکر بھی نہ بن پایا۔ ۳۰ ملین ڈالر سڑکوں کی تعمیر کے لے دیے گئے، وہ بھی نہ بنی۔ ۵۵ ملین ڈالر ہیلی کاپٹروں کی مرمت کے لیے دیے گئے، جو نہیں کی گئی۔ طالبان کے ساتھ جنگی معاہدے کے دوران ماہانہ ۸۰ ملین ڈالر آپریشن کے لیے دیے گئے جبکہ فوج اپنی بیرکوں میں بیٹھی رہی۔

پاکستان نے ۱۹۸۱ میں بھی ۴۰ F16 A/B طیارے خریدنے کا معاہدہ کیا تھا جس میں سے ۷ا تو پاکستان نے وصول کر لیے لیکن جب ۱۹۹۰ میں بش سینئر نے پاکستان کی دفاعی امداد روک دی تو باقی ۲۸ طیارے پاکستان کو نہ مل سکے، جن کی قیمت پاکستان ادا کر چکا تھا۔ ۱۹۹۸ میں ان ۲۸ طیاروں کی جگہ گندم اور تعمیر و ترقی کے لیے ساز و سامان دے دیا گیا۔

اکتوبر ۲۰۰۷ میں امریکہ نے پاکستان کو ۲۶ BELL 412 ہیلی کاپٹر اور ۴ کوبرا ہیلی کاپٹر دیے۔ امریکی پاکستان کو ۸ کوبرا ہیلی کاپٹر دے چکا ہے جبکہ ۱۲ مزید دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔ (Huliq News 22 Oct 2007)۔

جولائی ۲۰۰۹ میں امریکہ نے پاکستان کو ۲۰۰ نائٹ وژن گوگلز، ۱۰۰ ڈے نائٹ سکوپس، ۶۰۰ فوجی ریڈیو، ۹۴ ۵۷ بلٹ پروف جیکٹس دیں، اس کے علاوہ اکتوبر ۲۰۰۹ میں ۱۳ ملین ڈالر مالیت کا الیکٹرونک ساز و سامان دیا جو مجاہدین کی ٹیلی فون کالیں ٹریس کرنے کے لیے استعمال ہوگا (ASIAN DEFENCE Oct 29, 2009) ۔

فروری ۲۰۱۰ میں امریکہ نے پاکستان نیوی کو ۵ عدد ۱۳ میٹر پٹرول بوٹس بھی دی ہیں جبکہ اسی نوعیت کی ۴ عدد بوٹس رواں سال کے آخر میں ملیں گی۔ ان ۹ کشتیوں کی قیمت ۱۰ ملین ڈالر ہے۔ اس کے علاوہ FC کو ۴۵۰ بکتر بند گاڑیاں بھی فراہم کی گئیں۔

(Defence Talk Feb 16, 2010)

فروری ۲۰۱۰ میں امریکہ نے پاکستان کو ایک ہزار MK 82 بم دیے، جن کے لیے لیزر گائیڈڈ کٹس مارچ میں دی گئیں۔ یہ بم ۵۰۰ پونڈ وزنی ہوتا ہے اور F-16 طیارے کے ذریعے گرایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جون ۲۰۱۰ میں ۱۸ F-16 طیاروں کی ترسیل بھی متوقع ہے۔ یہ ۱۸ طیارے اُن ۳۶ طیاروں میں سے ہیں، جن کا معاہدہ ۲۰۰۶ میں ہوا تھا۔ ۲۰۱۰ کے آخر میں امریکہ پاکستان کو ۱۲ جاسوس طیارے بھی دے گا۔ مارچ ۲۰۱۰ میں ہی امریکہ سرحد پولیس کو ۸ جدید ترین گاڑیاں بھی دے چکا ہے، جو نائٹ وژن اور دیگر جاسوسی آلات سے لیس ہیں۔ (Times Online March 4, 2010)۔

مالی معاونت اور ساز و سامان کے علاوہ امریکہ پاکستانی فوج کو ٹریننگ بھی دے رہا ہے۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق امریکی فوج کے اسپیشل فورسز کے ۱۵۰ فوجی پاکستانی فوج کو ٹریننگ دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۷۰ ۱۳ اعلیٰ سطح کے افسران کو بھی ٹریننگ دی جا چکی ہے۔

پاکستان کو یہ ساری امداد آقاؤں کی جانب سے اس لیے دی گئی تا کہ وہ مجاہدین کے خلاف صلیبی اتحاد کے 'فرنٹ لائن اتحادی' کا کردار بحسن و خوبی ادا کر سکے۔ امریکہ نے کسی بھی قسم کا سامان یا پیسہ پاکستان کے حوالے کرتے وقت یہ یقین دہانی ضرور حاصل کی اور ضمانت لی کہ اس کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے مجاہدین اسلام کے خلاف جنگ!!!

جیسا کہ ا ہزار لیزر گائیڈڈ بم پاکستان کے حوالے کرتے ہوئے امریکی ایئر فورس کے سیکرٹری نے کہا کہ ''پاکستانی ایئر فورس افغان بارڈر پر آپریشن میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور یہ بم دینے کا مقصد دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستانی فوج کی صلاحیت میں اضافہ کرنا ہے''۔

اسی طرح Howitzer توپیں پاکستان کے حوالے کرتے وقت امریکی بریگیڈئر جنرل نے کہا کہ ''ان توپوں کا مقصد پاکستانی فوج کی طاقت میں اضافہ کرنا ہے، جو کہ دہشت گردوں کے خلاف بہادری سے جنگ لڑ رہی ہے''۔

پاکستان نے بھی دینی و دنیاوی مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر ڈالر اور ساز و سامان کی خاطر امریکہ کی صحیح معنوں میں چاکری کی۔ پاکستان نے مجاہدین کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ قبائلی علاقوں میں آپریشن کر کے سیکڑوں مجاہدین اور ہزاروں عامۃ المسلمین کو شہید کیا۔ شریعت کا نام لینے پر جامعہ حفصہ کی طالبات پر آگ برسائی۔ افغانستان پر حملے کے لیے امریکہ کو نا صرف راستہ بلکہ مکمل مدد فراہم کی۔ افغانستان میں موجود صلیبی فوجیوں کے لیے خوراک، سامان رسد اور اسلحہ کی سپلائی کے لیے محفوظ راستہ دیا۔ الغرض امریکہ نے پاکستان کو جو بھی حکم دیا وہ اُس نے بلا چوں چراں پورا کیا۔ اس سب کے باوجود امریکہ پاکستان سے مطمئن نہیں۔

کفار کی جتنی بھی خدمت کر لی جائے، چاہے اُن کے پاؤں دھو دھو کر پیئے جائیں، وہ راضی نہیں ہو سکتے۔ یہ بدیہی حقیقت ہے کہ یہود و نصاریٰ تو اُس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک اُن کی ملت میں شامل نہ ہو جائیں۔ یہ کوئی فلسفہ نہیں بلکہ خود خالق کائنات کا رشاد ہے: وَلَن تَرْضَى عَنكَ الْيَهُودُ وَلاَ النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (سورہ البقرہ: آیت ۱۲۰) ''تم سے یہود و نصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ تم اُن کے مذہب کے تابع نہ بن جاؤ''۔

امریکی وقتاً فوقتاً پاکستان کی 'خدمت' کو غیر تسلی بخش قرار دیتے رہے۔ اس کے علاوہ پاکستان پر امداد کو صحیح جگہ نہ لگانے اور مال غبن کرنے کے الزامات بھی لگائے گئے۔ نیو یارک ٹائمز کے ایک آرٹیکل کے مطابق امریکی فوجی افسران کا خیال ہے کہ امریکی امداد کا زیادہ تر حصّہ فرنٹ لائن تک پہنچنے کی بجائے بھارت کے مقابلے میں اسلحہ جمع کرنے میں صرف ہوا۔

اسی طرح سنٹر فار امریکن پراگریس نے ۲۷ جون ۲۰۰۸ میں ''پیسہ کہاں گیا؟'' کے نام سے ایک آرٹیکل شائع کیا۔ جس میں کھلے لفظوں کہا گیا کہ اربوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود پاکستان کے قبائلی علاقے طالبان اور القاعدہ کے لیے محفوظ پناہ گاہیں ہیں اور بارڈر پار سے امریکی فوج پر حملوں میں ۴۰ فیصد اضافہ ہوا ہے اور امریکہ پر دہشت گردوں کا اگلا حملہ قبائلی علاقوں سے ہی ہونا متوقع ہے۔

ہارورڈ یونیورسٹی کے Belfer Centre نے انٹرنیشنل سیکورٹی پروگرام پر ایک تحقیقی ڈسکشن پیپر شائع کیا۔ اس کا نام ہی پاکستان کے بارے میں امریکیوں کی رائے کی عکاسی کرتا ہے۔ "US TAXPAYERS HAVE FUNDED PAKISTANI CORRUPTION"۔ اس پرچے کا مصنف عظیم ابراہیم پاکستانی فوج کی بدعنوانی کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''پاکستانی فوج کو ۱۵ ملین ڈالر بنکر بنانے کے لیے دیے گئے، جبکہ ایک بنکر بھی نہ بن پایا۔ ۳۰ ملین ڈالر سڑکوں کی تعمیر کے لے دیے گئے، وہ بھی نہ بنی۔ ۵۵ ملین ڈالر ہیلی کاپٹروں کی مرمت کے لیے دیے گئے، جو نہیں کی گئی۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

صلیبیوں کے لیے پٹرول ۴۲ روپے فی لٹر

رب نواز فاروقی

یہ حقیقت پاکستان نامی ملک کی ہے کسی اور جگہ کی نہیں کہ گذشتہ آٹھ برسوں میں نیٹو افواج کے لیے پٹرول کسی قسم کے ٹیکس کے بغیر انہیں دیا جارہا ہے اور وہ افغانستان میں اس پٹرول کے ذریعے اپنی آمدورفت کو ممکن بناتے ہیں۔ گویا کہ اس صلیبی جنگ میں دین والوں کے ساتھ جنگ میں پاکستانی جرائم کی فہرست میں ایک اہم جرم میں اضافہ ہوا بلکہ جرم تو عرصہ دراز سے ہورہا تھا لیکن عامۃ المسلمین کے علم میں اب آیا ہے۔

۷ اپریل ۲۰۱۰ کے نوائے وقت میں خبر ہے کہ ''وزارت پٹرولیم کے دستاویزات میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ پرویزی دور میں کیے گئے معاہدوں کی رو سے افغانستان میں نیٹو فورسز اور عالمی امدادی اداروں کو بغیر ٹیکس کے تیل فراہم کیا جارہا ہے۔ اس وقت اُن سے ۴۲.۳۸ روپے فی لٹر جبکہ پاکستانیوں سے ۷۳.۱۴ روپے فی لٹر وصول کیا جا رہا ہے جبکہ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے پٹرولیم کے اجلاس میں ڈائریکٹر جنرل آئل نے کہا ہے کہ وزارتِ تجارت کی پالیسی تبدیل نہیں کی جاسکتی''۔

دوسری اہم خبر یہ ہے کہ اوگرا نے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ کردیا ہے' جن پر عمل درآمد یکم اپریل ۲۰۱۰ سے ہورہا ہے۔ نئی قیمتوں میں پٹرول کی قیمت ۲.۵۷ روپے فی لٹر اضافہ کردیا گیا ہے، اس طرح اب ۷۰.۵۷ روپے فی لٹر سے بڑھ کر ۷۳.۱۴ روپے فی لٹر پٹرول کی قیمت ہوگئی ہے۔ اسی طرح ڈیزل کی قیمت ۶۹.۸۹ روپے فی لٹر سے بڑھا کر ۷۳.۳۹ روپے فی لٹر کردی گئی ہے۔ نیٹو فورسز کو تیل کی سپلائی سے سالانہ چھتیس ارب روپے کے ٹیکسوں کا نقصان ہورہا ہے۔ یہ سب کچھ دن کی روشنی میں پاکستان کے حکام کررہے ہیں۔ عامۃ المسلمین پر ظلم وستم کی ایسی ایسی داستانیں رقم ہورہی ہیں کہ خدا کی پناہ! اپنے شہریوں کو تو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جا رہا ہے جبکہ یہود ونصاریٰ کو عامۃ المسلمین کا پیٹ کاٹ کر ٹیکس کی چھوٹ دی جا رہی ہے۔ اشیائے صرف کی قیمتوں میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہورہی ہے۔ صرف ایک چینی ہی کی مثال کو دیکھیں کہ گذشتہ سال کے آغاز میں اس کی قیمت ۳۲، ۳۰ روپے فی کلو تھی اور اب یہ ۶۴، ۶۲ روپے فی کلو ہوچکی ہے گویا کہ صرف ایک سال کے دوران میں اس کی قیمت میں سو فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اشیائے خورد ونوش ہوں یا اشیائے صرف' ہر کسی کی صورت حال یہی ہے۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ قیمتوں میں اس قدر اضافے کی بنیادی وجہ کیا ہے۔ اگر اس کا جواب صرف ایک جملے میں دیا جائے تو وہ یہ ہے کہ حکمرانوں اور فوج کے کور کمانڈروں جو کہ اب کھرب کروڑ کمانڈر بن چکے ہیں' کی دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے لوٹ مار نے یہ دن دکھایا ہے کہ عام مسلمان نانِ جویں کو بھی ترس رہے ہیں اور سولہ سترہ گھنٹوں کی یومیہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ اس پر مستزاد ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا بنیادی محرک بھی حکمرانوں کی اندھی ہوسِ مال ہے کہ چین اور ایران سمیت کئی کمپنیوں اور ممالک سے بجلی صرف اس لیے نہیں خریدی جا رہی کہ وہ ان شکم پرستوں کو اُن کا منہ مانگا کمیشن دینے سے انکاری ہیں۔ اللہ کے باغی ان حکمرانوں کی بداعتمادی کا یہ عالم ہے کہ سعودی عرب نے بجلی کے حالیہ بحران پر انہیں نقد امداد دینے کی بجائے یہ کہا کہ ہمیں پراجیکٹ بنا کردو، ہم اُن کی تکمیل کریں گے، نقد رقم دینے کے ہم روادار نہیں ہوسکتے کہ تمہاری ''دیانت'' کا کل عالم میں چرچا ہے۔

حکمرانوں اور فوجی جرنیلوں کی بدعنوانیوں اور سیاہ کاریوں کی یہ مختصر تحریر تفصیل بیان کرنے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔ اُن کی بداعمالیوں کے بیان کے لیے تو کئی دفتر درکار ہیں، لیکن صرف چند اشارے کرنا ضروری ہیں کہ ۳۲ کھرب روپے سالانہ ٹیکس ادا کرنے والے مسلمان عوام کی رقم کو کس طرح شیرِ مادر کی مانند لوٹا جارہا ہے۔

صرف ۸ قومی اداروں پی آئی اے، ریلوے، سٹیل ملز، یوٹیلیٹی سٹورز، پیکو، پاسکو، ٹی ڈی سی پی، این ایچ اے میں ۴ کھرب روپے کی کرپشن ہوچکی ہے جبکہ یہ سب ادارے منافع کمانے والے ہیں (جنگ، ۱۴ مارچ ۲۰۱۰)

سوئی نادرن گیس کمپنی نے گذشتہ ۸ برسوں میں خزانے کو ۶۲ ارب روپے کا نقصان پہنچایا۔ سٹیل ملز کو گذشتہ دو سالوں میں چالیس ارب روپے کا نقصان ہوا، اور پی آئی اے کا خسارہ ۷۷ ارب روپے ہے (حوالہ ایضاً)

ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل کے تخمینے کے مطابق پاکستان میں سالانہ ۵ کھرب روپے کی کرپشن ہوتی ہے۔ یہ تو دیگ کے چند چاول ہیں وگرنہ پوری دیگ 'اپنی مثال آپ' ہے۔ ظاہر ہے جب حکمران اللہ کے خوف کی نعمت سے محروم ہوں گے اور عوام شریعت کے نظام کی رحمت سے دور ہوں گے تو معاشرے میں ایسی ہی داستانیں رقم ہوں گی۔ اے کاش!!! کہ ہمارا حکمران بھی کوئی ملا عمر جیسا درویش ہوتا اور ہم بھی طالبان کی مانند اپنے دلوں میں اللہ کی زمین پر اُس کی مطہر شریعت کے نفاذ کی تڑپ رکھتے تو ہم پر بھی اللہ کی رحمتیں سایہ فگن ہوتیں۔

پاکستان میں بدامنی، چوری اور ڈاکوں، زنا بالجبر اور انصاف کے قتل عام کی تفصیلات بھی حیران کن اور چشم کشا ہیں لیکن اس وقت ہمارا موضوع اُن کے بیان کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ مہنگائی اور بدامنی دراصل عذابِ الٰہی کی ایک شکل ہے' جو مسلمانانِ پاکستان پر مسلط ہے کیونکہ پاکستانی حکام وافواج کے جرائم اس قدر زیادہ اور بڑے ہیں کہ اب غضبِ الٰہی سے بچنا محال ہوچکا ہے سوائے اس کے کہ بحیثیت مسلم معاشرہ' تمام افراد معاشرہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں توبہ کریں اور ارتداد کا راستہ اختیار کرنے والے حکام سے جان چھڑا کر شریعت کا برکتوں والا نظام نافذ کرکے اپنے رب کی رحمتوں، برکتوں، مغفرتوں اور سعادتوں کو اپنی طرف متوجہ کرلیں تاکہ اُن کا رب اُن سے راضی ہوجائے اور اُن کو دنیا وآخرت کی تمام حسنات سے نواز دے۔

☆☆☆☆☆

امریکا اور اس کے حواری، بے گناہ انسانوں کے قاتل

خالد محمود

سوچنے کی بات یہ ہے کہ امریکا کی جانب سے شروع کردہ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ، جو کہ حقیقت میں مسلمانوں کے خلاف اور اسلام کے خلاف جنگ ہے، میں پاکستان نے اربوں کھربوں کا اپنا نقصان بھی کیا، ہزاروں جوان بھی مروائے، امریکا کو خوش کرنے کے لیے اور راضی رکھنے کے لیے اپنے شہروں کو بھی برباد کرایا، اپنے ہم وطنوں کو بھی تہ تیغ کیا، امریکا کو اڈے بھی دیے، ہر قسم کی سہولیات بھی فراہم کیں، اس کے باوجود بھی امریکا کی جانب سے پاکستانیوں کی تذلیل اور توہین کے احکامات صادر ہو رہے ہیں اور امریکا کی جانب سے ڈومور (یعنی ابھی آپ نے تھوڑے لوگ مارے ہیں، مزید بے گناہوں کو ماریے) کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ حکومت پاکستان سوچے کہ امریکا کی غلامی سے پاکستان کو کیا حاصل ہوا؟

قرآن مقدس میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ یہودی اور عیسائی اس وقت تک تم سے راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ تم اپنا دین اسلام چھوڑ کر ان کے دین کو قبول نہیں کرو گے۔ ابھی حال ہی میں پاکستان کی بے گناہ بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے بارے میں امریکا کے ایمان دار، عدل وانصاف کے علم بردار اور ہیومن رائیٹس کے چیمپئن جج صاحبان کا فیصلہ بھی آپ حضرات کی نظروں سے گزرا ہوگا۔

امریکا نے اپنے ایئرپورٹوں پر پاکستانیوں سمیت جن چودہ ممالک کے باشندوں کی سخت ترین چیکنگ کے جو احکامات جاری کیے ہیں، میرے خیال میں اس کے دو سبب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ ان ممالک میں حیوانی جنگی جنون زیادہ ہے اور دوسرا یہ کہ شاید ان ممالک میں جرائم کی شرح سب سے زیادہ ہے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ مذکورہ بالا دونوں اسباب کے بارے میں کچھ حقائق آپ کے سامنے رکھوں، تاکہ آپ خود فیصلہ کر سکیں کہ حیوانی جنگی جنون مسلمانوں میں زیادہ ہے یا کفار میں اور جرائم کی شرح کن ممالک میں زیادہ ہے، مسلمان ممالک میں یا کفار کے ملکوں میں، میں سمجھتا ہوں کہ پوری دنیا میں کوئی بھی ملک حیوانی جنگی جنون کے حوالے سے امریکا کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ویسے تو دوسرے کفار کے ممالک بھی اس حوالے سے کچھ کم نہیں۔

امریکا آج سے نہیں، بلکہ ۵۲۔۱۹۵۱ سے ایسی مذموم حرکتیں کر رہا ہے، جس سے اس کا بھیانک چہرہ کھل کر سامنے آ رہا ہے، شروع سے امریکا کے عزائم استعماری اور توسیع پسندانہ رہے ہیں، ۱۹۵۰ سے ۱۹۵۳ تک کوریں وار میں امریکا نے تین لاکھ ۲۶ ہزار ۸۶۳ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۳۶ ہزار ۵۴۴ مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۳۲۰ ارب ڈالر خرچ کیے اور اس جنگ میں ۱۵ لاکھ انسان قتل کیے گئے۔

ویت نام وار میں ۱۹۶۴ سے ۱۹۷۳ تک امریکا نے پانچ لاکھ ۴۹ ہزار فوجی بھجوائے، ان میں سے ۴۸ ہزار ۲۰۹ فوجی مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۶۸۶ ارب ڈالر خرچ کیے اور اس جنگ میں ۱۳ لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔ ۹۱۔۱۹۹۰ میں فرسٹ گلف وار میں امریکا نے چھ لاکھ ۹۶ ہزار ۵۵۰ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۳۸۲ مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۹۶ ارب ڈالر خرچ کیے، ۲۰۰۳ میں دوسری گلف وار میں امریکا نے پہلے مرتبہ ایک لاکھ ۱۵ ہزار فوجی بھجوائے اور دوسری مرتبہ ۲۰۰۹ میں اڑھائی لاکھ فوجی بھجوائے، جن میں سے ۴۳۶۷ فوجی مارے گئے، اس جنگ پر امریکا نے ۶۴۸ ارب ڈالر خرچ کیے اور گلف وار میں مجموعی طور پر تقریباً ایک لاکھ انسانوں کو قتل کیا گیا۔

اس کے بعد افغانستان میں ۲۰۰۱ میں امریکا نے ۷۱ ہزار فوجی بھجوائے اور ۱۷۱ ارب ڈالر خرچ کیے اور اس کے بعد مزید ۳۰ ہزار فوجی بھجوائے اور ۳۰ ارب ڈالر کا خرچ، افغانستان میں ۱۹۷۹ سے لے کر اب تک یعنی روس کی جانب سے مسلط کردہ جنگ سے لے کر اب امریکا کی جانب سے لڑی جانے والی جنگ تک مجموعی طور پر دس لاکھ سے زائد مسلمانوں کو لقمۂ اجل بنایا گیا ہے۔ جب کہ لاکھوں لوگ اب تک اپنے گھروں سے محروم ہیں اور دربدری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

> **کیا حیوانی جنون میں کافر ممالک کا اور خاص طور پر امریکا کا دنیا کا دوسرا کوئی ملک مقابلہ کر سکتا ہے؟ امریکیوں کی خواہش ہے کہ ساری دنیا ان کی نوکری کرے وہ واحد سپر پاور کی حیثیت سے سب کو لتاڑے، کوئی اس کی حکم عدولی نہ کرے، پوری دنیا کے انسان اس کی چوکھٹ پر جھکتے رہیں لیکن اب اُس کے دن گنے جا چکے ہیں۔**

ویسے بھی اگر آپ کفار کی تاریخ کھولیں گے تو آپ ان کی درندگی دیکھ کر لرز جائیں گے، یہ لوگ جو اپنے آپ کو انسانی حقوق کا چیمپئن کہلواتے ہیں، اگر آپ ان کے کرتوت دیکھیں گے تو یہ آپ کو وحشی درندے نظر آئیں گے۔ یہ اسلام کے دشمن، انسانی ذات کے دشمن، امن وامان کے دشمن اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی، انسانی حقوق کے علم بردار نہیں بلکہ یہ مظلوم انسانوں کے قاتل ہیں۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ فرانس میں جب جمہوریت کے نام پر انقلاب برپا کیا

گیا تو اس موقعے پر ۶۲ لاکھ لوگوں کو قتل کیا گیا تھا، ۱۹۱۴ کی خطرناک جنگ عظیم میں جب یورپین ممالک کا جرمنی کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا تو اس جنگ میں روس کے ۱۷ لاکھ، فرانس کے ۱۳ لاکھ ۷۰ ہزار، اٹلی کے ۴ لاکھ ۲۰ ہزار، آسٹریلیا کے ۸ لاکھ، برطانیہ کے ۷ لاکھ ۲۰ ہزار، بلغاریا کے ایک لاکھ، رومانیا کے ایک لاکھ اور امریکا کے ۵۰ ہزار انسان قتل ہوئے تھے، مجموعی طور پر اس جنگ عظیم میں ۳۷ لاکھ اور ۳۸ ہزار لوگ قتل ہوئے تھے۔

دوسری جنگ عظیم کے موقعے پر بھی کفار نے اربوں کھربوں ڈالر اور پونڈ جنگ پر خرچ کیے تھے، دوسری جنگ عظیم میں روس کے ۷ لاکھ ۵۰ ہزار، امریکا کے ۳ لاکھ، برطانیہ کے ۵ لاکھ ۵۰ ہزار، اٹلی کے ۳ لاکھ، چین کے ۲۲ لاکھ اور جاپان کے ۱۵ لاکھ انسان مارے گئے تھے، ان تمام انسانوں کی مجموعی تعداد ایک کروڑ 6 لاکھ بنتی ہے، جب کہ لاکھوں لوگ ان جنگوں کی وجہ سے معذور اور اپاہج بن گئے تھے۔

تیسری دنیا کے ممالک کو ایٹمی قوت کے حصول سے روکنے والے امریکا نے جنگ عظیم دوم کے موقعے پر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرا کے ۲ لاکھ ۵۷ ہزار بے گناہ انسانوں کو لقمہ اجل بنایا تھا، امریکا نے ان شہروں پر ۱۲ ہزار ٹن وزنی بم برسا کر شہری آبادیوں کو بھسم کیا تھا۔

یہ حقائق ہیں، اب آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا حیوانی جنون میں کافر ممالک کا اور خاص طور پر امریکا کا دنیا کا دوسرا کوئی ملک مقابلہ کر سکتا ہے؟ امریکیوں کی خواہش ہے کہ ساری دنیا ان کی نوکری کرے وہ واحد سپر پاور کی حیثیت سے سب کو لتاڑے، کوئی اس کی حکم عدولی نہ کرے، پوری دنیا کے انسان اس کی چوکھٹ پر جھکتے رہیں لیکن اب اُس کے دن گنے جا چکے ہیں۔

حیوانی جنون کے علاوہ دیگر جرائم کے حوالے سے بھی کافر ممالک سب سے آگے ہیں، مجموعی جرائم کے حوالے سے ٹاپ کرنے والے ٹاپ ٹین ممالک میں آئس لینڈ، سویڈن، نیوزی لینڈ، گرینیڈا، ناروے، برطانیہ، ڈنمارک، فن لینڈ، اسکاٹ لینڈ، سوئزر لینڈ، کینڈا، آسٹریا، آسٹریلیا، امریکا، بلجیم، فرانس اور سویڈن سر فہرست ہیں، جن ممالک میں قتل زیادہ ہو رہے ہیں، ان میں انڈیا، روس، کولمبیا، ساؤتھ افریقہ، امریکا، میکسیکو، وینزویلا، فلپائن، تھائی لینڈ اور یوکرائن سر فہرست پر ہیں۔

جن ممالک میں منشیات کا کاروبار زوروں پر ہے ان میں جرمنی، برطانیہ، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، سوئزر لینڈ، بلجیم، سویڈن، اٹلی، پولینڈ اور جاپان سر فہرست ہیں، مذکورہ بالا حقائق جو آپ کے سامنے پیش کیے گئے ہیں، یہ بین الاقوامی ڈیٹا سے لیے گئے ہیں، جن کو ترتیب دینے والے مسلمان نہیں، بلکہ کافر ہیں، ان حقائق سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں کافروں کے ملک بدامنی، قتل و غارت گری، افراتفری کے حوالے سے سب سے آگے ہیں۔

لیکن ان ممالک کا میڈیا اپنے ممالک کے گناہوں کو چھپاتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر ان ممالک کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان ممالک میں کوئی گڑ بڑ نہیں ہوتی اور ان ممالک میں شاید سارے فرشتے رہتے ہیں، عوام الناس کو یہ حقیقت معلوم ہونی چاہیے کہ کفار ایک دوسرے کے دوست ہیں اور مسلمانوں کے ازلی دشمن ہیں، ان سے خیر کی توقع رکھنا فضول ہے۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: پاکستان کو صلیبی چاکری کے بدلے ملنے والی دفاعی امداد

طالبان کے ساتھ امن معاہدے کے دوران ماہانہ ۸۰ ملین ڈالر آپریشن کے لیے دیے گئے جبکہ فوج اپنی بیرکوں میں بیٹھی رہی۔ فاٹا میں FC کی حالت یہ ہے کہ برف میں سینڈل پہنے فوجی نظر آتے ہیں؛ جن کے پاس جنگ عظیم اول کے دور کے ہیلمٹ اور ایک عدد پرانی کلاشن کوف اور صرف ۱۰ گولیاں ہوتی ہیں۔ مصنف لکھتا ہے کہ اس سارے بدعنوانی کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کے خلاف جاری ۹ سالہ جنگ میں ناکام ہو گیا ہے۔ اور پاکستان وہ مقاصد نہیں حاصل کر سکا جن کے لیے اُسے اربوں ڈالر دیے گئے تھے''۔ مصنف نے پاکستان کو امریکی امداد کے لیے ''بلیک ہول'' کا درجہ دیا۔ یعنی وہاں پیسہ اور ساز و سامان جاتا تو ہے لیکن کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

دوسری طرف پاکستانی حکام بھی امریکہ پر افغانستان سے پاکستان کی جانے والی دراندازی کا الزام لگاتے ہیں۔ پاکستانی حکام کا موقف ہے کہ امریکہ شدت پسندوں کو افغانستان سے پاکستان آنے سے نہیں روک رہا۔ دوسری طرف امریکی و افغان حکومت مسلسل پاکستان سے افغانستان دراندازی کا الزام لگا رہی ہے۔

مرتدین اور یہود و نصاریٰ کا مجاہدین کے خلاف باہم اتحاد اور تعاون دیکھ کر ظاہر بین نگاہیں یہ خیال کرتی ہیں کہ یہ بہت جگری دوست ہیں جبکہ حقیقت میں اُن کے دل آپس میں پھٹے ہوئے ہیں۔ تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّقُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى (سورہ الحشر آیت ۱۴) ''تم انہیں متحد (و یک جان) سمجھ رہے ہو لیکن (حقیقت میں) اُن کے دل (ایک دوسرے سے) پھٹے ہوئے ہیں''۔

☆☆☆☆☆

''دین اسلام کی فتح کسی معمولی قیمت پر حاصل نہیں ہوتی......ہم اسے اپنے اور اپنے احباء کے لہو کے بدلے خریدتے ہیں۔ ذرا اسعدؓ بن زرارہ کے قول کو یاد کیجیے جو انہوں نے بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر انصارؓ سے کہا تھا: اے اہل یثرب! ذرا ٹھہر جاؤ! ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اونٹوں کے کلیجے مار کر (یعنی لمبا چوڑا سفر طے کر کے) اس یقین کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں سے نکال لے جانے کے معنی ہیں، سارے عرب سے دشمنی، تمہارے چیدہ سرداروں کا قتل اور تلوار کی مار کا سامنا۔ لہٰذا اگر یہ سب کچھ برداشت ہو تو انہیں ساتھ لے چلو، اور تمہارا اجر اللہ پر ہے۔ اور اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو (بعد میں ساتھ چھوڑنے کی بجائے) انہیں ابھی سے چھوڑ دو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ قابل قبول صورت ہوگی''

(امیر حرکۃ الشباب المجاہدین (صومالیہ) شیخ ابو زبیرؒ نے فرمایا)

صلیبیوں کی دہشت گردی ایک بار پھر آشکار

ابوسعد

یہ عراق کا مضافاتی علاقہ ہے، ایک درجن لوگ ٹولی کی شکل میں جارہے ہیں، ان میں برطانوی خبر رساں ایجنسی 'رائٹرز' کے دو ملازمین بھی ہیں۔ ایک امریکی اپاچی گن شپ ہیلی کاپٹر آتا ہے' اس میں بیٹھے ہوئے فوجیوں میں سے ایک فوجی نیچے دیکھ کر کہتا ہے: ''دیکھو ان حرامیوں کو' دوسرا کہتا ہے'' نائس'' [حوالہ: ویڈیو ٹائم کوڈ 04:31] ان'' دہشت گردوں'' پر فائرنگ کی جاتی ہے۔ علاقہ گرد سے اَٹ جاتا ہے۔ گرد چھٹنے لگتی ہے تو واحد زخمی رینگتے ہوئے ایک کونے میں جانے کی کوشش کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، اس کی مدد کے لیے دو بچے آگے بڑھتے ہیں، ہیلی کاپٹر سے ایک دفعہ پھر فائرنگ شروع ہو جاتی ہے۔ نیچے کچھ نہیں بچتا۔ زندہ انسان، لاشے بن جاتے ہیں۔ صلیبیوں کی زمینی فوج پہنچتی ہے، ایک بکتر بند آتی ہے اور لاش کو روندکر آگے بڑھتی ہے، اپاچی کے دو میں سے ایک پائلٹ کہتا ہے I think they just drove over a body (میرا خیال ہے کہ وہ ایک لاش کو روند کر چلے گئے)، دوسرا قہقہہ لگاتا ہے۔ ہاہاہا [حوالہ: ویڈیو ٹائم کوڈ 29-18 اور 18:31]۔ وہ قہقہہ کیوں نہ لگائیں، کیوں نہ ہنسیں ہماری لاشوں کی بے حرمتی پر...... جب امت مسلمہ پر مسلط حکمران ان صلیبیوں کی جنگ کو اپنی جنگ قرار دے کر اپنے ہی لوگوں کو مار رہے ہیں۔

تحقیقاتی خبروں کے ادارے'' وکی لیکس'' نے خفیہ کوڈ توڑ کر یہ ویڈیو حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے خبر رساں ایجنسی 'رائٹرز' نے'' فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ'' کے تحت اس ویڈیو کو حاصل کرنے کی کوشش کی، لیکن 'رائٹرز' جیسے اداروں سے زیادہ، بہتر یہ بات کون جان سکتا ہے کہ امریکہ نے کب کسی ملکی یا غیر ملکی قانون کو مانا ہے جواب اس ایکٹ کے تحت رائٹرز کو ویڈیو جاری کر دیتا؟ انگریزی کی اصطلاح میں اپنے آپ کو Whistleblower کہنے والے صحافیوں اور شہریوں کے غیر سرکاری ادارے'' وکی لیکس'' نے خفیہ کوڈ توڑ کر اس ویڈیو کو حاصل کیا، وہ اس سے قبل افغانستان میں امریکی درندگی کے مناظر بھی منظر عام پر لا چکا ہے۔ معروف یہودی ابلاغی ادارہ'' فوکس نیوز'' جسے'' خود ساختہ'' وسل بلور کہتا ہے اس نے یقیناً اپنا حق ادا کیا۔ لیکن کیا اس کے بعد'' مسلمانوں'' کے میڈیا سے اس کی مناسب تشہیر ہو سکی؟

میں نے یہ ویڈیو ۶ اپریل کی صبح 'نیویارک میگزین' کی ویب سائٹ پر دیکھ لی جہاں اسرا النعمانی نامی مرتد خاتون کا گمراہ کن مضمون مجھے لے گیا تھا۔ دو پہر تک یہ 'سائبر ورلڈ' کی ہاٹ نیوز بن چکی تھی۔ اکثر معروف بلاگرز نے اسے تبصرے اور تجزیے کے ساتھ شائع کیا۔ شام کو ایک نجی چینل نے اسے ہیڈ لائنز میں جگہ دی، لیکن اگلی ہیڈ لائنز سے اس کو ہٹا دیا گیا، شاید اس لیے کہ یہ ان کی اصطلاح میں 'اینٹی امریکن ازم' کو بڑھاوا دے گی، جسے ختم کرنے کے لیے یہ گھنٹوں تک امریکی سرکاری نشریاتی ادارے'' وائس آف امریکہ'' کا پروگرام نشر کرتے ہیں۔ حیرت انگیز طور پر اگلی صبح کراچی کے دو اخبارات کی ہی یہ خبر بن سکی اور وہ بھی درمیانے درجے کی۔ سب سے زیادہ شائع ہونے والے اخبار کے نیٹ ایڈیشن کے تازہ ترین میں تو یہ خبر شائع ہوئی لیکن اگلے روز کی اشاعت میں جگہ نہ بنا سکی۔

یہ کوئی معمولی خبر نہیں۔ اگرچہ اس ویڈیو کے مطابق صہیونی درندوں نے صرف'' ایک درجن'' لوگوں کو ہی مارا ہے، لیکن یہ امریکی درندگی کا ناقابل تردید ثبوت ہے جس کی تصدیق خود امریکی محکمہ دفاع نے بھی کر دی ہے' تاہم انسانی حقوق کے چیمپئن امریکہ کو افسوس اس بات کا ہے کہ اس میں رائٹرز کے دو ملازم مارے گئے جن کے کیمرے اپاچی کے پائلٹوں کو 'اے کے۔47' اور' آر پی جی' نظر آئے۔ اور وہ بچے جو بیچ میں آئے وہ تو بقول پائلٹوں کے it's their fault for bringing their kids into a battle (یہ تو ان کا قصور ہے کہ اپنے بچوں کو جنگ میں لاتے ہیں) [حوالہ: ویڈیو ٹائم کوڈ 17:46]۔

جولائی ۲۰۰۷ء میں پیش آنے والا یہ واقعہ اس وجہ سے نمایاں ہوا کہ اس میں خبر ایجنسی 'رائٹرز' کے فوٹو گرافر نمیر نورالدین اور ڈرائیور سعید شماغ بھی دیگر افراد کے ساتھ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے، ورنہ ایسے کتنے ہی لوگ مارے جاتے ہیں، شادی کی تقریبات ہوں یا جنازے کے اجتماعات...... صلیبیوں نے کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا ہے؟ وکی لیکس کے پاس مئی ۲۰۰۹ کی ویڈیو بھی موجود ہے جس میں مغربی افغانستان میں عورتوں اور بچوں سمیت ۱۰۰ افغان شہریوں کو امریکی درندوں کے ہاتھوں شہید ہوتے دکھایا گیا ہے۔

یہ خبر اس (میڈیا) کے نزدیک چھوٹی خبر بھی کیوں نہ بن سکی؟ اگر یہ'' اسلامی شدت پسندوں'' کی'' کارروائی'' کی ویڈیو ہوتی تو اب تک اس نے کئی سوالات کو جنم دے دیا ہوتا۔ اس پر سیکڑوں نہیں تو درجنوں کالم ضرور لکھے جا چکے ہوتے، اور یہ کئی ٹاک شوز کا موضوع بن چکی ہوتی۔

کئی دن تک سوات کی جعلی ویڈیو کو پیٹنے والا میڈیا اگر اپنے اوپر یہودی ایجنٹ ہونے کے الزام کو بے ہودہ قرار دیتا ہے تو اس کو کم از کم اس سوال کا جواب ضرور دینا ہوگا کہ یہ خبر اس کے نزدیک چھوٹی خبر بھی کیوں نہ بن سکی؟ اگر یہ'' اسلامی شدت پسندوں'' کی'' کارروائی'' کی ویڈیو ہوتی تو اب تک اس نے کئی سوالات کو جنم دے دیا ہوتا۔ اس پر سیکڑوں

نہیں تو درجنوں کالم ضرور لکھے جا چکے ہوتے، اور یہ کئی ٹاک شوز کا موضوع بن چکی ہوتی۔

کیا یہ سوال نہیں بنتا کہ جولائی ۲۰۰۷ء کا یہ واقعہ اس لیے خبر بن سکا کہ اس میں صحافیوں کی ہلاکت ہوئی تھی۔ ایسے کتنے ہی واقعات ہوں گے جن کی خبر بھی نہیں بنی ہوگی۔ امریکہ نے اب تک کتنے بے گناہوں کو مارا ہوگا؟ اگر زمین سے تھوڑے فاصلے پر اڑنے والے ہیلی کاپٹر کو فوٹو گرافر کا کیمرہ 'آر پی جی' اور 'اے کے۔47' نظر آتا ہے تو ڈرون طیاروں کو مسجد کے مینار یقیناً میزائل نظر آتے ہوں گے!!! اگر یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے تو امریکہ اب تک کتنے بے گناہ اور نہتے مسلمان بچوں اور عورتوں کو جان بوجھ کر مار چکا ہے؟ اور اگر یہ غلطی سے ہوا ہے تو پھر امریکہ کی طرف سے ''دہشت گردی'' کے ٹھکانوں کے تعیّن کی صلاحیت سوالیہ نشان بن جاتی ہے............

کئی گھنٹے کا پروگرام صرف ڈرون حملوں کے ممکنہ اہداف اور اس سے منسلک سوالات پر ہونا چاہیے تھا۔ لیکن یہ سوال تو پاکستانی میڈیا کو اٹھانے تھے۔ لوگ پوچھتے ہیں کیا واقعی ایسا کوئی پاکستانی میڈیا بھی ہے؟

سوال صرف اس ویڈیو کا نہیں۔ ایک خبر نے پاکستانی میڈیا کو بری طرح بے نقاب کیا ہے۔ یہ خبر اُس ویڈیو کے جعلی ہونے کی ہے جسے منٹوں نہیں، گھنٹوں نہیں بلکہ دنوں تک نشر کیا جاتا رہا...... جس کے لیے خبریں، تجزیے، ٹاک شوز، خصوصی رپورٹس، نیوز چینل کا ہر فارمیٹ استعمال کیا گیا...... ''قائدین'' کے بیانات نشر کیے گئے جن کی توپیں طالبان کی مذمت کی آڑ میں اسلام پسندوں پر گولے برساتی رہیں۔ اب اگر اس ویڈیو کے جعلی ہونے کی خبر آئی ہے تو ضروری تھا کہ اگر دن نہیں، گھنٹے نہیں تو کم از کم چند منٹ تو دے دیے جاتے، دنیا کو بتایا جاتا کہ جس ویڈیو کو گھنٹوں دکھایا گیا وہ جعلی تھی، اعترافِ جرم کر لیا جاتا۔

لیکن اس کے لیے بھی ضمیر نامی چیز کی ضرورت ہوتی ہے جسے ہمارے ابلاغیوں میں سے اکثر بیچ چکے ہیں۔ کسی فرد یا معمولی ادارے سے متعلّق خبر غلط ہو تو وضاحت شائع کی جاتی ہے۔ یہاں پاکستان اور اسلام سے متعلّق ایک غلط خبر پر معذرت کی گئی اور نہ ہی کوئی وضاحت...... اور خبر ایسی جس کی بنیاد پر مذہب دشمنوں نے 'تجزیے' کی بلند بالا بلڈنگ کھڑی کر دی۔ مقصد تو حاصل ہو گیا، کیا ہوا گر خبر غلط تھی! یہی دلیل ویڈیو کے پروڈیوسر نے 'ڈیلی ٹائمز' اور 'دی نیوز' میں شائع ہونے والے اپنے کالم میں دی ہے۔

خاتون کو کوڑے مارنے والی ویڈیو کے بارے میں انکشاف ہوا ہے کہ وہ جعلی ہے اور یہ انکشاف فلم تیار کرنے والے سوات کے شہری نے گرفتاری کے بعد کیا ہے۔ ملزم نے اسے ڈرامہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک این جی او نے اسے اس کام کے لیے پانچ لاکھ روپے دیے تھے۔ آپریشن کے بعد مذکورہ ویڈیو فلم میں دکھائے گئے بچوں کو بھی حساس اداروں نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا، جبکہ ویڈیو تیار کرنے والے سوات کے شہری کو کوہاٹ انتظامیہ نے گرفتار کیا تھا۔ گرفتار بچوں اور سوات کے شہری کو تحویل میں لینے کے بعد ان سے تحقیقات کی گئی۔ تحقیقات کے دوران گرفتار ملزم نے بتایا کہ وہ اسلام آباد کی ایک این جی او میں کام کرتا ہے اور اسلام آباد ہی کی ایک این جی او کی جانب سے پانچ لاکھ روپے فراہم کرنے کے بعد یہ ویڈیو تیار کی گئی تھی۔ جس لڑکی کو کوڑے مارے گئے ہیں اسے بھی شامل تفتیش کیا گیا ہے، اس لڑکی نے بتایا کہ مذکورہ ملزم نے اسے ایک لاکھ روپے جبکہ دونوں بچوں کو پچاس پچاس ہزار روپے دیے تھے اور اس سے کہا تھا کہ وہ ایک ڈرامہ کر رہا ہے۔

ویڈیو جاری ہونے کے وقت بھی میڈیا نے این جی اوز کے موقف کو زیادہ نمایاں کیا تھا، ورنہ سچ کے داعیوں نے تو اُس وقت بھی توجہ دلائی تھی کی کوڑے کھانے والی عورت تو درکنار ایک مرد بھی ۳۴ کوڑے کھانے کے بعد اتنی جلدی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ لیکن میڈیا اس اصول پر کامیابی سے عمل کر رہا ہے کہ جھوٹ پر اتنا اصرار کرو کہ وہ سچ لگنے لگے۔

ویڈیو کی پروڈیوسر اور چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی معزولی کے دوران ان کے ترجمان اطہر من اللہ کی بہن ثمر من اللہ نے جو وضاحت پیش کی ہے اُس کا لب لباب یہی ہے کہ ویڈیو کے جعلی ہونے یا نہ ہونے کی بجائے طالبان کی جاری کردہ اُن ویڈیوز پر توجہ دی جائے جن میں لوگوں کو ذبح کرتے دکھایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ چیف جسٹس نے سوات ویڈیو کا از خود نوٹس لیا تھا تا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ویڈیو چونکہ اطہر من اللہ کی بہن نے ''محنت'' سے تیار کی تھی اس لیے نوٹس نہیں لیا گیا۔

یہ ویڈیو نشر ہوگئی، بس پھر کیا تھا، اسلام بے زار این جی اوز اور مغرب نوازوں کی طرف سے اس واقعے کی آڑ میں دین اسلام کے احکامات اور شریعت کے خلاف گز گز بھر کی لمبی زبانیں نکال کر دشنام طرازی کی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ لبرل فاشسٹ ''مفسر، محدث، فقیہ او مجتہد'' بن گئے جو نماز کی رکعتیں بھی نہیں گنوا سکتے۔ ہر شخص ''شیخ القرآن اور شیخ الحدیث'' بن بیٹھا اور ''المیۂ سوات'' کی اسلامی تعلیمات کے تناظر میں تشریح اور تعبیر کرنے لگا، یوں لگا جیسے برسات کی بھوک کے مارے بھیڑیوں کو شکار ہاتھ آ گیا ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک ''مفتیٔ زماں، مجتہد العصر اور نابغۂ وقت'' سامنے آیا۔ اس وقت چند ہی لوگ تھے جو اعتدال پر قائم رہے اور کہہ رہے تھے کہ یہ کوئی سازش لگتی ہے۔ ان چند کو رب نے سچّا ثابت کیا اور باقیوں کا منہ کالا ہو گیا۔ لیکن کیا ان کو منہ کالا ہونے سے کوئی فرق پڑتا ہے؟ کیا لمحے لمحے لندن سے مذمتی بیان جاری کرنے والے کو کبھی احساس جرم ہو سکتا ہے؟ کالم نویسی کے نام پر الفاظ کے تاجروں کو کبھی بھی احساس جرم ہوا ہے؟ آج دنیا بھر میں رسوا کی جانے والی حوا کی بیٹی پوچھتی ہے کہ پیسوں کی خاطر میری ردا کھینچنے والی ثمر من اللہ کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا؟؟؟

☆☆☆☆☆

''یہاں ہمیں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ جو فوج شریعت کے نفاذ کو روکنے کے لیے پوری ڈھٹائی سے میدان میں اتر آئی ہو، اس میں کسی قسم کی خیر کا پایا جانا محال ہے۔ اگر ہماری سب سے قیمتی متاع یعنی اللہ کی نازل کردہ شریعت کا ان کے سامنے کوئی مقام نہیں تو ہمارے خون، عزت، زمین اور مال جیسی چیزوں کی ان کی نگاہ میں کیا وقعت ہوگی؟ اس بدطینت فوج کا تو اب وہی شخص ساتھ دے سکتا ہے جو یا تو سرے سے جاہل ہو یا پھر پکا منافق۔ اس فوج نے کشمیر کو کیا آزاد کرانا تھا، یہ تو الٹا پاکستان ہی کو توڑنے کے درپے ہے۔ ان شاء اللہ وقت ثابت کرے گا کہ اہل پاکستان کے حقیقی محافظ اور خیر خواہ اس کے مجاہد بیٹے ہی ہیں''۔ (شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللہ)

الجزائر، تاریخ اور جہاد

محمد زبیر

الجزائر تین کروڑ پچاس لاکھ نفوس پر مشتمل اور ۲۳۸۱۷۴۰ مربع کلومیٹر پر محیط خطہ زمین شمالی افریقہ میں بحرابیض المتوسط (Mediterranean Sea) کے کنارے واقع ہے۔ یہ سوڈان کے بعد افریقہ کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اس کے ہمسایہ ممالک میں مراکش، لیبیا، مالی، نائیجیریا، تنزانیہ اور موریطانیہ شامل ہیں۔ بحرابیض المتوسط اور صحراء الکبریٰ (Sahara Desert) کے درمیانی علاقے کو جس میں مراکش، تنزانیہ، موریطانیہ، الجزائر اور لیبیا شامل ہیں 'المغرب' یا 'مغرب اسلامی' کہا جاتا ہے۔ بعض اہل مشرق ہسپانیہ (اندلس) کو بھی المغرب میں شامل کرتے ہیں۔ جبکہ بحرابیض المتوسط کے دوسرے کنارے پر یورپ واقع ہے۔

اس خطے میں اسلام پہلی صدی ہجری (ساتویں صدی عیسوی) میں حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کی قیادت میں داخل ہوا۔ حضرت امیر معاویہؓ نے عقبہ بن نافعؓ کو دس ہزار ساتھیوں کے ساتھ شمالی افریقہ کی طرف روانہ کیا۔ راستے میں نومسلم بربر بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ انہوں نے باغانہ، اربہ اور طنجہ (تنجیر) کے مقامات پر رومیوں کو شکست دی اور تمام مراکش کو فتح کرتے ہوئے بحرظلمات (بحراوقیانوس) تک جا پہنچے۔ ساحل پر عقبہؓ نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال کر کہا '' یااللہ گواہ رہیے کہ میں نے اپنی کوشش کی انتہا کر دی ہے، اور اگر یہ سمندر بیچ میں نہ آ گیا ہوتا تو جو لوگ آپ کی توحید کا انکار کرتے ہیں میں ان سے لڑتا ہوا اور آگے جاتا۔ یہاں تک کہ آپ کے سوا روئے زمین پر کسی کی عبادت نہ کی جاتی ''۔ 'شکوہ' کے ایک شعر میں علامہ اقبال رحمہ اللہ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

دشت تو دشت ہیں صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

اسلام سے متعارف ہوتے ہی یہاں کے باسی بربر قبائل کی اکثریت مسلمان ہو گئی اور اسلامی طرز حیات اور عربی زبان کو انہوں نے کھلے دل کے ساتھ قبول کر لیا اور یوں یہ خطہ باقاعدہ اسلامی خلافت کا جزو بن گیا۔

سولہویں صدی عیسوی میں بنوحفص کے خاندان نے الجزائر کی خلافت سے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب یورپ کی عیسائی حکومتیں مسلمانوں کے خلاف اپنی طاقت جمع کر رہی تھیں۔ انہوں نے پہلے اندلس کو اپنا نشانہ بنایا اور اس پر اپنا قبضہ جما لیا۔ بعد میں افریقہ کے متعدد ساحلوں پر بھی ان کی تگ و تاز شروع ہو گئی، اس طرح الجزائر سپین کے قبضے میں چلا گیا۔ ان دنوں خلافت عثمانیہ کے مشہور بحری قائد خیرالدین باربروسہ اور ان کے بھائی عروج نے اپنا بحری بیڑا الجزائر کے ساحل پر لنگر انداز کیا ہوا تھا۔ تاکہ سقوط غرناطہ کے نتیجے میں اندلس کے مسلمانوں پر مصائب کے جو پہاڑ ٹوٹے تھے اس میں ان کی مدد کی جا سکے۔ چنانچہ ان کے جہازوں نے ستم رسیدہ اندلسی مسلمانوں کو الجزائر منتقل کرنے میں بڑی خدمات انجام دیں۔ الجزائر کے مسلمانوں کی درخواست پر ان دو بھائیوں نے چارلس پنجم کے بھیجے ہوئے لشکر کو شکست دے کر شہر الجزائر کو آزاد کرا لیا اور مغربی الجزائر کے شہر تلمسان میں بھی عیسائیوں کو شکست دی۔ یوں الجزائر خلافت عثمانیہ کا جزو بن گیا۔

۱۸۳۰ میں گورنر حسین پاشا کے دور میں ایک معاشی تنازعہ کو بنیاد بنا کر فرانس الجزائر پر حملہ آور ہوا اس نے یہاں اپنا قبضہ مضبوط کرنے کے لیے پندرہ لاکھ کے قریب مسلمانوں کو شہید اور کئی کو گرفتار کر لیا۔ مسلمانوں کے ہتھیار رکھنے، اجتماعات کرنے اور بلا اجازت علاقہ چھوڑنے پر پابندی لگا دی گئی۔ شخصی زندگی میں بھی اسلام پر عمل کرنا دوبھر بنا دیا گیا۔ مسلمانوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے ناآشنا کرنے کے لیے فرانس نے اپنا تعلیمی نظام متعارف کروایا اور عربی کی بجائے فرانسیسی زبان جاری کر دی گئی۔ فرانسیسی لوگوں کو یہاں وسیع پیمانے پر آباد کیا گیا یہاں تک کہ الجزائر شہر میں اکثریت عیسائیوں کی ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ یورپ کی تمام اخلاقی بیماریاں درآمد کر کے یہاں پھیلائی گئیں۔ الجزائر پر فرانسیسی قبضے کے سو سال مکمل ہونے پر یہاں کے فرانسیسی حاکم نے کہا 'ہمیں چاہیے کہ ہم عربی اور قرآن کو ان کے وجود اور درمیان سے نکال دیں' اور عربی زبان کو ان کی زبانوں سے کھینچ لیں تاکہ ان پر غلبہ حاصل کر سکیں۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے آج بھی الجزائری معاشرے پر فرانسیسی اثرات نمایاں ہیں اور فرانسیسی زبان ملک کی بڑی زبان ہے۔

مسلمانوں نے امیر عبدالقادر الجزائری رحمہ اللہ کی قیادت میں دین کی بقا اور قیام کے لیے فرانسیسی استعمار کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا۔ یہ تحریک جہاد مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ۱۹۵۴ میں شدت اختیار کر گئی۔ جب وادی صومام کے ایک گاؤں میں مختلف علاقوں کے قائدین جمع ہوئے اور فرانس کے خلاف جہاد کو منظم بنیادوں پر استوار کرنے کا عزم کیا اس کے بعد المقاتلین الجزائرین کے نام سے قریباً ایک لاکھ مسلمانوں نے اپنی جان کی قربانی دی۔

لیکن نوآبادیاتی نظام کے تحت رہنے والے دوسرے خطوں مثلاً پاکستان، مصر انڈونیشیا وغیرہ کی طرح یہاں بھی استعمار ایسے لوگوں کی پوری نسل تیار کر چکا تھا جو سیاسی طور پر تو سامراج کے خواہ کتنے خلاف ہوں لیکن نظری اور عملی لحاظ سے پوری طرح یورپ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اور اسی کے ذہن سے سوچنے کے عادی تھے۔ نتیجتاً الجزائری معاشرے میں لادین اور وطن پرست سیاسی جماعتیں وجود میں آئیں۔ جو فرانس سے آزادی کا نعرہ تو لگاتی تھیں لیکن اس کے بعد دین کے قیام اور شریعت کے نفاذ کی سراسر مخالف تھیں۔ اس وقت کے علماء نے فرانس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ان کے ساتھ نفاذِ شریعت کی شرط پر اتحاد جبهة التحرير الوطني (نیشنل لبریشن فرنٹ) قائم کیا۔ اس اتحاد میں جمعیۃ علماء الجزائر، جمہوری اتحاد، سوشلسٹ پارٹی اور دیگر جماعتیں شامل تھیں۔

آخر کار اس تحریک کے نتیجے میں جولائی ۱۹۶۲ میں فرانس یہاں سے جانے پر مجبُور ہوگیا۔ لیکن اقتدار ایک سوشلسٹ احمد بن بیلا کے حوالے کر گیا۔ جس نے ملک کو اشتراکی جمہوریہ قرار دے دیا۔

اقتدار کی یہ حوالگی محض چہروں کی تبدیلی ثابت ہوئی۔ نئے سیکولر حکمرانوں نے فرانسیسی قانون کو ہی جاری رکھا اور فرانس کی آرمی میں بھرتی اور اس کے نظام کے تحت تربیت پانے والے الجزائری باشندوں نے ہی الجزائر کی نئی فوج تشکیل دی۔ نیشنل لبریشن فرنٹ نے نفاذ شریعت سے صاف انکار کرتے ہوئے ملک کی پانچ ہزار سے زائد مساجد کو حکومتی تحویل میں لے لیا۔ آئمہ مساجد حکومت کی طرف سے نامزد ہوتے، جمعہ کی نماز میں سرکاری خطبہ جاری کیا جاتا اور ہر قسم کی دینی سرگرمی پر پابندی لگا دی گئی۔

وعدوں سے صاف انحراف دیکھتے ہوئے ۱۹۶۴ میں 'القیام' کے نام سے پھر سے جہاد کا آغاز کیا گیا۔ بعد ازاں الجبهة الاسلامیه للانقاذ (اسلامک سالویشن فرنٹ) تشکیل دی گئی۔ جس نے نفاذ شریعت، اصلاح معاشرہ اور اسلامی نظام تعلیم کی آواز بلند کی۔ افراد کی دینی تربیت کی کوششیں کی گئیں، ملک بھر میں قرآن کے حلقے قائم کیے گیے اور لوگوں میں اسلام کے بارے میں شعور پیدا کیا گیا۔

۱۹۸۹ میں ملک کا پہلا آئین وضع کیا گیا جو کہ اسلام سے کوسوں دور تھا۔ اس پر اسلامک سالویشن فرنٹ نے دارلحکومت الجزائر میں آئین کے خلاف اور نفاذ شریعت کے حق میں بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس کے بعد سے ہی اسلامی تحریکوں اور سیکولر نظام کی محافظ الجزائری فوج کے مابین کشمکش کا آغاز ہوگیا۔ اسلامک سالویشن فرنٹ نے جمہوری انتخابات کا راستہ اختیار کیا اور ۱۹۹۰ کے بلدیاتی انتخابات میں اکثر نشستیں جیت لیں۔ ۱۹۹۱ کے پارلیمانی انتخابات کے پہلے مرحلے میں اسلامک سالویشن فرنٹ نے ۲۳۲ میں سے ۱۸۸ نشستوں پر کامیابی حاصل کی جبکہ سوشلسٹ محاذ کو ۲۵ اور نیشنل لبریشن فرنٹ کو صرف ۱۵ نشستیں حاصل ہو سکیں۔ اسلام پسندوں کی یہ واضح کامیابی دیکھتے ہوئے فوج نے انتخابات کو کالعدم قرار دے کر اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ اسلامک سالویشن فرنٹ کے اکثر قائدین کو گرفتار کر لیا گیا اس کے ساتھ ہی الجزائر میں نئے جہادی دور کا آغاز ہوا، شریعت کا مطالبہ کرنے والے مجاہدین فوج کے خلاف مورچہ زن ہوگئے۔ پھر سے شریعت کی خاطر کٹ مرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ چالیس ہزار افراد کو گرفتار کر کے صحراء الکبریٰ میں المہتشد ات نامی قید خانوں کے حوالے کر دیا گیا۔ لاکھ سے زیادہ افراد نے جانوں کی قربانیاں دیں۔ اس عرصہ میں لاپتہ افراد کی تعداد حکومتی اعداد و شمار کے مطابق چھ ہزار ایک سو چونسٹھ ہے۔ اس منظر نے فرانسیسی دور کی یادوں کو پھر سے تازہ کر دیا۔ فرانس نے اپنے عطا کردہ نظام کے تحفظ کے لیے الجزائری فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ میڈیا کو مجاہدین کی خبریں نشر کرنے سے روک دیا گیا۔ اور حالات کے متعلّق ہر خبر کے لیے حکومتی منظوری لازمی قرار پائی۔

اس دور کی دو بڑی جہادی جماعتیں جیش الانقاذ الاسلامی (AIS) اور جماعة الاسلامیه المسلحه (GIA) تھیں۔ جیش الانقاذ الاسلامی، جبهة الاسلامیه للانقاذ (FIS) کی سیاسی قیادت کے تحت اپنی سرگرمیاں انجام دیتی تھی۔ جن کی حکمت عملی اسلامی احکام، عصری سیاست اور بعض سیکولر عناصر کا مرکب تھی۔ وہ قتال کو مقاصد کے حصول کا آخری ذریعہ سمجھتے تھے اور معاملات کے حل کے لیے ہمیشہ مذاکرات کو ترجیح دی جاتی۔ جبکہ جماعة الاسلامیه المسلحه قتال ہی کو نفاذ اسلام کا ذریعہ گردانتی تھی۔

حکومت نے دونوں جماعتوں کے اس نظریاتی اختلاف کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ جاسوسی کے اداروں میں ایسے افراد کو ان جماعتوں میں شامل کر دیا جو ان اختلافات کو ہوا دیتے رہتے ان میں ایک بڑا نام جماعة الاسلامیه المسلحه کے سربراہ جمیل زیتونی کا ہے جسے ۱۹۹۶ میں قتل کر دیا گیا۔ جمیل زیتونی کی سربراہی کے دوران دونوں جماعتوں کے درمیان اختلافات شدید ہوگئے۔ الجبهة الاسلامیه للانقاذ کے حمایتی افراد کو قتل کرنے کے واقعات پیش آئے اور جماعة الاسلامیه المسلحه نے ان میں سے بعض کی ذمہ داری تک قبول کر لی۔

ناحق قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات، کارکنان کے اہل خانہ کے عدم تحفظ، بیش بہا گرفتاریوں، علمائے سو کی جانب سے سرکاری فتوؤں اور میڈیا پر بھرپور منفی پروپیگنڈا کی وجہ سے جماعة الاسلامیه المسلحه کے سربراہ مدنی مزرگ نے حکومت کے ساتھ مذاکرات کے بعد یہ کہتے ہوئے ہتھیار پھینک دیے 'ہم نے جنگ بندی کا اعلان کر دیا، کیونکہ اس جدوجہد کے اپنے بیٹے ہی اسے دفن کرنے جا رہے تھے'۔ اس اعلان کے بعد جماعة الاسلامیه المسلحه نے بھی جزوی طور پر ہتھیار ڈال دیئے۔

الجزائر کے صدر عبد العزیز بوتفلیقه نے ایک قومی مفاہمتی آرڈیننس جاری کیا جس کے تحت سیاسی قیدیوں کی رہائی، لاپتہ افراد کی بازیابی، سماجی بہبود نو، ہتھیار ڈالنے والے افراد کو قومی دھارے میں لانے، سیاسی عمل میں شرکت اور ملکی سیاست میں فوج کے کردار کو کم کرنے کے وعدے کیے گیے۔ ان میں سے بیشتر وعدے ابھی تک ایفا نہیں ہو پائے۔

جماعة الاسلامیه المسلحه سے نکلی ہوئی ایک جماعت 'جماعته السلفیه للدعوة و القتال' نے اس سارے مفاہمتی عمل کی مخالفت کی اور جہاد کو شرعی بنیادوں پر جاری رکھنے کا اعلان کر دیا۔ جماعت نے طاغوتی نظام اور اس کے محافظین پر اپنے حملے جاری رکھے۔

افغانستان میں امارت اسلامیہ کے قیام اور شیخ اسامہ بن لادن حفظہ اللّٰہ کے امریکہ کے خلاف اعلان جہاد کے بعد اس خطے کی اسلام سے وابستگی اور جغرافیائی اہمیّت کی وجہ سے امریکہ نے الجزائر کے ساتھ نئے تعلقات کا آغاز کیا۔ جولائی ۲۰۰۱ میں الجزائری صدر عبد العزیز بوتفلیقه نے امریکہ کا دورہ کیا۔ یہ ۱۹۸۵ کے بعد سے اب تک کسی بھی الجزائری صدر کا پہلا امریکی دورہ تھا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چل نکلا۔ ۱۱ ستمبر کے مبارک واقعات کے بعد جب امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کا اعلان کیا تو الجزائر بھی پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح امریکی اتحاد کا حصّہ بن گیا۔

۲۰۰۵ میں امریکہ نے دہشگردی کے خطرے سے نمٹنے کے لیے شمالی افریقہ میں Flint Lock کے نام سے تربیتی مشقیں منعقد کیں۔ جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس خطہ میں سب سے بڑی جنگی مشقیں تھیں ان مشقوں میں امریکی سپیشل فورسز کے ایک ہزار دستوں نے الجزائر سمیت شمالی افریقہ کے سات ممالک کی افواج کو دہشگردی کے خلاف جنگ کی تربیت دی۔

ان مشقوں کے اعلان پر مجاہدین نے موریطانیہ کی آرمی بیس پر حملہ کر کے 15 فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔

۲۰۰۶ میں امریکہ نے آٹھ لاکھ چوبیس ہزار ڈالر کی لاگت سے بین الاقوامی عسکری تعلیم وتربیت کے منصوبے کا اعلان کیا۔ جس کے تحت الجزائر کے سیکورٹی اہلکاروں کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے امریکہ میں تربیت دی جا رہی ہے۔

الجزائر کی معیشت کا انحصار ۱۹۵۰ میں دریافت ہونے والے تیل وگیس کے ذخائر پر ہے۔ جو یورپ کی ایندھن کی ضروریات کو بڑی حد تک پورا کرتے ہیں۔ الجزائر سے تیل درآمد کرنے والے ممالک میں فرانس، امریکہ، اٹلی اور سپین سرفہرست ہیں۔ ۲۰۰۷ میں امریکی کمپنیوں کی الجزائر میں سرمایہ کاری کا حجم ۴۵.۵ بلین ڈالر تھا۔ اور اس وقت چار سو سے زائد امریکی کمپنیاں الجزائر میں مصروف عمل ہیں۔

۲۰۰۶ میں شیخ ایمن الظواہری نے الجزائر کے مجاہدین سے یکجہتی کا اعلان کیا اور فرانس اور امریکہ کو تمام مسلمانوں کا مشترکہ دشمن قرار دیا۔ اپنے پیغام میں انہوں نے کہا 'میں اور میرے ساتھی الجزائر میں 'جماعته السلفيه للدعوة والقتال' کے ثابت قدم بھائیوں کو سلام پیش کرتے ہیں جو کہ مغرب اسلامی کی سرحدات کے محافظ ہیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے ایثار اور ثابت قدمی کو قبول فرمائے، ان پر اپنی نصرت نازل فرمائے جس کا اُس نے اپنے نیک بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ انہیں فرانس کے صلیبیوں اور اس کے سیکولر چیلوں پر فتح دے۔ ۲۰۰۷ میں 'جماعته السلفيه للدعوة والقتال' کے مجاہدین نے القاعدہ سے بیعت کا تعلّق قائم کر لیا اور یوں القاعده ببلاد الغرب الاسلامی وجود میں آئی۔ اس مبارک اتحاد کے قائم ہوتے ہی مراکش کے مجاہدین کی جماعت 'المجموعة الاسلاميه المقاتلته المغربيه' لیبیا کی 'الجماعته الليبيته الاسلاميته المقاتلته' اور تنزانیہ کی 'مجموعته المقاتلين التونسيين' بھی القاعدہ میں شامل ہوگئیں۔ ان سب کی قیادت شیخ ابومصعب عبدالودود حفظہ اللہ کر رہے ہیں۔

الحمدللہ ان کی قیادت میں کفریہ نظام کو اکھاڑنے اور قیام اسلام کی خاطر جدوجہد کا عمل پوری آب وتاب سے جاری ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ الجزائری فوج نے خطے کے دوسرے ممالک، خصوصاً فرانس کے فضائی جاسوسی کے تعاون کی مدد سے مجاہدین کے خلاف متعدد آپریشن کیے ہیں۔ لیکن ہر دفعہ وہ غلبہ اسلام کی اس عالمی تحریک کو ختم کرنے میں ناکام ہوئے۔

ذیل میں گزشتہ چند سالوں میں کی گئی چند اہم کاروائیاں دی گئیں ہیں۔

۶ ستمبر ۲۰۰۷ کو صدر عبدالعزیز بوتفلیقہ کے قافلے پر فدائی حملہ کیا گیا جس میں ۲۲ کے قریب سیکورٹی اہلکار اور عملہ کے دیگر اراکین ہلاک اور ۱۰۰ سے زائد زخمی ہوئے۔ لیکن بوتفلیقہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

۸ نومبر ۲۰۰۷ کو جانت میں ایک فوجی فضائی اڈے پر حملہ میں ۳ لڑاکا طیارے تباہ کر دیے گئے۔

۸ دسمبر ۲۰۰۷ کو ایک روسی فوجی قافلے پر حملہ کیا گیا جس میں روسی فوجی اور ان کے محافظ الجزائری سیکورٹی دستے کے ارکان ہلاک ہوئے۔

۱۱ دسمبر ۲۰۰۷ کو مجاہدین نے دارالحکومت الجیریا میں اقوام متحدہ کے دفاتر اور غیر اللہ کے قوانین کے مطابق فیصلے کرنے والی سپریم کورٹ پر فدائی حملے کیے ان حملوں میں اقوام متحدہ کے ۱۰ کارکنان ہلاک ہوئے۔

یکم فروری ۲۰۰۸ کو مجاہدین نے موریطانیہ کے دارالحکومت نواکشوط میں اسرائیلی سفارت خانہ پر حملہ کیا جس میں متعدد افراد زخمی ہوئے۔

اپریل ۲۰۰۸ میں الجزائر نے مشرقی علاقوں میں مجاہدین کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا مجاہدین نے شدید مزاحمت کرتے ہوئے ۲۰ فوجیوں کو ہلاک اور تقریباً ۳۰ کو زخمی کر دیا۔

۲۲ جنوری ۲۰۰۹ کو مجاہدین نے مالی سے ایک سوئس اور ایک برطانوی باشندے کو اغوا کرنے کے بعد برطانوی حکومت سے مجاہد عالم دین ابوقتادہ فک اللہ اسرہٗ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔

۲۲ فروری ۲۰۰۹ کو مجاہدین نے ساحلی صوبہ جیجل میں گیس کی تنصیبات پر حملہ کیا جس میں ۹ سیکورٹی اہلکار ہلاک ہوئے۔

جولائی ۲۰۰۹ میں چینی حکومت کی طرف سے سنکیانگ کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے ردعمل میں الجزائر میں مصروف کار چینی باشندوں پر حملے کی دھمکی دی گئی۔

جولائی ۲۰۰۹ ہی میں القاعدہ راہنما عبدالمالک حفظہ اللہ نے برقعہ پر پابندی پر فرانس کے خلاف جہاد کا اعلان کیا۔

۱۹ دسمبر ۲۰۰۹ کو مجاہدین نے موریطانیہ سے دو اطالوی اغوا کیے۔ العربیہ چینل پر نشر کیے جانے والے بیان میں مجاہدین نے اس کارروائی کو اٹلی کی فوج کی جانب سے افغانستان میں جاری جارحیت کا ردعمل قرار دیا۔ اس طرح نائیجیریا سے بھی مجاہدین نے دو ہسپانوی باشندوں کو اغوا کیا ہے جن میں سے ایک نے مجاہدین کی قید میں اسلام قبول کر لیا ہے۔ (الحمدللہ)

آخر میں ہم امیر تنظیم القاعدہ (مغرب اسلامی) شیخ ابومصعب عبدالودود حفظہ اللہ کا ایک قول نقل کرتے ہیں: ''آج مسئلہ حجاب کا ہے تو کل شاید نماز، روزے اور حج تک نوبت جا پہنچے۔ ہم خوب سمجھتے ہیں کہ فرانسیسی سیاستدانوں کے دل میں چھپا کینہ وبغض ابھی اور بڑھے گا۔ اور مختلف انواع واقسام کی شکلوں میں سامنے آئے گا۔ اس لیے ہم تمام اہل ایمان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اس عداوت کا مقابلہ اس سے بھی زیادہ عداوت سے کریں۔ فرانسیسی اگر اہل ایمان کو شعائر دین سے روکنا چاہیں تو وہ اس کے بالمقابل دینی تعلیمات سے مزید مضبوطی سے چمٹ جائیں۔ چاہے وہ فرائض وواجبات ہوں یا مستحبات جہاں تک ہمارا یعنی تنظیم القاعدہ مغرب اسلامی کا تعلّق ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم اس اشتعال انگیزی اور مظالم پر خاموش نہ بیٹھیں گے۔ جب تک فرانس اپنے جرائم سے باز نہیں آجاتا ہم ہر ممکن طریقے سے ہر ممکن مقام پر اس سے اپنے بہن بھائیوں کا انتقام لیں گے''۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مجاہدین کی ان کاوشوں کا نتیجہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی صورت میں ظاہر کرے۔ آمین

☆☆☆☆☆

ملا عبدالرزاق اخوند سے انٹرویو

(مجاہدین کے مسئول عسکری ملا عبدالرزاق اخوند سے مرجاہ میں مجاہدین کی جنگی صلاحیتوں کے بارے میں گفتگو، اتوار، ۱۴ فروری ۲۰۱۰)

سوال: معزز بھائی ملا عبدالرزاق، قارئین کو ضلع مرجا میں ہونے والی پیش رفت سے آگاہ کیجیے۔

جواب: اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو مجاہدین کا محافظ ہے اور امام المجاہدین ﷺ پر سلامتی ہو، ان کی آل، اصحاب اور ان سب پر جو ان کے پیرو ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''بیشک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تم پر چڑھ آئیں گے اسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحبِ نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔'' (ال عمران: ۱۲۵)

الحمدللہ، صوبہ ہلمند میں امارت اسلامیہ کے مجاہدین، خصوصاً مرجاہ میں جنگ کے لیے بہت مستعد ہیں اور قابض صلیبیوں کے خلاف بہت عالی ہمت اور بلند حوصلے سے سرشار ہیں، ہم نے یہ تیاریاں ابھی حملہ ہونے پر شروع نہیں کیں، بلکہ پہلے ہی سے امارت اسلامیہ کے شعبہ عسکری امور کے قائدین کی زیر نگرانی شروع کر رکھی تھیں، اس بات کے پیش نظر کہ قابض صلیبیوں کی جانب سے ایسا حملہ متوقع تھا، تاکہ ہم ان کے حملوں کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو پسپا ہونے پر مجبور کر سکیں۔

سوال: مرجاہ کے میدان میں موجود مجاہدین کی نظر میں کیا یہ حملہ ایک عام سا حملہ ہی ہے جس میں عسکری اعتبار سے کوئی جدّت نہیں؟

جواب: ماہرانہ تجربے کی بنیاد پر میں اس جنگ کو عسکری جنگ نہیں بلکہ پروپیگنڈے کی جنگ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ابھی پورے پورے اضلاع ہیں مثلاً بغران یغنین، دشو اور وشیر جو مجاہدین کے ہاتھ میں ہیں اور وہاں مکمل طور پر ان کا تصرف ہے۔ اسی طرح صوبہ کے وسط میں بہت وسیع علاقے میں اور اس صوبے (ہلمند) کے بہت سے میدان مجاہدین کے پاس ہیں، اس حد تک کہ کچھ علاقوں میں تو دشمن صرف فضائی راستے سے ہی داخل ہوسکتا ہے۔ دشمن ان علاقوں پر قابو رکھنے میں بالکل نااہل ہے۔ وہاں پر ''چیتے کا پنجہ'' اور ''خنجر'' نامی آپریشن ہوئے جو پچھلے سال جولائی میں بغیر کسی نتیجے کے ختم ہوگئے۔ دشمن نے اپنی گزشتہ ناکامیوں اور نقصانات پر پردہ ڈالنے اور موسم بہار میں مجاہدین کے نئے آپریشن سے بچنے کے لیے بہار سے دو مہینے پہلے مرجاہ میں حملے کا اعلان کیا ہے۔

مرجاہ ہلمند صوبے میں نادعلی ضلع کا عام سا علاقہ ہے، جہاں پر دشمن اب تک قبضہ نہیں کر سکا اور ایک عسکری سینٹر اس کی نذر کر چکا ہے۔ علاقے کے اعتبار سے یہ جگہ بہت چھوٹی اور محدود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک زرخیز زرعی علاقہ ہے۔ مرجاہ کے شمال میں ناور کا تاریخی ضلع ہے جو نادعلی ضلع میں آتا ہے۔ اس کے جنوب میں ضلع گرمسیر ہے اور اس کے مغرب میں ضلع نواہ ہے۔ مشرق میں خانشین اور دلارم کے اضلاع ہیں۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ رقبے کے لحاظ سے یہ چھوٹا سا علاقہ ہے، لیکن دشمن اپنے پروپیگنڈے میں اس کو بڑا کر کے پیش کر رہا ہے، گویا یہ جنوب اور مغرب کے مجاہدین کے لیے مرکز ہے۔ اس علاقے میں مجاہدین پر دباؤ ڈالنے کے لیے دشمن نے گزشتہ ایک ہفتے سے جنگی پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے، وہ ایسا ظاہر کر رہے ہیں گویا ان کو وہاں کے رہائشیوں سے بہت ہمدردی ہے، ان کو وہ جگہ خالی کرنے کو کہا گیا ہے اور ان کے اور مجاہدین کے لیے جہازوں سے کتابچے پھینک رہے ہیں۔ انہوں نے مغربی ذرائع ابلاغ کو اس کام پر لگایا ہوا ہے کہ وہ ہر لمحہ ان کے پہلے سے طے شدہ نتائج کی تشہیر کریں، اور انہوں نے اس جنگ کے ذرائع ابلاغ اور پروپیگنڈے کے ثمرات اکٹھا کرنے کی پوری پوری کوشش کر ڈالی ہے۔

اس سارے پروپیگنڈے کا بنیادی ہدف افغانستان میں شکست خوردہ عسکری جنرل سٹینلے میک کرسٹل کی ساکھ اور رتبے کو برقرار رکھنا ہے، چاہے محض عارضی طور پر ہلمند کے کسی چھوٹے سے گاؤں پر قبضہ کر لیں اور ٹی وی پر مغربی دنیا کو اس کی تصاویر دکھا دیں۔ اس لیے کہ وہ افغانستان میں مجاہدین کی کامیابیوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ مجاہدین کے مقابلے میں ان کے سپاہیوں کی مسلسل شکست نے ان کی ساکھ اور مرتبے پر سوالیہ نشان ڈال دیا ہے۔ ان کی عوام اپنی عسکری اور دفاعی قابلیت کے بارے میں شک کرنے لگی ہے۔ لہذا، میک کرسٹل اور شکست خوردہ صلیبی اتحاد کے دیگر جنرل، اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ زندہ کرنا چاہتے ہیں، اور اس کے لیے انہوں نے ہلمند کے ایک بہت چھوٹے اور محدود علاقے پر قبضہ شروع کیا ہے اور مرجاہ کی پروپیگنڈا مہم کا اعلان کیا ہے۔

اگر مرجاہ پروپیگنڈے کی جنگ نہیں ہے تو پھر دشمن نے اس صوبے کے باقی اضلاع پر قبضے کا اعلان کیوں نہیں کیا حالانکہ وہ عسکری اور حکمت عملی کے اعتبار سے مرجاہ سے زیادہ اہمیّت کے حامل ہیں؟ یہ پورے پورے اضلاع ہیں جن کے مقابلے میں مرجاہ تو ایک ضلع کا بھی چھوٹا سا علاقہ ہے۔

سوال: میدانِ جنگ میں دشمن کے حملوں کے خلاف آپ کی عسکری تیاریاں کیا ہیں؟

جواب: اللہ عزوجل کی مدد و نصرت سے ہم نے دشمن کو تباہ کرنے اور اس کو اس علاقے میں پھنسانے کے لیے موثر حکمت عملی اپنائی ہے۔ میں ان میں سے کچھ کو آپ کے سامنے رکھ سکتا ہوں:

(الف) ہم نے مرجاہ جانے والی تمام عوامی اور نجی سڑکوں پر ٹائم والی بارودی سرنگیں بچھا دی ہیں۔ اور مقامی شہریوں کی حفاظت کے لیے مجاہدین کو ان سڑکوں کی نگرانی پر مامور کیا ہے۔

(ب) ہم نے ان علاقوں میں جہاں دشمنوں کے جمع ہونے کا امکان ہے، مجاہدین کے استشہادی دستوں کوتعین کیا ہے۔

(ج) بھاری اور چلتی گاڑیوں کونشانہ بنانے کے لیے ہم نے بھاری اور دور تک مارنے والا اسلحہ تقسیم کیا ہے۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ آپ مرجاہ کی جنگ میں دشمن کے خلاف دوبدو جنگ کی تدابیر اختیار کررہے ہیں؟

جواب: صرف مرجاہ میں نہیں بلکہ ملک کے مختلف علاقوں میں حاصل ہونیوالے تجربے کی بنیاد پر، دشمن کے خلاف ہم اپنی تدبیریں جنگ اور میدان کی صورتحال دیکھ کر اختیار کرتے ہیں۔ مجاہدین نے 'مارو اور بھاگو' کی حکمت عملی سے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ مرجاہ کا علاقہ اور اس کی زرعی نہروں کا محل وقوع اس طرح کی جنگوں کے لیے بہت موزوں ہے۔ یہاں پر محفوظ مقامات ہیں جہاں سے مجاہدین کمین لگا سکتے ہیں اور دشمن پر غیر متوقع حملے کرکے وہاں لوٹ سکتے ہیں۔ مزاحمت کے دوران ہم وہ تدابیر اختیار کرتے ہیں جن سے ہم زیادہ کامیابیاں حاصل کرنے کے قابل ہوسکیں۔

سوال: آپ کو اس جنگ میں اپنی فتح کا کتنا یقین ہے؟

جواب: یہاں میں معاملہ اللہ کے علم پر چھوڑتا ہوں۔ ہماری کامیابی یا ناکامی کے سارے فیصلے اس کی مرضی پر مبنی ہیں۔ کامیابی کی صورت میں ہم اپنی عسکری طاقت یا جنگی تیاریوں کی وجہ سے فتح یاب نہیں ہوتے بلکہ اس کی نصرت اور مدد پر انحصار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی کتاب کے ذریعے یہ رہنمائی دی ہے کہ: ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا، اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون تمہاری مدد کرسکتا ہے؟ مومنین کو تو بس اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔'' (ال عمران: ۱۶۰)

اگر فتح صرف مادّی اور عسکری قوت کے بل پر ملتی ہے تو اب تک امریکہ اور برطانیہ کو ہلمند کے تمام علاقوں پر قابض ہوجانا چاہیے تھا۔ ۵۸،۵۸۴ (اٹھاون ہزار پانچ سو چوراسی) مربع کلومیٹر کے اس صوبے پر قبضہ کرنے کے لیے انہوں نے درجنوں جنگوں میں اپنے سینکڑوں سپاہی، جو سرتاپا، تباہ کن اسلحہ اور دنیا کی مہلک ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہوتے ہیں جھونک دیے ہیں۔ ان کی مدد کے لیے ٹورناڈو، اپاچی، F-16 طیارے اور ابرام اور چیفٹین ٹینک موجود ہوتے ہیں۔ تربیت یافتہ امریکی مرینز اور برطانیہ کی خصوصی فورسز ان جنگوں میں حصّہ لے چکی ہیں، اور ان کے پاس خبرگیری اور جاسوسی کے جدید ترین ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں۔

مزید یہ کہ انہوں نے اپنے سپاہیوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے ایک بہت بڑی پروپیگنڈا مہم کا آغاز کررکھا ہے۔ اسکے باوجود مجاہدین کے ہاتھوں جو بے سروسامان ہیں وہ بہت سی شکستیں کھا چکے ہیں۔ ہر جنگ کے اختتام پر ہم دشمن کے فوجیوں کی کثیر تعداد کو مردہ اور زخمی حالت میں دیکھتے ہیں، ان کے بہت سی سواریاں اور جدید آلات تباہ ہوچکے ہوتے ہیں، اور واشنگٹن اور لندن کی سڑکوں پر ان کے مقتولین کے لیے سوگ منایا جارہا ہوتا ہے۔

سوال: مرجاہ میں کتنے مجاہدین سرگرم ہیں؟

جواب: کچھ جنگی وجوہات کی بنا پر میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اپنے سرگرم مجاہدین کی تعداد بتانا مناسب نہیں۔ لیکن مجموعی طور پر، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے پاس خاصی تعداد میں مجاہدین ہیں جو دشمن کا اچھی طرح مقابلہ کرسکتے ہیں۔ پورے ملک میں اور خصوصاً ہلمند میں مزاحمت اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ سارے لوگ مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ مجاہدین کی تعداد کا اندازہ دراصل کسی بھی علاقے کے مقامی افراد کی تعداد سے لگایا جاسکتا ہے، یعنی اگر کسی علاقے کے رہائشیوں کی تعداد زیادہ ہوتو وہاں کے مجاہدین کی تعداد بھی زیادہ ہوگی۔ اس حقیقت کی روشنی میں ہمارے پاس مرجاہ میں دوقسم کے مجاہدین ہیں: مسلح مجاہدین اور غیر مسلح مجاہدین۔

ہمارے مسلح مجاہدین منظّم تدابیر اور مجموعات کی صورت میں دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں جبکہ غیر مسلح مجاہدین علاقے کے وہ نوجوان ہیں جو اسلحہ کی کمی یا تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اپنے گھروں میں مقیم ہیں، اور ہر لمحہ مجاہدین کی مدد اور تعاون کے لیے مستعد ہیں۔ چنانچہ وہ ہمارے لیے کمک کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہم ضرورت پڑنے پر استعمال کرتے ہیں۔ ان ریزرو مجاہدین کی تعداد ہزاروں نوجوانوں تک پہنچ جاتی ہے۔

ایک دوسرے نقطہ نگاہ سے، ہلمند صوبے کے سارے مجاہدین مرجاہ کی جنگ میں عملی طور پر دفاع میں شریک ہیں۔ مرجاہ پر حملے کے ساتھ ہی انہوں نے دشمن کے پختہ اور نقل پذیر اہداف کونشانہ بنانا، ان کے عسکری کیمپوں پر حملے کرنا اور ان کے فوجی قافلوں کو روڈ سائیڈ بموں کے ذریعے اڑانا شروع کردیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ امارت اسلامیہ کی عسکری کمیٹی نے کس طرح تعاون اور اتحاد کی فضا پورے ملک میں قائم کی ہے، اور اس کو عملی طور پر پچھلے چھ سال سے ہلمند صوبے میں کارآمد بنایا جارہا ہے، جو بہت نتیجہ خیز ثابت ہوا ہے۔

سوال: ایک عسکری قائد کی حیثیت سے، آپ کے خیال میں صلیبی حملہ آور فوجیں ہلمند صوبے پر اتنی توجہ کیوں دیتے ہیں، اور اس صوبے میں پورے ملک میں سب سے زیادہ فوجیں تعینات کی جاتی ہیں؟

جواب: اس صوبے میں امریکہ اور برطانیہ کی توجہ بڑھ جانے کی عسکری، سیاسی، سیکیورٹی اور معاشی وجوہات ہیں، جن کا میں یہاں اختصار کے ساتھ ذکر کروں گا:

۱۔ صوبہ ہلمند ایران کی سرحد کے قریب ہے۔ برطانیہ اور امریکا ایران کی سرحد پر عسکری اور جاسوسی بیس کیمپ قائم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایران کے سیکیورٹی، عسکری اور جاسوسی اداروں پر نظر رکھ سکیں اور ان کو ڈرا دھمکا سکیں۔

۲۔ صوبہ ہلمند کو عالمی سطح پر ہیروئن کی کاشت کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ امریکی اور برطانوی مافیا کمپنیاں یہاں تمباکو کی کاشت کرتے ہیں اور افغانستان کے باہر جہازوں کے ذریعے سمگل کرکے بازار میں بیچتے ہیں۔ امریکہ اور برطانیہ اپنی پوری کوشش کررہے ہیں کہ ہلمند پر مکمل قابض ہونے کے بعد ہیروئن کی کاشت کے مراکز کو اپنے ہاتھ میں لے لیں تاکہ اس کی کاشت مکمل نگرانی کے تحت آجائے۔ وہ اس میں مزید بہتری پیدا کریں گے اور اس سے بہت سا منافع کمانا چاہتے ہیں۔

۳۔صوبہ ہلمند ایران کے نزدیک ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بھی قریب ہے خصوصاً پاکستان کے صوبے بلوچستان کے ساتھ جہاں گوادر میں چین کی مدد سے ایک بہت بڑی بندرگاہ تعمیر کی جارہی ہے۔اس کے علاوہ دیگر بڑے بڑے منصوبے بھی ہیں۔اس بندرگاہ کی حریف ملک چین کی معیشت کے لیے، بہت زیادہ اہمیّت ہے، نیز یہ امریکہ اور برطانیہ کے لیے افغانستان میں سمندری راستے کے لیے بہت اہم ہے۔امریکی اور برطانوی اس بات کے پیاسے ہیں کہ افغانستان میں اپنی رسد کی فراہمی کے لیے انہیں کوئی چھوٹا سمندری راستہ مل سکے۔امریکہ کی تجارتی طور پر ایشیاء پر غالب آنے کی خواہش، خصوصاً وسطی ایشیاء پر، اسی بندرگاہ سے تعلّق رکھتی ہے۔اس راستے تک پہنچنے کا سب سے آسان ترین ذریعہ ہلمند پر مکمل کنٹرول ہے۔

۴۔ہلمند کے سٹریٹیجک مقام ہونے کے علاوہ یہاں پر وسیع قدرتی وسائل کے ذخائر، جن میں یورینیم بھی شامل ہے پائے جاتے ہیں، اب انگریزی قابض افواج تیزی تیزی ان کو نکال رہے ہیں۔کرزئی حکومت میں کانوں کی وزارت کے ایک افسر نے گمنام رہنے کی شرط پر میڈیا پر یہ بات ظاہر کی۔مقامی لوگوں میں عینی شاہدین کے مطابق، انگریزی افواج ضلع سنگین میں بڑی بڑی کھودنے والی مشینیں لائے ہیں، اور یورینیم نکالنا شروع کر چکے ہیں۔اس جگہ روزانہ بہت سے مال بردار جہاز دیکھے گئے ہیں۔

۵۔تینوں جنوب مغربی صوبے، قندھار، ہلمند اور ارزگن، وہ علاقے ہیں جہاں سے امارت اسلامیہ کے قائدین اور اس کے بہت سے اہم ممبران کا تعلّق ہے۔امارت اسلامیہ کا قیام بھی وہیں ہوا تھا۔امریکی اور برطانوی اس صوبے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ تینوں صوبوں پر کنٹرول حاصل کرسکیں، اور اپنے دعوے کے مطابق ، امارت اسلامیہ کی قابلیتوں کو ختم کرسکیں تاکہ ملک کے باقی حصّے پر آرام سے قبضہ کیا جاسکے۔

یہ کچھ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے صوبے ہلمند میں ان لوگوں کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔لیکن ان کی ساری کوششیں اور اہداف کچھ حیثیت نہیں رکھتے، کیونکہ ہلمند یا اس سے ملحقہ علاقے میں ان کے مذموم مقاصد پورے ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ہلمند کے رہائشی مسلمان ہیں جن کو اپنے صوبے میں امریکی اور برطانوی موجودگی کا بہت زیادہ احساس ہے۔اس خطے کا ہر بوڑھا اور جوان ہلمند کی مٹی کے ایک ایک ذرے کے دفاع کے لیے اور مقبوضہ افواج کے خلاف جہاد کے لیے تیار ہے۔

سوال: آپ مرجاہ میں لڑنے والے مجاہدین کے حوصلے کا کیسے اندازہ لگا سکتے ہیں؟

جواب: مرجاہ کے مجاہدین عزت اور شان کے ساتھ کھڑے ہیں، ان کے حوصلے بہت بلند ہیں، اور ان میں سے ہر ایک، جہاد کی خندقوں میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت دہرا رہا ہے: ''بیشک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تم پر چڑھ آئیں گے اسی آن تمہارا رب پانچ ہزار صاحبِ نشان فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا۔'' (ال عمران: ۱۲۵)

ان کی درخواست ہے کہ ان کے تمام مسلمان بھائی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں، اور اس مقابلے میں ان کے لیے اللہ سے ثابت قدمی اور راستبازی کا سوال کریں اور یہ دعا کریں کہ اس دور کا فرعونی طاغوت ان کے ہاتھوں گرے۔

سوال: اخباری رپورٹوں کے مطابق مرجاہ میں پچھلے تین دنوں میں دشمن سے مختلف علاقوں میں مسلسل جنگیں ہورہی ہیں، کہا جارہا ہے کہ دشمن نے کچھ میدانوں میں چھاتہ دار سپاہی بھی اتارے ہیں۔کیا آپ ان دنوں میں ہونے والی عسکری اور جہادی کامیابیوں کے حوالے سے کچھ عمومی باتیں بتاسکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، جارح دشمن نے پچھلے تین دنوں کے دوران متعدد بار مرجاہ پر حملہ کیا ہے۔ لیکن، اللہ کی مدد سے، ہر دفعہ اسے بہت سا نقصان برداشت کرنا پڑا اور پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ابتدا میں دشمن نے اپنی افواج ستانی صحرا میں جمع کیں اور راکٹوں سے حملہ کیا۔ دوسرے دن انہوں نے تاریخ ناور اور جارراہی شرین جان سے حملہ کیا اور اس کی افواج آگے بڑھیں۔یہاں پر اس کی متعدد عسکری گاڑیاں بارودی سرنگوں کے ذریعے تباہ ہوئیں اور اس کی سپاہ کا بھی نقصان ہوا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پچھلے کچھ دنوں میں مرجاہ کے آس پاس کے علاقوں مثلاً ابداللہ قلاف، شاملن اور قاری سعدی میں دشمن کے بہت سے سپاہی مجاہدین کے حملوں اور دھماکوں میں مر چکے ہیں۔اسی طرح ان کی بہت سی فوجی گاڑیاں اور مائن سویپر تباہ ہو چکے ہیں۔ان کے حملوں کا بھرپور جواب دیا گیا جس سے وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوگئے۔اللہ کے فضل سے ان معرکوں میں ہمارے کچھ مجاہدین بھی شہید ہوئے ہیں۔

پچھلے کچھ دنوں کی جنگوں میں دشمن میدان میں آگے بڑھنے اور دوبدو مقابلے میں ناکام رہا ہے۔مجاہدین کی بہادرانہ مزاحمت نے اس کو بہت نقصان پہنچایا ہے کہ وہ اپنی سٹریٹیجی تبدیل کرنے پر مجبور ہوگیا ہے۔انہوں نے پچھلے سال کی طرح رات میں حملے کیے اور اس کے متعدد فوجی رات کو لاوی جرراہی کے علاقے میں اترے، جس کے لیے ہمارے مجاہدین پہلے سے ہوشیار تھے۔مجاہدین نے فوراً ان پر حملہ کیا، ان کا مقابلہ کیا اور یہ جنگ ابھی تک جاری ہے، لیکن دشمن ابھی تک اس علاقے سے کسی بھی سمت میں آگے نہیں بڑھ سکا۔یہ وہ آخری حربہ ہے جس پر دشمن نے انحصار کیا ہے۔اگر وہ اسی طرح کرتا رہے تو اپنے سپاہیوں کو محاصرے اور خطرے میں ڈال دے گا، اور انشاءاللہ اسے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

امیر عبدالرزاق، جزاک اللہ آپ نے ہمیں جنگ کے ان نازک لمحات میں گفتگو کا موقع دیا۔ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کو آپ کے دشمنوں کے خلاف فتح و کامیابی سے نوازے۔

کمانڈر عبدالرزاق: جزاک اللہ۔

☆☆☆☆☆

کرزئی، ناٹو......جانا ہے یا بھاگنا؟

مظفر اعجاز

افغان صدر حامد کرزئی نے اتحادیوں کو انتباہ کیا ہے کہ میں طالبان کی صفوں میں شامل ہوسکتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر امریکہ اور ناٹو نے افغانستان میں مداخلت بند نہ کی تو طالبان کی مزاحمت جائز بن جائے گی۔ دوسری طرف ناٹو نے اُسے مشورہ دیا ہے کہ طالبان سے مفاہمت میں جلد بازی نہ کرے، اپنی شرائط پر مذاکرات کریں گے۔ یہ انکشاف گزشتہ دنوں ارکانِ پارلیمنٹ سے صدر کرزئی کی ملاقات کے دوران ہوا ہے جب وہ ان ارکان سے الیکشن کمیشن اور اس کے ذیلی اداروں کا کنٹرول اقوام متحدہ سے لے کر اپنے ہاتھ میں مرتکز کرنے پر زور دے رہا تھا۔ فوری طور پر امریکی سفارت خانے نے اس کے بیان پر ردعمل نہیں دیا ہے لیکن ناٹو کے ترجمان نے کہا ہے کہ وہ طالبان سے مصالحت میں جلد بازی نہ کرے ورنہ یہ عمل پائیدار اور مضبوط نہیں ہوگا۔ ایک امریکی سفارت کار کا کہنا ہے کہ اگر یہ مفاہمتی عمل شروع ہو بھی گیا تو کسی نتیجے پر پہنچنے میں تین سال لگیں گے۔ اس کے خیال میں پیچیدگیاں بہت ہیں۔ ناٹو کے کمانڈر جنرل اسٹینلے کے مشیر گراہمی لیمب نے بھی زور دیا ہے کہ طالبان سے اپنی شرائط پر بات کی جائے۔

امریکیوں کا خیال ہے کہ طالبان کو کمزور کیے بغیر ان سے مذاکرات نہ کیے جائیں۔ وہ کون سے حالات ہوسکتے ہیں جن میں امریکہ کی اجازت اور مرضی سے امریکی اور ناٹو چھتری تلے افغانستان لا کر صدر بنایا جانے والا حامد کرزئی بھی بول پڑا کہ میں طالبان کی صفوں میں شامل ہو جاؤں گا۔ ان حالات میں اندازہ صرف کرزئی کر سکتا ہے یا امریکی و ناٹو فورسز۔ کیونکہ افغانستان سے باہر رہنے والوں کو اس کا اندازہ بھی نہیں ہے کہ افغانستان میں امریکی و ناٹو فورسز اور افغان حکومت اور اس کے اہل کاروں کا کیا حال ہے۔ بیرونی دنیا میں جن کو حکمران کہا جاتا ہے وہ افغانستان کے اندر سیکورٹی کے حصار میں قید رہتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس قسم کی خبروں کو یکجا کر کے پڑھنے سے ہوسکتا ہے: ۱۹ جنوری ۲۰۱۰ء صرف ۲۰ مجاہدین نے ۴۳ ممالک کی زیر سرپرستی قائم افغان حکومت کے مرکز کابل میں صدارتی محل کے قریب مرکزی بنک، وزارت انصاف و تعلیم سمیت کئی اہم عمارتوں پر بیک وقت دھاوا بول دیا۔ ایک شاپنگ سنٹر پر بھی قبضہ کر لیا، ۷ مجاہدین شہید ہوئے اور دو درجن افغان فوجی مارے گئے۔ ۲۹ جنوری کو ہلمند کے ضلع لشکر گاہ میں بھی اسی نوعیت کی واردات ہوئی جس میں ۴۵ فوجی مارے گئے۔ مجاہدین کے ذرائع نے تو ۱۹ جنوری کے واقعہ میں ۱۱۰ فوجیوں کے قتل کا دعویٰ کیا تھا۔ اس روز صوبہ وردگ میں ایک امریکی جاسوس طیارہ گرایا گیا، بادغیس میں ناٹو کے قافلے پر حملہ ہوا، ہلمند میں ناٹو کے قافلے پر حملہ ہوا جس میں کئی گاڑیاں تباہ اور ایک درجن فوجی ہلاک ہوئے۔ اسی روز قندھار میں حملے میں ۷۰ فوجیوں کی ہلاکت کا دعویٰ بھی کیا گیا۔ یہ اور اسی قسم کے ۱۴ حملے صرف ایک روز میں پورے افغانستان میں ہوئے اور ان میں دوسو سے زیادہ افغان و ناٹو فوجیوں کی ہلاکت کی اطلاعات ہیں۔ یہ صرف ایک روز کی رپورٹ ہے جو منظر عام پر آ گئی۔ ورنہ کوئی دن نہیں گزرتا جب پورے افغانستان کے طول و عرض میں ناٹو اہل کاروں اور افغان فوجیوں کو نشانہ نہ بنایا جاتا ہو۔

اگرچہ مجاہدین کے دعووں کی آزاد ذرائع سے کوئی تصدیق نہیں ہوئی ہے، لیکن ہم آزاد ذرائع کس کو کہیں؟ امریکی اور ناٹو اتحادی تو ایک درجن مرتبہ طالبان اور القاعدہ کی کمر توڑ چکے ہیں، پاکستانی حکام بھی یہی کمر کئی مرتبہ توڑ چکے ہیں۔ اگر پاکستان اور امریکی و ناٹو حکام کے دعووں کو ۵۰ فیصد درست مان لیں تو مجاہدین کے دعووں کو بھی ۳۰ فیصد تو درست ماننا جائے گا۔ پھر خود اندازہ کر لیں کہ کرزئی امریکی سیکورٹی رکھنے کے باوجود طالبان سے مذاکرات اور مصالحت کے لیے بے چین کیوں ہے؟ ویسے ابھی تو یہ بھی پتا نہیں کہ کرزئی کون سے طالبان سے مذاکرات اور مصالحت کرے گا اور طالبان کی صفوں میں شامل ہونے کے لیے الیکشن کمیشن اور اس کے ماتحت اداروں کا اس کے کنٹرول میں نہ ہونے سے کیا تعلّق ہے۔ اگر الیکشن کمیشن اس کے کنٹرول میں آ جائے تو کیا وہ طالبان کی صف میں شامل ہو جائے گا؟

نوائے افغان جہاد کی ویب سائٹ کھولیں تو ۱۶ جنوری ۲۰۱۰ سے ۱۵ فروری ۲۰۱۰ کے دوران طالبان کی کارروائیوں کی جو رپورٹ سامنے آتی ہے وہ یوں ہے: فدائی حملے ۹، چیک پوسٹوں پر حملے ۱۷۰، بارودی سرنگ اور ریموٹ کنٹرول حملے ۹۷، میزائل، راکٹ مارٹر حملے ۲۱، جاسوس طیاروں کی تباہی ۳، گاڑیوں کی تباہی ۹۷، ٹینک، بکتر بند گاڑیاں تباہ ۱۳۶، آئل ٹینکرز ۲۲، ہیلی کاپٹر ۳، افغان فوجی ۲۹۰ اور صلیبی فوجی (ناٹو) ۸۷۷ ہلاک۔ ان دعووں کی تصدیق کسی ''آزاد'' ذریعے سے نہیں ہوئی لیکن کرزئی کی بے چینی، ۲۸ جنوری کی لندن کانفرنس اور افغانستان سے نکلنے کے طریقوں پر بات چیت...... یہ سب بتاتی ہے کہ مجاہدین کے ان دعووں میں کوئی نہ کوئی صداقت تو ہے۔ رہا حامد کرزئی، تو شاید اس کے خیال میں الیکشن کمیشن قابو میں آ جائے تو وہ ہمیشہ صدر رہے گا۔ امریکی سفارت کار کا خیال ہے کہ طالبان کو کمزور کر کے مذاکرات کیے جائیں۔ لیکن جناب کمزور سے تو آپ کبھی مذاکرات کرتے ہی نہیں، کمزور پر تو بم برساتے ہیں، اسے اغوا کرتے ہیں، قید کرتے ہیں، اسے جعلی عدالت کے جعلی مقدمے میں پھنساتے ہیں اور جعلی سزا سناتے ہیں۔ کمزور سے آپ کی دوستی کب ہوتی ہے! طاقت ور سے مذاکرات، تجارت، دوستی سب ہوسکتے ہیں۔ یہ ان کا خیال ہے کہ وہ طالبان کو کمزور کر رہے ہیں۔ افغانستان اور پاکستان میں جتنی غیر ملکی مداخلت ہونی تھی ہو چکی، اب غیر ملکی کمزور اور مقامی طاقت ور ہو رہے ہیں۔ فیصلہ غیر ملکی قوتوں کے ہاتھ میں ہے، وہ جانا چاہتے ہیں یا بھاگنا!!!

☆☆☆☆☆

اوباما کا دورہ کابل "بہادری" کی داستان شرم

رؤف عامر

امریکی صدر باراک اوباما نے اپریل کی ایک اتوار کو کابل کا مختصر ترین دورہ کیا جو پانچ گھنٹے پر محیط تھا۔ اوباما کا یہ دورہ انتہائی خفیہ تھا۔ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی۔ اوباما انتخابی مہم کے دوران یہاں دن کی جھلملاتی روشنیوں میں کشاں کشاں آیا تھا مگر اب سب کچھ الٹ پلٹ تھا۔ وہ رات کی تاریکیوں میں بدنام زمانہ بگرام ایربیس پر وارد ہوا اور پھر روشنیوں کے پھوٹنے سے پہلے وہ پیا گھر سدھار گیا۔ بگرام ایربیس مجاہدین پر چنگیزی مظالم ڈھانے کی پاداش میں افغانستان کا گوانتاناموبے کہلاتا ہے۔ آندھی کی قاتل لہروں کی طرح آنے اور طوفانی بگولوں کی رفتار سے واپس جانے والے اوباما نے ایربیس پر امریکی فوجیوں کے ساتھ ہاتھ ملایا۔ کچھ کے ساتھ جگت بازی کی۔ اوباما اور کرزئی کے مابین صرف بیس تا پچیس منٹ ملاقات نوش کی۔ اوباما کی آمد پر بگرام ایربیس پر ڈھائی ہزار فوجیوں نے سیکورٹی کے فرائض انجام دیئے۔ اب سوال تو یہ ہے اوباما کی آمد کا کیا مقصد تھا کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا؟ کیا امریکی فورسز کا انخلا ۲۰۱۱ تک پورا ہو جائے گا؟

اوباما نے حال ہی میں امریکہ میں منعقد ہونے والے پاک امریکہ سٹریٹجک ڈائیلاگ کے فوری بعد کابل کا دورہ کیا اور یہی وہ نقطہ ہے جو سفارتی تجزیہ نگاروں کے ہاں قابل بحث بنا ہوا ہے؟ اُس کے دورے کو دو موضوعات کے حوالے سے پرکھا جاسکتا ہے۔ اول اوباما چاہتا ہیں کہ افغانستان میں ایسی اصلاحات نافذ ہوں کہ افغان نیشنل فورس انخلا کے بعد اپنی ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دے۔ شاید اوباما نے کرزئی کو جو لیکچر دیا اور جن پندونصائح کی تبلیغ کی وہ پہلے موضوع کی صداقت کو بیان کرتا ہے۔ اوباما کے لیکچر کا نچوڑ یوں بنتا ہے۔ کرپشن کے گراف کو کم کیا جائے۔ انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ منشیات کی سمگلنگ کو روکا جائے۔ افغان حکومت میں مختلف قبائل اور جغرافیائی خطوں میں بسنے والوں کو نمائندگی دی جائے تا کہ سیاسی استحکام پھل پھول سکے۔ دوم عالمی میڈیا کے تبصروں میں دورہ امریکہ اپنے تھکے ماندے فوجیوں کے مورال کو اپ کرنے کی کڑی ہے۔ اوباما نے فوجیوں کو بتایا کہ پوری قوم ان کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ امریکی فوجی بہت جلد اپنے گھروں میں ہونگے۔

امریکہ نے ۲۰۰۱ میں کابل اور ۲۰۰۳ میں بغداد میں لاکھوں بے گناہوں کو شہید کر کے قبضہ کر لیا۔ امریکی فورسز کا آج سے پانچ ماہ بعد بغداد سے اور کابل سے ۲۰۱۱ میں انخلا مکمل ہوگا۔ امریکی فوجیوں کی کابل میں تعداد ستر ہزار ہے۔ اوباما نے اپنی افغان پالیسی کی روشنی میں ۵۱ ہزار کا تازہ دم لشکر کابل بھیجنے کا اعلان کیا تھا۔ ۳۰ ہزار کا لشکر جرار کابل میں قدم رنجہ کر چکا ہے۔ کیا کرزئی اوباما کے نیو اوباما افغان آرڈر کی رو سے امریکیوں کی توقعات پر پورا اتر سکیں گے؟ امریکی عوام اور حکومتی زعما کرزئی پر اعتماد کھو چکے ہیں۔ انکے خیال میں کرزئی ۱۰ سالوں میں طالبان کا نعم البدل نہ بن سکا۔ طالبان نے جنگ زدہ تباہ حال ملک کو امن وامان کا گہوارہ بنا دیا۔ ملاعمر کے حکم پر پوست کی کاشت شجر ممنوعہ بن گئی۔ جرائم کی شرح ختم ہوگئی تھی مگر طالبان کے جانے کے بعد افغانستان ایک مرتبہ پھر آگ وخون کا دریا بن چکا ہے۔

اب یہاں یہ سوال امریکیوں کے لیے سردرد بن گیا ہے کہ کیا انخلا کے بعد کرزئی طالبان کا مقابلہ کر سکے گا؟ اگر امریکہ کرزئی کے تمام مطالبات تسلیم کر کے مطلوبہ وسائل مہیا کر دیتا ہے تو کیا حالات میں سدھار واقع ہوسکتا ہے؟ ان سوالات کا جواب اثبات میں دینا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ اسکی دو وجوہ ہیں۔ امریکی فورسز کا انخلا تو اگلے سال شروع ہو جائے گا مگر قرائن سے صاف دکھائی دیتا ہے کہ افغانستان کے پرآشوب حالات تین چار سال بعد بھی صلیبیوں کے ہاتھ میں آتے نظر نہیں آتے۔ یوں یہ صاف ظاہر ہے کہ امریکی فورسز کا انخلا کھٹائی میں پڑ سکتا ہے۔ یوں اگلے سال انخلا کے سپنے دیکھنے والے خوابوں کی نیند سے جاگ اٹھیں۔ کرزئی شاطر آدمی ہے۔ وہ اپنی چرب زبانی سے حکومتی تخت سے لپٹا رہے گا مگر بیساکھیوں کے بغیر وہ انقلاب لانے کا ایک فیصد ملکہ نہیں رکھتا۔ افغانستان میں سیکیورٹی کی خراب صورتحال اس بات کی غماز ہے کہ صلیبی اور آن کی کٹھ پتلیاں کرزئی وشمالی اتحاد وغیرہ ناکام ہو چکے ہیں۔

ناٹو کے جاری کردہ اعداد وشمار کے مطابق ۲۰۰۹ میں نیٹو پر ۷۰۰۰ حملے کیے گئے جبکہ ۲۰۰۸ میں یہ تعداد ۴ ہزار ۱۷۵، ۲۰۰۷ میں ۲۷۰۰ تھی۔ ۲۰۰۹ میں ۳۹۵ امریکی لقمہ اجل بن گئے۔ یہ تعداد پچھلے سالوں کی نسبت سے دوگنا ہے۔ اوباما صدر بننے سے پہلے کابل کے دورے سے لطف اندوز ہوتا رہا مگر اب طالبان کی جاں فروشی نے امریکیوں کے دلوں پر ہیبت مسلط کر رکھی ہے۔ اوباما اپنے دورے میں اسی کنفیوژن کا شکار تھا۔ وہ ہیلی کاپٹروں کے نرغے میں صدارتی محل میں وارد ہوا اور نصف گھنٹے کے بعد سپر پاور کا صدر ہیلی کاپٹروں کے جتھے میں بگرام ایربیس پہنچا جہاں اس نے بلٹ پروف جیکٹ پہن لی۔ امریکی صدر چپکے سے رات کے ۱۰ بجے چھ گھنٹے کا دورہ مکمل کر کے راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اوباما کے دورہ کابل سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امریکہ واپس جانے والا نہیں۔ امریکہ اپنی حکمت عملی کے تحت افغانستان میں براہ راست دخیل نہ ہوگا تاہم وہ یہاں ایسے موجود رہے گا جس طرح امریکی پاکستان میں خیمہ زن ہیں۔ اوباما جب اپنے ۲۵۰۰۰ فوجیوں کے سامنے ہمکلام تھا تو اُس نے فوجی جیکٹ زیب تن کر رکھی تھی۔ کہا جا رہا ہے کہ وہ اپنے فوجیوں پر یہ راز منکشف کرنا چاہتا تھا کہ وہ آئندہ امریکی فورسز کو امریکہ سے باہر نہیں بھیجے گا۔

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

افغانستان میں امریکہ کی شکست، نئی شہادتیں

شاہ نواز فاروقی

مثل مشہور ہے: گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے۔ لیکن یہ مثل مشہور نہیں ہے کہ وقت کی سپر پاور کی موت آتی ہے تو وہ افغانستان کا رخ کرتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ برطانیہ کی حدود میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ برطانیہ اس عالم میں افغانستان میں آیا اور بدترین شکست سے دوچار ہوا۔ سوویت یونین کا سکہ آدھی دنیا میں چلتا تھا اور سوویت یونین کی تاریخ تھی کہ وہ جہاں جاتا ہے وہاں سے واپس نہیں آتا۔ سوویت یونین اس طاقت اور اس تاریخ کے ساتھ افغانستان میں آیا، اور افغانستان میں اس کی طاقت کو بھی شکست ہوئی اور اس کی تاریخ کو بھی۔ سوویت یونین کے خاتمے کے بعد سے امریکہ خود کو دنیا کی واحد طاقت کہتا ہے۔ امریکہ اس حیثیت کے ساتھ افغانستان آیا لیکن افغانستان میں اُس کی طاقت اس کی سب سے بڑی کمزوری بن گئی ہے۔ اس لیے کہ امریکہ اس طاقت کے ذریعے نو برسوں میں مجاہدین کو شکست نہیں دے سکا، یہاں تک کہ اسے افغانستان سے واپسی کے لیے "چور دروازہ" تلاش نہیں ایجاد کرنا پڑ رہا ہے۔ اس منظر نامے میں تین سپر پاورز میں سب سے بدترین شکست امریکہ کی ہے۔ اس لیے کہ امریکہ اور مجاہدین میں ظاہری طاقت کا جو عدم توازن پایا جاتا ہے وہ پہلی دو مثالوں میں موجود نہیں تھا۔ امریکہ نے ایک ملک کی حیثیت سے جو عسکری قوت جمع کی ہے وہ انسانی تاریخ میں کسی کے پاس نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان میں امریکہ کی شکست انسانی تاریخ کی سب سے بڑی اور بدترین شکست بن گئی ہے۔

امریکہ اس شکست کا اعتراف کرنے سے گریزاں ہے اور اس کی وجہ ہے۔ وہ افغانستان میں اپنی شکست کا اعتراف کرے گا تو روئے زمین پر اس کے لیے جائے پناہ نہیں ہوگی۔ یہ تاریخ کا عجیب جبر اور لبرل جمہوریت کی عجیب دھوکہ دہی ہے کہ روسی معاشرہ ایک جبر زدہ اور بند معاشرہ تھا، اس کے باوجود روس کے صدر میخائل گورباچوف نے عوامی سطح پر افغانستان میں اپنی شکست کو تسلیم کیا اور افغانستان کو رِستا ہوا ناسور قرار دے کر وہاں سے واپسی کا اعلان کیا۔ لیکن امریکہ خود کو آزاد دنیا کا راہ نما، لبرل جمہوریت کی سب سے بڑی علامت اور آزادیٔ اظہار کا سب سے نمایاں استعارہ کہتا ہے لیکن اس کے باوجود اُس کے راہ نما افغانستان میں عوامی سطح پر اپنی شکست تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ تاہم امریکہ کے شکست تسلیم نہ کرنے سے کیا ہوتا ہے! ہر گزرتے دن کے ساتھ امریکہ کی شکست کے نئے مناظر سامنے آ رہے ہیں۔

یہ چند ماہ پہلے کی بات ہے کہ امریکہ افغانستان میں اچھے اور برے طالبان میں فرق نہیں کرتا تھا۔ اس کے لیے تمام طالبان برابر تھے۔ لیکن امریکہ کے صدر بارک اوباما کی جانب سے اس اعلان کے بعد کہ وہ سن ۲۰۱۱ سے افغانستان میں تعینات امریکی فوجیوں کو واپس بلانا شروع کردے گا، امریکہ کو اچانک طالبان میں اچھے اور برے طالبان نظر آنے لگے۔ بعض مصرین کا خیال ہے کہ امریکہ کی جانب سے طالبان میں یہ فرق طالبان کو تقسیم کرنے کی حکمت عملی ہے۔ اس تجزیے کو درست تسلیم کرلیا جائے تو بھی طالبان کے ایک حصّے سے مذاکرات کرنے کا اعلان افغانستان میں امریکہ کی شکست کی علامت ہے لیکن امریکہ کی شکست کا یہ مظہر قدرے پرانا ہو چکا ہے۔

افغانستان میں امریکہ کی شکست کا تازہ ترین مظہر یہ ہے کہ امریکہ کے صدر بارک اوباما نے کسی پیشگی اطلاع کے بغیر رات کے وقت افغانستان کا چھ گھنٹے پر محیط دورہ کیا۔ امریکہ کو افغانستان میں شکست کا سامنا نہ ہوتا تو بارک اوباما پیشگی اطلاع کے ساتھ افغانستان کا دورہ کرتا۔ افغانستان میں امریکہ کو بدترین ہزیمت کا سامنا نہ ہوتا تو اوباما دن کی روشنی میں افغانستان کا دورہ کرتا۔ امریکہ افغانستان میں فتح یاب ہو رہا ہوتا تو صدرِ امریکہ افغانستان میں کم از کم ایک دن تو قیام کرتا۔ لیکن مجاہدین کے خوف کی وجہ سے اوباما اعلان کے بغیر افغانستان آیا، رات گئے آیا اور رات ہی میں واپس لوٹ گیا۔ یہ صورت حال اس کے باوجود ہے کہ مجاہدین کے پاس افغانستان میں نہ طیارے ہیں، نہ ہیلی کاپٹر ہیں اور نہ ہی اب تک ان کے پاس دور مار میزائلوں کی موجودگی کا کوئی ثبوت ملا ہے۔ لیکن اوباما کا دورۂ افغانستان بھی اب پرانی خبر ہے۔

افغانستان سے آنے والی تازہ ترین خبر افغانستان کے صدر حامد کرزئی کا یہ بیان ہے کہ افغانستان کے صدارتی انتخابات میں بڑے پیمانے پر دھاندلی ہوئی مگر اس کا ذمہ دار وہ نہیں بلکہ مغرب کے وہ مختلف ادارے ہیں جو انتخابی عمل میں شریک تھے۔ کرزئی کا یہ بیان اتنا اہم تھا کہ بی بی سی ورلڈ نے اسے اپنی شہہ سرخی بنایا اور افغانستان میں انتخابی عمل میں شریک ایک یورپی اہل کار نے اسے "اپریل فول" بنانے کی ایک ناکام کوشش قرار دیا۔ لیکن حامد کرزئی اس بیان پر اکتفا کر کے نہیں رہ گیا ہے، اُس کا تازہ ترین دھماکہ اُس کی یہ دھمکی ہے کہ اگر افغانستان کے معاملات میں مغربی ملکوں کی مداخلت بند نہ ہوئی تو طالبان کی مزاحمت جائز بن جائے گی اور وہ خود طالبان کی صفوں میں شامل ہو جائے گا۔ اطلاعات کے مطابق حامد کرزئی نے جنوبی افغانستان کے دورے کے موقع پر یہ بھی کہا کہ وہ قندھار میں طالبان کے خلاف امریکی آپریشن پر خوش نہیں ہے۔

امریکہ نے افغانستان کے خلاف جارحیت کی ابتدا کی تھی تو وہ حامد کرزئی کی قوت تھا اور حامد کرزئی اُس کی قوت تھا۔ امریکہ حامد کرزئی کی توسیع چاہتا تھا اور حامد کرزئی امریکہ کی توسیع تھا۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ امریکہ حامد کرزئی کی کمزوری ہے اور حامد کرزئی امریکہ کی۔ امریکہ حامد کرزئی کا بوجھ ہے اور حامد کرزئی امریکہ کا بوجھ۔ (بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج

اوریا مقبول جان

سماجی علوم، تاریخ، سیاسیات اور عمرانیات کے کسی بھی ماہر سے آپ سوال کریں کہ کسی بھی ملک یا علاقے میں کون سی ایسی چیز ہے جس سے لوگ بہت محبت کرتے ہیں، اُس سے جڑے رہتے ہیں، کہیں پردیس میں چلے جائیں تو انہیں اس کی یاد ستاتی ہے تو فوراً جواب دیں گے کہ کلچر یا ثقافت۔ ہر کسی کو اپنا لباس، رہن سہن، موسیقی، شاعری اور روایات سے ایک گونہ عشق ہوتا ہے۔ وہ جہاں کہیں بھی جائے ان روایات کو یاد کرکے آنسو بہاتا ہے۔ کہیں اپنے علاقے کی موسیقی سن لے تو اس کی روح واپس اپنے وطن کی فضاؤں میں لوٹ جاتی ہے۔ ثقافت یا کلچر ایسی چیز ہے جس میں اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، رقص کا انداز، طرز تعمیر، مہمانوں سے سلوک، خاندان، مذہب، زبان، شاعری یہاں تک کہ حکومت کرنے کے انداز تک شامل ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آپ اس ماہر عمرانیات یا سیاسیات سے سوال کریں کہ ان سب سے زیادہ اہم اور محترم چیز کون سی ہے تو وہ کہے گا، زبان بلکہ اسے مزید مخصوص کرنے کے لیے مادری زبان کا لفظ استعمال کرے گا۔ یہ زبان وہ جادو ہے جو ہر شخص کے سر پر چڑھ کر بولتا ہے۔ جیسے ہی اسے اپنی زبان میں گفتگو کا موقع میسر آتا ہے اس کے جوہر کھلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے کی جگہ روانی لے لیتی ہے اور سادہ سی گفتگو بامحاورہ ہو جاتی ہے۔

لیکن تاریخِ انسانی کی اس عظیم حقیقت اور عمرانیات کے اس بنیادی اصول کو تاریخ میں ایک دفعہ ایسے الٹ کر رکھ دیا گیا کہ اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ دنیا کے وہ خطے جہاں سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ صحابۂ کرامؓ جہاد کرتے ہوئے دین کی دعوت لے کر پہنچے' وہاں لوگوں کو یوں اللہ کے رنگ میں رنگ لیا کہ ان کی زبان تک تبدیل ہوگئی۔ دجلہ و فرات کی وادی عراق جو کبھی ایران کی عظیم سلطنت کا حصّہ تھی بلکہ وہیں قادسیہ کے آس پاس یزدگرد کے محلات تھے' وہاں کبھی عربی نہیں بولی جاتی تھی بلکہ اسے عراقِ عجم کا نام دیا جاتا تھا۔ اردن، لبنان اور شام تو اسرائیلی پیغمبروں کی سرزمین تھی۔ اسے بابل کی قدیم تہذیب کے حکمرانوں نے فتح کیا اور اس پر روم کی سلطنت کا بھی غلبہ رہا۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں تو یہ لوگ ایک رومن گورنر کی رعایا تھے۔ یہاں عبرانی زبان تو یقیناً بولی جاتی تھی کہ اکثر عیسائی کتابیں اسی زبان میں نازل ہوئی۔ لیکن ان تینوں ملکوں میں عربی زبان تو صحرائے عرب کے بدوؤں یا مکہ کے عرب تاجروں کی زبان کے طور پر ایک اجنبی زبان ہی تھی۔

مصر تو ویسے ہی اپنی قدیم فراعنہ کی تہذیب پر فخر کرتا ہے۔ اسے اپنے اہرام، ابوالہول کے مجسمے اور حنوط شدہ بادشاہوں کی لاشوں میں ماضی کی عظمت یاد آتی ہے۔ دریائے نیل کے سرسبز کنارے، کھیتی باڑی اور خوشحالی......ان پر فرعونوں نے بھی حکومت کی اور پھر روم کے بادشاہوں نے بھی۔ دو ایسی چیزیں تھیں جو مصر کے ساحلوں سے روم کے جہازوں کے ذریعے زبردستی لے جائی جاتیں، ایک غلہ اور دوسری نیل کے دریا کی نرم نرم ریت' جو اس سٹیڈیم میں بچھائی جاتی جہاں بگھیوں کی ریس ہوتی۔ مصر کے لوگ بھی شاید عربی زبان سے آشنا ہوں کہ یہ ان کے پڑوس میں رہنے والے عربوں کی زبان تھی اور حضرت یوسفؑ کے زمانے میں ان پر عرب چرواہوں کی حکومت بھی رہی لیکن وہ کون سی زبان بولتے تھے، ان کی مادری زبان کیا تھی، آج کے اس مکمل طور پر عرب ملک میں شاید ہی کوئی جانتا ہو کہ اب تو یہ ایک عربی بولنے والے لوگوں کا ملک ہے۔

مراکش، تیونس، الجزائر جہاں سے بربر قبائل اٹھ کر سپین پر حکمران ہوئے، یہ لوگ بھی اپنی زبانیں بولتے تھے۔ یہ بربر قبائل ہی تھے جنہوں نے پہلی دفعہ تزئین و آرائش اور کپڑے سینے اور نت نئے ڈیزائن بنانے کے ڈھنگ شروع کیے۔ ان میں ایک ذہین فیشن ڈیزائنر زریاب تھا جس نے چھری کانٹے سے کھانے کے آداب شروع کرائے جو بعد میں یورپ نے اپنائے۔ لیکن یورپ آج بھی ان تہذیب یافتہ بربروں کے نام پر متعصب ترین لفظ بربریت بول کر انہیں بدنام کرتا ہے۔ لیکن ان تینوں ملکوں' مراکش، تیونس، الجزائر بلکہ سوڈان تک سب عرب دنیا کا حصّہ ہیں اور شاید ہی کوئی جانتا ہو کہ ان کے آباؤ اجداد کی زبان کیا تھی۔ یہ تاریخ انسانی کا وہ معجزہ ہے جس کی مثال دنیا کے کسی اور خطے میں ڈھونڈنا مشکل ہے۔ رہے وہ خطے جہاں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے لوگ توسیع مملکت یا کسی اور غرض سے گئے وہاں لوگوں نے صوفیا اور مسلمان مبلغین کی وجہ سے، ان کے کردار کی عظمت اور اسلام کے پیغام کی وجہ سے اسلام تو قبول کرلیا لیکن ویسے اللہ کے رنگ میں نہ رنگ سکے کہ اپنے آباؤ اجداد کے دین ہی نہیں بلکہ ان کی اکثر نشانیوں تک کو بھول گئے۔

موجودہ ایران، افغانستان، تاجکستان اور ازبکستان سلطنت ایران کا حصّہ تھے۔ یہاں بھی لوگوں میں عربی کے ساتھ یگ گونہ محبت اس حد تک پیدا ہوئی کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے محدث، مورخ اور فقہ کے عالم اسی علاقے سے پیدا ہوئے۔ امام بخاریؒ سے امام مسلمؒ اور پھر صوفیا کے تمام سلسلوں کی ایک لمبی قطار۔ لیکن ساسانی حکومت اور صفوی حکومت میں فارسی کی از سرِ نو شیرازہ بندی ہوئی۔ اس کے باوجود بھی اس زبان میں عربی اثرات حذف نہ ہو سکے۔ فردوسی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس نے فارسی زبان کا احیا کیا' اُس کے شاہنامے میں بھی بیش بہا عربی کے الفاظ اور محاورے ملتے ہیں۔

لیکن افغانوں کا معاملہ ان سے بہت مختلف رہا۔ یہ جوق در جوق مسلمان ہوئے اور شاید ہی کوئی ان میں آباؤ اجداد کے مذہب پر قائم رہا ہو۔ انہوں نے اسلامی عبادات، رنگ ڈھنگ، لباس اور پردے کو ایسے اپنایا کہ آج اگر کوئی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے تو طعنہ دیا

جاتا ہے کہ تم کیسا پشتون ہے کہ نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا۔ یہ پشتون خواہ روہیل کھنڈ اور لکھنؤ میں رہے، گاڑھی اردو بولتے ہوں، ہندکو بولتے ہوں، فارسی بولتے ہوں لیکن ان میں اسلام کی عبادات اور رسوم اس قدر رچ بس گئیں جیسے ان کی ثقافت کا حصّہ ہوں۔

پشتون واحد قوم ہے جس کے ٹپوں اور گیتوں میں طالب ایک ہیرو اور ٹپوں کا مرکزی کردار ہے۔"توہ طالبازے ناجوڑم"(اے کالے طالب میں بیمار ہوں)۔ مذہب سے یہ وابستگی کیوں تھی؟ شاید کوئی اور وجہ یا وجوہات ہوں لیکن مجھے تو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ بشارت یاد آتی ہے کہ امام مہدی کے لشکر میں خراسان سے سیاہ جھنڈے اٹھائے لوگ شامل ہوں گے۔ اس خراسان میں غزنی سے قندھار، ہلمند، ایران کا کچھ حصّہ اور پاکستان کے آزاد قبائل شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی اسلام سے محبت اور عقیدت اور اس کے لیے گھر بار لٹانے اور زندگیاں قربان کرنے کی آرزو ختم نہیں ہوسکی۔ مدتوں سے اس پشتون کو واپسی کا سفر سکھایا جاتا رہا ہے۔ کوئی کہتا کہ ہم تین ہزار سال سے پشتون اور چودہ سو سال سے مسلمان ہیں۔ لیکن ان کے دلوں سے اسلام کی شدید محبت نہ نکال سکے۔ ایسی محبت جو ابوجہل کے بیٹے عکرمہ کے دل میں جاگی تھی کہ باپ کے مشرک طرزِ عمل کی طرف پلٹ کر نہ دیکھا اور نہ محبت کی۔ اقبال نے اپنی ایک نظم میں ابلیس کی طرف سے یورپ کو مسلمانوں کو ختم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا تھا:

؎ افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اس کے کوہ و دمن سے نکال دو

کسی کو خبر نہیں کہ انہیں ہزارہ، خیبر پشتون خواہ، قبائلی علاقہ جات اور افغانستان میں تقسیم کر دو لیکن ان کے گھروں سے نہ دین نکل سکتا ہے اور نہ اس دین سے محبت اور قربانی کا شوق۔ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس قوم نے سیدنا مہدی کا لشکر بننا ہو اس پر ڈرون حملے نہ ہوں، انہیں اپنے اور غیر مل کر نہ ماریں، انہیں تباہ و برباد اور تقسیم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ تدبیریں تو صدیوں سے جاری ہیں لیکن تقدیر کے فیصلے تو کوئی اور تحریر کرتا ہے!!!

☆☆☆☆☆

بقیہ: اوبامہ کا دورہ کابل بہادری کی داستانِ شرم

کرزئی طالبان سے رابطے کر رہا ہے مگر رابرٹ گیٹس نے مفاہمت کی ساری محنت پر تھوک دیا کہ اب مفاہمت کا نہیں بلکہ لڑائی کا وقت ہے مگر رابرٹ گیٹس اور جنگی جنون کے دیوانے امریکی چاہے وہ عسکری ہوں یا سوویلین سیاست دان پتہ نہیں کس باغ کی مولی ہیں اور وہ کیسے ڈائیلاگ کی بجائے لڑائی کا طبل بجاتے ہیں؟ امیر ترین صلیبی ملکوں کی مشترکہ فوجی طاقت نو سالوں میں طالبان کو ختم کرنے میں نامراد ہوئی بھلا وہ چند مہینوں میں کونسا انقلاب برپا کر سکتی ہے؟ ناٹو ایک دہائی سے کابل پر قابض ہے۔ امریکہ نے افغانوں کو جمہوریت کا ایسا تحفہ عطا کیا جو آمریت کی گھٹیا ترین مثال بن چکی ہے۔ جس سماج میں روئے ارض کی واحد سپر پاور کا صدر خوف و حزن میں ڈوب کر اپنے دورے کو دنوں کی بجائے گھنٹوں تک محدود کر دے جہاں امریکی صدر رات کی تاریکی میں سفر کرے اور پھر اپنی ایک لاکھ افواج کی موجودگی کے باوجود اپنے مفتوح علاقے میں چند کلومیٹر کا سفر درجنوں جنگی جہازوں کے جلو میں کرے تو تب وہاں دنیا کی کوئی سامراجی طاقت ایمان کے متوالوں کو زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہوا کرتی۔ اوبامہ، ناٹو اور امریکی جرنیلوں کو جان لینا چاہیے کہ افغانستان میں طالبان کا آنا ناگزیر ہے اگر دنیا خطے میں امن و امان کی خواہاں ہے تو تختِ کابل کی ملکیت انہی شاہینوں کے سپرد کر دینی چاہیے جنہوں نے افغانستان کو امن و امان کے گلستان میں بدل دیا تھا جن کے ایک حکم پر پوست کی کاشت کا صفایا ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: افغانستان میں امریکہ کی شکست، نئی شہادتیں

امریکہ کہتا ہے کہ حامد کرزئی نااہل اور اسمگلروں کا سرپرست ہے۔ حامد کرزئی کہہ رہا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی افغانستان میں مداخلت کر رہے ہیں۔ صورت حال کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ امریکہ حامد کرزئی کا آئینہ ہے اور حامد کرزئی امریکہ کا آئینہ۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ نہ امریکہ حامد کرزئی کے بغیر کام کر سکتا ہے اور نہ حامد کرزئی امریکہ کے بغیر۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ حامد کرزئی میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر تنقید کی جرأت کہاں سے آئی؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں پر کرزئی کی تنقید امریکہ کی سیاسی حکمت عملی کا حصّہ ہوسکتی ہے۔ حامد کرزئی کا کوئی جداگانہ تشخص نہیں، چنانچہ ممکن ہے کہ امریکہ پر تنقید کے ذریعے حامد کرزئی کا جداگانہ تشخص تخلیق کیا جا رہا ہو، تاکہ افغانستان کے منظر نامے میں اُس کی تھوڑی بہت ساکھ پیدا کی جاسکے۔ لیکن اگر ایسا ہے تو بھی حامد کرزئی کی تنقید افغانستان میں امریکہ کی شکست کی علامت ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ افغانستان میں امریکہ کی عسکری حکمت عملی ہی نہیں، سیاسی اور سماجی حکمت عملی بھی بری طرح ناکام ہو گئی ہے۔

☆☆☆☆☆

"مسٹر اوبامہ! یہ چند باتیں تمہارے لیے!

امریکہ نے اس سے پہلے بھی جنگیں لڑی ہیں اور ان میں شکست کھائی ہے، جیسے ویت نام اور کیوبا کی جنگیں۔ لیکن اس دفعہ کی شکست پہلے سے مختلف ہوگی۔ ان نو سالوں میں جہاد فی سبیل اللہ جزیرۂ عرب، عراق، پاکستان، مغرب اسلامی، یورپ اور وسطی ایشیا تک پہنچ چکا ہے۔ جان رکھو! اس دفعہ تمہارا مقابلہ امتِ توحید اور اس کے بیٹوں سے ہے۔ یہ امت اب جاگ اٹھی ہے اور اس میں جہاد کی مبارک بیداری کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ یہ مجاہدین موت سے ویسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی تم اس فانی زندگی سے۔ اللہ کے حکم سے عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ امت مسلمہ اور اس کی قوت کے کیا معنی ہیں، اور نہی عن المنکر کی حامل امت کسے کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ، وہ دن اب دور نہیں جب اللہ تعالیٰ مجاہدین کے ہاتھوں تمہاری کمر توڑے گا اور دنیا کو تمہاری نجاست اور تمہارے جرائم سے نجات عطا فرمائے گا"۔

(شیخ ایمن الظواہری حفظہ اللہ)

شیخ ابواللیث اللیبی (رحمہ اللہ)۔ جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم قائد

شیخ عبداللہ سعیدؒ کہتے ہیں: ''شیخ ابواللیثؒ نے اپنے آپ کو ان بہت ساری خصوصیات سے وابستہ کرلیا جو اس امت کے شیروں سے منسوب کی جاتی ہیں۔ راست روی اور شجاعت، سخاوت اور فیاضی، شرافت اور بہادری اُن کے نمایاں اوصاف تھے۔ افغانستان پہنچنے کے فوراً بعد ہی انہوں نے اعداد کے بعد شریعت کے اگلے فریضے یعنی قابض کفار کے خلاف لڑائی کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنے کی خاطر تربیت میں لگا دیا۔ لہٰذا، وہ الفاروق تربیتی مرکز میں داخل ہوئے، جسے مجاہد شیخ اسامہ بن لادن (حفظہ اللہ) شروع کیا۔ تربیت مکمل کرنے کے بعد، وہ اپنے بھائیوں کے ہمراہ محاذوں پر چلے گئے جہاں ان کے اندر مردانگی کے اصل جوہر پیدا ہونے لگے۔ خوست افغانستان کا وہ پہلا شہر ہے جس کی طرف انہوں نے سفر کیا۔ وہاں وہ جہاد کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ اور وہیں لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خراسان کے شیر مولوی جلال الدین حقانی کی قیادت میں مجاہدین کو فتح عطا کردی۔ اگرچہ شیخ ابواللیث اللیبیؒ افغانستان کے محاذ پر کفار کے خلاف معرکوں میں حصّہ لینے، اور جہاد اور تربیت کا فریضہ سرانجام دینے کے شائق تھے مگر اس کے باوجود وہ اسلامی شریعت کے دروس میں حتی المقدور شرکت کرتے رہے۔ کیونکہ وہ جہاد کے ساتھ ساتھ اسلام کا علم حاصل کرتے رہنے اور اپنی علمی سرگرمیاں جاری رکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔''

شیخ عطیۃ اللہ کہتے ہیں: ''محاذوں پر آنے کے بعد، اور عسکری تربیت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ موقع بھی میسر ہوا کہ وہاں موجود علما کے پاس اسلام کا علم حاصل کرسکیں۔ ہم بارہا اپنے آپ کو یہ کہا کرتے تھے' کہ اگر یہ جہاد نہ کرنا ہوتا تو ہم اپنے آپ کو اسلامی علوم کے حصول کے لیے کھپا دیتے'۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے' اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا' وہ نوجوان جس کے مقاصد اور اہداف بلند ہوں، اور اس کا دل دنیا کی آلائشوں سے پاک ہو، اگر وہ جہاد کے محاذوں میں شریک نہیں ہوتا تو مخلص علماء کے تحت اپنا وقت اسلام کے علم کی مجلسوں میں لگاتا ہے۔ اور درحقیقت وہ شخص اپنا نقصان کرتا ہے جو موقع کے باوجود ان دونوں میں حصّہ نہیں لیتا۔ اور یہ بات خاص طور پر ان لوگوں کے لیے ہے جو مسلمانوں کی قیادت کررہے ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی علوم کے حصول میں لگائیں یا پھر اپنی کوششیں جہاد میں صرف کریں، اور مثالی بات تو یہ ہے کہ بیک وقت دونوں کو جمع کیا جائے۔ شروع شروع میں شیخ ابواللیث اللیبیؒ علم کے حصول کی طرف زیادہ مائل تھے، اور انہوں نے اس میں بہترین کارکردگی دکھائی، قرآن حفظ کیا، اچھی سمجھ بوجھ رکھتے اور غور سے سنتے تھے، وہ اپنی تعلیم میں آگے بڑھتے گئے اور ہماری یہ خواہش تھی کہ وہ اپنی اس کوشش میں ممتاز ہوجائیں۔ پھر انہوں نے قیادت اور عمل، سیاست، عسکری تربیت اور سٹریٹیجی کی سمجھ بوجھ میں اپنی صلاحیتیں صرف کرنا شروع کیں۔ افغانستان میں ان کو جہاد کرنے اور افغان جہاد سے وابستہ تنظیموں کے ساتھ تعلّق کے بہت سے مواقع فراہم تھے۔ ان تنظیموں نے میدان میں وسیع تجارب اور اسلامی علوم کی مدد سے اسلامی عسکری تربیت، معاشرتی ڈھانچے اور تنظیم، اور مخلص اہل علم کے حلقوں کو فروغ دیا۔ انہی میں سے ایک الجماعۃ الاسلامیۃ المقاتلۃ تھی جس سے وہ جڑ گئے۔''

شیخ عبداللہ سعیدؒ کہتے ہیں: ''اس عرصے میں وہ جماعۃ الاسلامیۃ المقاتلۃ سے جا ملے اور ان کی صفوں میں شامل ہوگئے، اس وقت تک وہ تنظیم جہادی تربیت کے حوالے سے کافی مہارت حاصل کرچکی تھی۔ بعد از اں انہوں نے اللہ عزوجل کے اس فرمان کو پورا کرتے ہوئے؛ ''اور جہاں تک ہوسکے ان کے لیے تیاری مکمل کررکھو' (انفال: ۶۰) اپنی تربیت اور اعداد مکمل کرلی۔''

انہوں نے مزید تربیت 'سلمان الفارسیؓ' کیمپ، جماعۃ المقاتلۃ ہی کی ایک شاخ میں مکمل کی، اور جماعۃ الاسلامیہ المقاتلہ' جو لیبیا میں اعلاء کلمۃ اللہ اور جہاد کے فریضے کی ادائیگی کے لیے اٹھی۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ کسی بھی خطہ زمین میں لڑنے والے مجاہدین کی مدد کی جائے تاکہ اللہ کا کلمہ چہار سو بلند کیا جاسکے۔ جس تنظیم نے ہر سطح پر اپنی قیادت سے لے کر عام ارکان تک کی بیش بہا قربانیاں دی ہیں اور اس کی قیادت اب بھی لیبیا میں ظالم اور سفاک حکمرانوں کے ہاتھوں تکلیفیں برداشت کررہی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اپنے عقیدے پر ثابت قدم ہیں۔ ہم اللہ سے کرتے ہیں کہ وہ انہیں ثبات اور مشکلات سے نجات عطا کرے۔ شیخ ابواللیث اللیبیؒ اپنے بھائیوں کے ساتھ سوویت یونین کی کمیونسٹ روسی افواج اور ان کے افغان حمایتیوں کے خلاف لڑنے افغانستان آئے، اللہ نے انہیں اور ان کے برادران کو دنیا کی دوسری بڑی سپر پاور، باطل اور الحاد کی ریاست سویت یونین کے خلاف فتح یاب کیا۔ وہ اپنے پیچھے شکست کی دم لیے افغانستان چھوڑنے پر مجبور ہوگئے، اسلامی افغان تنظیمیں کابل میں داخل ہوئیں اور امریکہ کی خفیہ ایجنسیاں بھی مسلم دنیا کے منافقین کی مدد سے معاملات میں دخل انداز ہونے لگیں، خصوصاً پاکستان اور سعودیہ کی ایجنسیوں کے لوگ مجاہدین کے درمیان گھسنے لگے، اور مجاہدین کے فتحیاب حلقوں کے قائدین میں بھی طاقت کی ایک چاہت نظر آرہی تھی، نتیجتاً مختلف حلقوں کے درمیان ایک خونریز جنگ شروع ہوگئی اور یوں افغان جہاد کا پھل ملنے میں تاخیر ہوگئی۔

چنانچہ بہت سے مجاہدین نے اس اندرونی خلفشار کے فتنے کو چھوڑنے کا ارادہ کیا، انہی میں شیخ ابواللیث اللیبی بھی تھے جنہوں نے الجماعۃ الاسلامیہ المقاتلہ سے کچھ بھائیوں کو ساتھ لیا اور سوڈان ہجرت کرگئے۔ شیخ ابو یحییٰ اللیبی کہتے ہیں: ''لہٰذا جب بہت سے جہادی حلقوں نے اندرونی خلفشار کے اس فتنے کے خوف سے افغانستان چھوڑا، تو انہی میں شیخ ابواللیث بھی شامل ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کو لے کر ۱۹۹۳ء میں سوڈان چلے گئے۔ سوڈان میں رہ کر وہ

اپنے آپ کو اس بات کے لیے تیار کر رہے تھے کہ لیبیا میں داخل ہو کر وہاں دوبارہ سے جہادی تحریکوں کا آغاز کیا جائے اور ارتداد پر مبنی موجودہ حکومتوں کو ہٹانے کا عمل شروع کیا جائے۔ ایسی حکومت جس نے مسلمانوں کی آبادی پر حملہ کیا ہے، اس کے ذخائر مٹا دیے ہیں، اس کا دین اور دنیا کی زندگی تباہ کر دی ہے، اور وہاں شریعت الٰہی کا کوئی بھی مسئلہ ایسا نہیں ہے، چاہے بڑا ہو یا چھوٹا جس کا مذاق نہ اڑایا جا رہا ہو۔ چنانچہ جو مسلمان بھی اپنے دین کے لیے غیرت رکھتا ہے، اس کے اندر ایسے انقلاب کا ساتھ دینے کی خواہش ہونی چاہیے، کوئی بھی ایسی تحریک جو ایسے ظالم کو ہٹانے کے لیے برپا ہو جیسا وہاں کا مرتد آمر ہے، جو آئے دن اس ملک کے مسلمانوں کا قتل عام کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا، شیخ ابو اللیث اللیبیؒ کے دل میں جب عقیدہ جہاد چٹان کی طرح راسخ ہو گیا، انہوں نے قربانی کے معنی جان لیے، اور کسی کام کی بنیاد رکھنے کے معنی جان لیے، تو انہیں لیبیا میں جہاد کو زندہ کرنے میں امید نظر آئی، حالانکہ مجاہدین کی تعداد بہت تھوڑی تھی اور ان پر دباؤ بہت زیادہ۔ ان کے مخالفین کی قوت کے باوجود، اور اس سارے جنگی سامان کے باوجود جو وہ اللہ تعالیٰ کے خلاف جنگ میں استعمال کرتے ہیں، اس سب کے باوجود انہوں نے محسوس کیا اور انہیں معلوم تھا کہ فتح صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اگر انسان اپنے آپ کو جسمانی بطور پر کسی بھی ممکنہ طریقے سے تیار کرتا رہے، اور جو بھی اللہ نے اسے وسائل مہیا کیے ہیں ان کو بروئے کار لائے، تو وہ اپنا فرض پورا کر دیتا ہے، اور اس کے بعد اس کے لیے اس کے سوا کوئی بات نہیں رہتی کہ وہ جہاد کے میدانوں کی جانب نکلے اور دشمنانِ خدا کو مارنے میں اپنا حصّہ ڈالے۔''

شیخ ایمن الظواہری (حفظہ اللہ) شیخ ابو اللیث اللیبی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ہمارے قائد اور شیر، ابو اللیث رحمہ اللہ۔ وہ بہادر شہسوار جو صرف اس مبارک قافلے، یعنی شہداء کے قافلے میں شمولیت کے لیے ہی اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے اترا اور اس کی باگیں ڈھیلی کیں۔ انبیاء اور صدیقین کا قافلہ، اور یہ کیا ہی اچھے رفقا ہیں......! اللہ تعالیٰ کے اذن، مہربانی اور رحمت سے ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ اِس دور کے جہاد میں جبلِ عظیم ہیں، لیکن آخر میں وہ بھی ایک مخلوق ہیں اور ان کی منزل بھی وہی ہے جو ہر ذی روح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں، اور صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے باقی رہ جائے گی۔'' (الرحمٰن: ۲۶۔ ۲۷) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یقیناً خود آپ (محمد ﷺ) کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔'' (الزمر: ۳۰)

ہاں، ان کے لیے بھی اجل مقرر تھی جس طرح ہر پیدا کی گئی مخلوق کے لیے مقرر ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو عالی شان اختتام، معزز انجام اور اعلیٰ مرتبے پر عزت کے ساتھ فائز کیا؛ یعنی اللہ کی راہ میں شہادت کا رتبہ۔ ابو اللیث اللیبیؒ ایک مہاجر، مرابط، اسیر، مجاہد اور صابر و محتسب تھے، ایک بندہ جو مصائب کے زلزلوں سے متزلزل نہ ہوا اور نہ ہی واقعات سے پریشان ہوا، اور اپنے دین، عقیدے، اصولوں اور اقدار کے ساتھ مخلص رہا۔ انہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور اسے پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے، اپنے رب کی رضا کی تلاش میں اور اپنی امت کی سربلندی کی خاطر موت کے گڑھوں، بمباری کے مقامات اور جنگ کے میدانوں کی طرف نکل پڑے۔ ہم میں سے کون ہے جو وہ مسکراتا چہرہ بھلا سکتا ہے، وہ عجز و انکساری کا پیکر کردار اور وہ اعلیٰ اخلاق جو ایسے دل میں پائے جاتے تھے جو کبھی نہ ٹوٹ سکتا تھا چاہے ساری کی ساری دنیا ٹوٹ جائے۔

ابو اللیث اللیبیؒ امریکیوں کو موت کے گھونٹ پلانے اور پرویز کے شکاری کتوں کو اپنے حملوں اور گھاتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے بعد ہی رخصت ہوئے، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے میں ان کے ہمراہ ہوں اور وہ بار بار اس قول کا تکرار کر رہے ہیں 'کہ اگر میں قتل کر دیا گیا تو وہ مجھے بہادر کی حیثیت سے پہچانیں گے اور اگر میں بچ گیا تو انہیں موت کا جام پلاؤں گا۔' اس شیر نے اپنا رختِ سفر باندھ لیا، وہ شیر جو اسلام کی سرزمینوں پر مشرق سے مغرب تک ہجرت کر گیا۔ اس نے اللہ کی راہ میں آنے والی ہر مشکل کو جھیلا۔ یہ ایسے ہی ہے گویا میں اس کے ساتھ ہوں اور وہ بار بار نبی موسیٰؑ کے اس قول کا ذکر کر رہے ہوں ''وعجلت الیک رب لترضیٰ'' اور میں نے اے رب! تیری طرف جلدی کی تاکہ تو راضی ہو جائے۔'' (طٰہٰ: ۸۴)

وہ ایک مہاجر، مرابط، اور مجاہد کی حیثیت سے اس دنیا سے رخصت ہوئے، اور میں ان کے بارے میں احمد الشوقی کی تائید کرتا ہوں جبکہ وہ عمر مختارؒ کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''اے صحرا کی بے نیام تلوار، جس کی دھار ہر زمانے کی تلواروں سے زیادہ تیز ہے، تمہیں انتخاب کی آزادی دی گئی تھی تو تم نے بھوکے سو جانے کا انتخاب کیا۔ نہ تمہیں طاقت کی جستجو تھی، نہ تم نے کوئی خزانہ جمع کیا۔ ایک چیل کے لاشے یا شیر کی باقیات کی مانند جو پیچھے رہ گئیں اور غبار آلود ہوا کا جھونکا ان کو بکھیرتا ہے۔ معرکوں نے اس کی بوڑھی ہڈیوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا، اور سازشوں نے خون تک کو بھی معاف نہ رکھا۔'' تو اے اسلام کی امت! یہ تمہارے جانثار بیٹے اور سچے مرد ہیں، جن کے بارے میں ہم گمان رکھتے ہیں کہ حق کا یہ قول ان پر صادق آتا ہے، نہایت بزرگ و بابرکت ذات کا یہ فرمان کہ ''مومنوں میں (ایسے) لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، اسے سچ کر دکھایا، ان میں سے کچھ اپنی نذر پوری کر چکے ہیں اور کچھ انتظار میں ہیں، لیکن انہوں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔'' (الاحزاب: ۲۳)

اللہ کے فضل سے انہوں نے اپنا عہد تبدیل نہیں کیا اور اپنا وعدہ پورا کیا، انہوں نے تعلقات بنانے کے لیے باطل کے تلوے نہیں چاٹے اور نہ ہی دیگر راہ نماؤں کی طرح طاغوتی حکمران کی چاپلوسی کی۔ اے امریکیو اور اے امریکہ کے کارندو! یہ لوگ آنے والے زمانے کے راہبر اور نئی صبح کی علامت ہیں۔ جب بھی کوئی شہید ہوتا ہے، اس کی جگہ کوئی دوسرا شہید علَم تھام لیتا ہے، اور جب بھی کوئی قائد خون میں نہا جاتا ہے، اس کے جانے کے بعد ایک نیا قائد اس تحریک کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ ہم وہ لوگ ہیں جو موت کو ذلت کی حیثیت سے نہیں دیکھتے، چاہے صلیب کے بھٹکے ہوئے پجاری ایسا ہی سمجھتے ہوں۔ موت کی چاہت اس کے وقت کو ہمارے قریب لے آتی ہے، جبکہ وہ موت سے نفرت کرتے ہیں اسی لیے ان کا وقتِ اجل دیر سے آتا ہے۔ ہمارا کوئی بھی قائد طبعی موت نہیں مرا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ امت جو صلیبی اتحاد پر سخت سزاؤں کی بارش کر رہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۱ پر)

(قسط اول)

مسافرانِ نیم شب

ابوعندلیب

رات کے تین بجے دروازے پر ہونے والی دستک میرے لیے خاصی حیران کن تھی، کیونکہ میرے ہاں آنے والے احباب میں سے کسی کے بھی یوں بے وقت آنے کا رواج نہیں رہا۔اوپر سے دستک کا انداز بھی خاصا مختلف تھا۔دستک اس قدر آہستگی بلکہ شائستگی سے دی گئی تھی کہ اگر میں لوڈ شیڈنگ کا ستایا ہوا نہ ہوتا تو شاید نیند میں مجھے اس دستک کا علم ہی نہ ہوتا۔لیکن اصل حیرانی مجھے اس وقت ہوئی جب میں نے دروازہ کھولنے سے پہلے دروازے کے سوراخ میں سے باہر جھانک کر دستک دینے والے کا چہرہ دیکھا۔پورے چھ ماہ تک جس شخص کو کھوجنے اور تلاش کرنے میں میرے اعصاب شل ہو گئے تھے، وہ آج خاموشی سے میرے گھر کے سامنے موجود تھا۔انتظار کے کرب اور تلاش کی اذیت کے وہ تمام لمحات بجلی کے ایک کوندے کی طرح میری آنکھوں کے سامنے لپک گئے، جوان چھ ماہ میں اس کی ماں اور بہن بھائیوں پر بیتے تھے اور میں نا صرف ان کا واقف حال تھا بلکہ شریک حال بھی تھا۔ان تکلیف دہ یادوں کے پس منظر میں اس کا یوں اچانک سامنے آ جانا اگر چہ میرے لیے بے پناہ خوشی کا باعث تھا،لیکن میرے اوپر بدستور حیرت کا عنصر غالب تھا۔بہرطور میں نے فوراً دروازہ کھول دیا اور ایک مرتبہ پھر چونکے بغیر نہ رہ سکا۔جس شخص کی خوش پوشی کی مثالیں دی جاتی تھیں وہ اس حال میں میرے سامنے تھا کہ پاؤں میں پلاسٹک کی ایک مٹی سے اٹی ہوئی چپل، میلے چیکٹ سرمئی رنگ کا شلوار قمیص جو شاید کبھی سفید بھی رہا ہو، سر پر تبلیغیوں جیسی مخصوص ٹوپی اور کندھے پر دھاری دار رومال کے ساتھ اس کے پورے وجود میں جو واحد شے تر و تازہ تھی، وہ تھا اس کا چہرہ، جس پر اس کی دائمی مسکراہٹ بھی بدستور قائم تھی۔

میں کچھ دیر تو ٹکٹکی باندھے اس کے چہرے کو دیکھتا رہا جبکہ وہ مجھے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح مسکراتا رہا۔قریب تھا کہ میرے ضبط کا پیمانہ چھلک پڑتا کہ اس نے 'السلام علیکم' کہہ کر مجھے گلے لگا لیا۔کافی پرجوش معانقے کے بعد ایک مرتبہ پھر میں اسے گھورنے لگا۔اب کی بار میں اپنے غصّے کا اظہار کرنا چاہ رہا تھا لیکن وہ زبیر ہی کیا جو کسی کے قابو آ جائے؛

'بس بھی کریں،نظر لگائیں گے کیا؟' وہ ہنس کر بولا

'اور کوئی مہمان گھر آ جائے تو اس کو بٹھاتے نہیں ہیں کیا آپ؟'

'بیٹا تم اندر تو آؤ،صرف بٹھاتے نہیں بلکہ تواضع بھی کرتے ہیں تمہاری' میں نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔

اسے ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد، میں نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک استری شدہ سوٹ اس کے ہاتھ میں تھما کر اس کو غسل خانے میں دھکیل دیا۔وہ بھی شاید یہی چاہتا تھا اس لیے کوئی مزاحمت نہیں کی۔وہ نہا دھو کر نکلا تو میں اتنی دیر میں اس کا بستر لگا چکا تھا۔نہانے کے بعد اس نے نماز شروع کر دی اور میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے کچن کا رخ کیا۔فرج کی تلاشی لینے پر جو کچھ بھی برآمد ہوا، میں نے گرم کر کے ٹرے میں رکھا اور بیٹھک میں لے آیا۔زبیر ابھی وتر پڑھ رہا تھا۔شاید وہ کسی شدید مصروفیت یا لمبے سفر میں تھا ورنہ وہ نماز میں تو کبھی تاخیر نہیں کرتا تھا۔نماز سے فارغ ہو کر وہ تسبیحات اور اذکار میں مشغول ہو گیا۔اس کو اس قدر مطمئن دیکھ کر بے اختیار مجھے بے اطمینانی کے وہ چھ ماہ یاد آ گئے جو اس کے گھر والوں اور میرے پر بیتے تھے۔مجھے اب اس پر غصہ آنے لگا تھا۔یوں لگتا تھا جیسے اسے احساس ہی نہیں ہے کہ اس کے یوں اچانک غائب ہو جانے کے بعد اس کے متعلقین پر کیا بیتی ہے؟

'نواب صاحب، یہ کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے' میں نے قدرے درشتگی سے اسے کہا۔

وہ میری طرف دیکھ کر حسب معمول مسکرا دیا اور جائے نماز لپیٹ کر میرے پاس کھانے کی میز پر آ بیٹھا۔اور فرماں بردار بچوں کی طرح خاموشی سے کھانا کھانے لگا۔سعادت مندی کا یہ مظاہرہ اس کا پرانا ہتھیار تھا۔اس کی انتہائی خطرناک قسم کی شرارتوں پر میں جب بھی اس سے ناراض ہوتا تو وہ یوں ہی تابعدار بن کے میرے آگے پیچھے پھرتا رہتا اور بالآخر میں پسیج جاتا اور جیسے ہی میں نارمل ہوتا وہ بھی اپنی شرارتی روش پر لوٹ آتا۔میں ہر مرتبہ دل ہی دل میں یہ عہد کرتا کہ آئندہ اس کے فریب میں نہیں آؤں گا لیکن وہ ہر بار مجھے چکر دینے میں کامیاب ہو جاتا۔انجینئرنگ یونیورسٹی میں جا کر اس کی شرارتیں مزید خطرناک ہو گئی تھیں۔وہ اگر چہ مجھ سے دو سال جونیئر تھا لیکن میں نے ماں جی کے کہنے پر اس کی الاٹمنٹ اپنے کمرے میں ہی کروائی تھی۔اپنی انجینئرنگ کے تیسرے اور میرے آخری سال میں تو اس نے حد ہی کر دی۔یونیورسٹی کے سالانہ ڈنر کے نام پر ہونے تقریب یوں تو ہمیشہ ہی بے مقصدیت اور فضولیات سے بھرپور ہوتی تھی لیکن اس سال یونیورسٹی کی انتظامیہ کو روشن خیالی کا بخار کچھ زیادہ ہی چڑھ گیا تھا چنانچہ 'اینول ڈنر' کو مخلوط طور پر منانے اور ایک مشہور پاپ گلوکار کو بھی بلانے کا پروگرام ترتیب دے لیا گیا۔زبیر اور اس کے ہمجولیوں کو بھی اس پروگرام کی سن گن مل گئی۔میں اپنی کلاسیں پڑھ کر کمرے میں آیا تو شریروں کی ٹولی سر جوڑ کر بیٹھی تھی اور سب کے چہروں پر فکرمندی کے آثار تھے۔مجھے دیکھ کر ساروں نے سنبھلنے کی کوشش کی لیکن میں بھی ان کی رگ رگ سے واقف ہو چکا تھا۔میں نے مجلس شریراں کی اس فکرمندی کے بارے میں جان کر بھی انجان بنا رہا۔مجلس شریراں کے سیکرٹری عثمان (مجلس شریراں کی یہ فرضی تنظیم میری ذاتی اختراع تھی) سے بالآخر رہا نہیں گیا اور وہ بول اٹھا

'بھائی! ہم اتنے پریشان بیٹھے ہیں اور آپ لفٹ ہی نہیں کروا رہے'

'کیوں، کیا ہوا میرے منّوں کو،اللہ خیر کرے پریشان کیوں بیٹھے ہیں؟'' میں نے ماحول کی سنجیدگی کو کم کرنے کی کوشش کی۔

'بھائی جان ام بہت سیریس ہے، پلیز آپ مذاق نہیں کرو،امارا ہیلپ کرئیہ

ایوّب تھا مردان کا رہائشی اور مجلس شریراں کا آپریشنل انچارج

'خاں صاحب کوئی مجھے کچھ بتائے گا تو ہیلپ کروں گا ناں، اب مجھے الہام تو ہونے سے رہا' اب کے بار میں نے بھی سنجیدہ ہونے کا مظاہرہ کیا۔

'یہ تمہارے صدر صاحب تو گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے ہیں، کچھ بول ہی نہیں رہے' میں نے زبیر کی طرف اشارہ کیا جس کی آنکھوں میں مجھے کسی خطرناک منصوبے کی پرچھائیاں نظر آرہی تھیں۔

'بھائی وہ اصل میں یونیورسٹی والے اس سال کے اینول ڈنر پر کافی بے حیائی کا پروگرام بنارہے ہیں۔ کسی خبیث پاپ سنگر کو بھی بلا رہے ہیں اور پروگرام بھی مخلوط ہوگا' حافظ عمران نے مسئلے کی وضاحت کی۔

'تو؟؟'

'تو کیا؟ بھائی ہم نے یہ نہیں ہونے دینا۔ امت مسلمہ آج اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہی ہے، اور یہ لوگ نوجوان نسل کو رنگ رلیاں منانے کا درس سے رہے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں کو یونیورسٹی اس لیے تو نہیں بھیجتے کہ وہ یہاں روشن خیالی کے نام پر بے حیائی اور اورتہذیب کے نام پر فحاشی کا سبق حاصل کریں' حافظ عمران نے اچھی خاصی تقریر کر ڈالی۔

'اچھا تو بیٹا جی! کس لیے بھیجتے ہیں لوگ اپنے بچوں کو یونیورسٹی؟'' میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔

'پڑھنے کے لیے بھیجتے ہیں............'

'تو پھر آپ کو بھی آپ کے ماں باپ نے پڑھنے کے لیے بھیجا ہے ناں۔ آپ کو خدائی فوجدار بننے کو کس نے کہا ہے؟ آپ نہ جائیں ڈنر میں اا اور بس اپنے کام سے کام رکھیں' میں نے بات سمیٹنے کے انداز میں کہا۔

'لو، سن لو! تم لے لو ہیلپ اپنے بھائی جان سے۔ مجھے پہلے ہی پتا تھا ان پروفیسر صاحب سے لیکچر کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا۔ یاران کو احساس ہی نہیں ہے کہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ان سے بات کرنا ہی بے کار ہے۔'' زبیر نے اپنی چپ توڑتے ہوئے، بغیر کسی لحاظ کے توپوں کا رخ میری جانب کر دیا۔ دین کے معاملے میں وہ ایسا ہی حساس تھا۔ اور اس بارے میں وہ کسی کا لحاظ بھی نہیں کرتا تھا۔

'زبیر! یہ بات کرنے کا کونسا طریقہ ہے؟ اگر صحیح بات بھی کرنی ہے تو چھوٹے بڑے کا فرق اور ادب تو نہ بھولو' حافظ عمران نے فوراً مداخلت کی۔ اور ساتھ ہی میری جانب متوجہ ہوا؛

'بھائی آپ کی بات بھی ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو سوچیں کہ اللہ نے ہم پر یہ ذمہ داری بھی تو عائد کی ہے کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں'

'بجا فرمایا حافظ صاحب آپ نے، لیکن اس حوالے سے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ جن طلبا تک آپ کی رسائی ہو سکتی ہے ان کو احسن طریقے سے اس پروگرام کے بائیکاٹ پر قائل کریں یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ دینی مزاج رکھنے والے اساتذہ کے ذریعے اس پروگرام کو روکنے کی کوشش کریں'

'یہ تو ہم کر چکے ہیں۔ ہم اساتذہ کے علاوہ انتظامیہ میں بھی کئی لوگوں سے ملے ہیں۔ سب لوگ باتوں کی حد تک ہم سے متفق ہیں لیکن عملی طور پر کچھ کرنے کا کہیں تو سب اپنی مجبوریوں کا رونا روتے ہیں، رہے طلبا تو وہ بے چارے تو ہمیشہ ہوا کے رخ پر ہوتے ہیں، اپنی تو کوئی رائے ہی نہیں ہوتی انکی۔' حافظ عمران نے خاصی دردمندی سے پوری تفصیل بیان کی۔

'بس پھر دعا ہی کی جا سکتی ہے اس قوم کے لیے......اور تو ہمارے بس میں کچھ نہیں ہے'' میں نے ایک دفعہ پھر مجلس شریراں کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔

'نہیں بزرگو! مسلمان اتنا بے بس کبھی بھی نہیں ہوتا......ان شاء اللہ کوئی صورت نکل آئے گی' زبیر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی تقلید میں باقی مجلس بھی......

'میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم لوگ، اگر اس دفعہ کوئی شرارت کی تو میرے سے کسی بھلائی کی امید مت رکھنا' مجھے اندازہ تھا کہ یہ لوگ اب کسی خطرناک اقدام کا ارادہ کر چکے ہیں، لہٰذا میں نے ان کو ڈرانے کی اپنی سی کوشش کی لیکن اگر خوف نام کی کوئی چیز تو ان چاروں کو چھو کر بھی نہ گزری تھی، سوائے خوف خدا کے۔۔۔ سو میں چپ ہو رہا اور مجلس شریراں کے تازہ کارنامے کا انتظار کرنے لگا۔ لیکن اینول ڈنر کے موقع پر جو کچھ ہو گیا وہ میرے اندیشوں سے کہیں بڑھ کر تھا......عین اس وقت کہ جب وہ بدبخت گلوکار سٹیج پر ناچ کود رہا تھا، آڈیٹوریم خوفناک دھماکے کی آواز سے گونج اٹھا، سارا مجمع بمع منتظمین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آڈیٹوریم کو فوراً خالی کروا کر تلاشی کی گیء، معلوم ہوا کہ سٹیج کے عین نیچے ایک کریکر نصب کیا گیا تھا جس کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑایا گیا تھا۔ کریکر کی ساخت اور تنصیب ایسی تھی اس کی زد میں آکر کوئی شخص زخمی بھی نہیں ہوا لیکن اس کا دھماکہ محفل لہو و لہب کے تمام شرکا کو دہلا گیا۔

☆☆☆☆☆

''اے امت مسلمہ! تم پر لازم ہے کہ اب زخم دوزی کی جانب متوجہ ہو جائے......اپنے دشمنوں اور ان کے آلہ کاروں کو اچھی طرح پہچانو، اور ان کے خلاف میدانِ عمل میں نکل آؤ۔ اے میری امت! اب تمہیں دیارِ اسلام پر غاصب حکمرانوں کے خلاف واضح قولی و عملی موقف اختیار کرنا ہوگا۔ پس اب یا تو تمہیں اپنی فوجوں کو غزہ و بغداد کی سمت نکالنا ہوگا، ورنہ پھر تم اپنے بیٹوں کو یہودیوں کے ہاتھوں کٹتا دیکھو اور بیٹھ کر تماشہ کرو......اگر ایسا نہ چاہو تو بڑھو اور اپنے سر پر مسلط خائن حکمرانوں کے خلاف قتال کرو تا کہ کل تم بیت المقدس اور غزہ کی بازیابی کے لیے پہنچ سکو۔ اے مسلمانو! آخر ایسی زندگی کی کیا وقعت ہے کہ تم اپنے بھائیوں اور عورتوں کو یہودیوں کے ہاتھوں میں دیکھ کر بھی خاموش بیٹھے ہو' کیا یہ روا ہے کہ تم سڑکوں پر نکل کر مظاہرے کرو اور اپنے حلق خشک کر کے گھروں کو لوٹ جاؤ، اور سمجھو کہ تم نے اپنے بچوں سے مصیبت کو ٹال دیا، غزہ کا گھیرا توڑ ڈالا اور اہل فلسطین کے قتل کا بدلہ چکا دیا۔ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ تم پر لازم ہے کہ صلیبی صہیونی حملے کی مدد و رسد کو کاٹو، اپنی سرزمینوں میں موجود ان صلیبیوں اور ان کے آلہ کاروں کے خلاف قتال کرو اور مغربی مفادات کو بڑھ کر نشانہ بناؤ' یہاں تک کہ امریکہ و یورپ کی یہود کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیں اور فلسطین میں جاری قتل و غارت روک دیں''۔

(امیر تنظیم القاعدۃ (جزیرۃ العرب) شیخ ابو بصیر حفظہ اللہ)

۱۹۹۸ کے اہم واقعات

محمد ابوبکر صدیق

۱۹۹۸ کا آغاز:

نیا سال شروع ہوا تو اطالبان ایک بار پھر شمال پر فوج کشی کے لیے تازہ دم نظر آئے۔ جنوری ۱۹۹۸ کے پہلے ہفتے میں انہوں نے دوستم کے علاقے پر حملہ کر کے ''کا قیصار'' سمیت ۵۰ کلومیٹر کا علاقہ چھین لیا۔ ادھر طالبان مخالفین نے زیر زمین سرگرمیاں شروع کر دکھی تھی۔ سروبی میں مقامی کمانڈروں میں اڑھائی لاکھ ڈالر تقسیم کیے گئے تاکہ وہ بغاوت کر دیں۔ قندھار میں طالبان کے مردِ آہن ملا داداللہ کے قتل کی سازش تیار تھی۔ ایک دن چند مسلح افراد ان کی گاڑی کے راستے میں گھات لگا کر بیٹھ گئے مگر ملا داداللہ سے پہلے ایک اور گاڑی وہاں سے گزری۔ حالانکہ یہ گاڑی ان کے اپنے کمانڈر ملا نقیب کی تھی جو ربانی کا سابق کمانڈر تھا۔ کچھ دیر بعد ملا داداللہ وہاں سے گزرے تو تباہ شدہ گاڑی سے زخمیوں کو نکال کر خود ہسپتال پہنچا آئے۔ انہیں بعد میں معلوم ہوا کہ حملہ آوروں کا ہدف وہی تھے۔

اپنی تنظیم بہتر بنانے کے لیے ان دنوں طالبان نے ایک اہم نوعیت کا فیصلہ کیا۔ اب تک وہ رضا کاروں اور مجاہدین کے گروہوں کے انداز میں لڑتے تھے۔ با قاعدہ فوجی نظم و نسق سے بہت دور تھے مگر اب ''قومی فوج'' یا ''طالبان مسلح افواج'' بنانے کا اعلان کیا گیا تاہم وسائل کی کمی کی وجہ سے یہ ''جدید فوج'' نہ بن سکی۔

شعبہ امر بالمعروف کا قیام:

فروری کے آغاز میں ایک اور اہم شعبہ قائم کیا گیا۔ اسے ''امر بالمعروف و نہی عن المنکر'' کا نام دیا گیا۔ اس کے عہدے داروں کی ذمہ داری تھی کہ وہ معاشرے سے گناہوں، شرعی محرمات اور اخلاقی برائیوں کا خاتمہ کریں اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کریں۔ اس شعبے کے عہدے داروں کو گورنروں سے باز پرس کے اختیارات حاصل تھے۔ اس شعبے نے ملک میں برائیوں کے ازالے کے لیے بھرپور کام کیا۔

طالبان دھیرے دھیرے شمالی اتحاد کی سرحدوں پر حملے کر کے ان کی دفاعی قوت کا اندازہ کرتے رہے۔ قندوز کے علاوہ غور بند میں بھی طالبان کی خاص تعداد اب تک محاصرے میں تھی۔ ان مسائل کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری تھا۔ یہ سلسلہ وقفے وقفے سے جاری تھا۔ ساتھ ساتھ ادھر اُدھر حملے بھی ہو رہے تھے۔ فروری کے دوران کا قیصار (فاریاب) میں رشید دوستم طالبان کی مارٹر توپ کی زد میں آکر شدید زخمی ہو گیا اور اسے علاج کے لیے بیرون ملک لے جایا گیا۔ مگر طالبان کوئی بڑا حملہ کرنے میں تامل کرتے رہے۔ دراصل شمال میں اتحادی آپس میں ٹکرا رہے تھے اور طالبان ان کی ٹوٹ پھوٹ کا عمل جاری رہنے دینا چاہتے تھے۔

شمالی اتحادی کی باہمی لڑائیاں:

مارچ کے آخری عشرے میں شمالی اتحاد کی خانہ جنگی عروج پر پہنچ گئی۔ اب لڑائی حزب وحدت اور دوستم کے درمیان ہو رہی تھی۔ دوستم نے حزب وحدت کے ۷۰ افراد گرفتار کر کے انہیں زندہ دریائے آمو میں پھینک دیا۔ جواب میں حزب وحدت نے دوستم کے ۱۰۰ اہل کار قتل کر دیے۔ اس کے بعد مزار شریف کے گرد و نواح میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ ازبک اور ہزارہ جات ایک دوسرے پر پل پڑے۔ حزب وحدت نے اپنا غصہ مزار شریف پر نکالا اور شہر کے بازاروں، گوداموں اور سرکاری عمارتوں کو لوٹ لیا۔ دوستم نے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے حیرتان کو لوٹ لیا۔ چند دنوں میں یوں نظر آنے لگا جیسے شمال میں صرف ڈاکوؤں کا راج ہے۔ شاہ راہوں اور تاجروں کو لوٹنا روز کا معمول تھا ہی، حاجیوں کے قافلوں کو بھی نہ بخشا گیا۔

اسامہ بن لادن افغانستان میں:

۱۹۹۸ وہ سال ہے جس میں شیخ اسامہ بن لادن امریکہ کے سب سے بڑے مخالف کی صورت میں عالمی افق پر ابھرے اور اس کے بعد وہ میڈیا کا اہم ترین موضوع بن گئے۔ افغانستان کی تاریخ ان کے ذکر کیے بغیر نامکمل ہے۔ اس لیے پہلے شیخ اسامہ کی شخصیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

اسامہ بن لادن ۱۹۵۷ میں سعودی عرب میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محمد بن لادن عرب کے نامور تاجر تھے۔ اسامہ بن لادن نے بچپن مدینہ منورہ میں گزارا۔ جدہ کی درس گاہوں میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ کنگ عبدالعزیز یونیورسٹی سے بزنس مینجمنٹ اور اقتصادیات کی اسناد پائیں۔ برطانیہ سے انجینئرنگ گریجوایشن کیا۔ تعلیم کا سلسلہ تھما تو خاندان کے کاروبار میں مصروف ہو گئے۔ محمد بن لادن فوت ہوئے تو اسامہ بن ادن کو ورثے میں ۲۵ کروڑ ڈالر ملے جس سے انہوں نے بن لادن کمپنی قائم کی۔ سول انجینئرنگ کے فن میں انہیں کمال حاصل تا، ان کی تعمیری کمپنی کا داہ پوری دنیا میں پھیل گیا۔

افغانستان پر روس کی یلغار کے فوراً بعد شیخ اسامہ نے جہاد میں حصّہ لیا۔ وہ ۱۹۷۹ میں ۲۲ سال کے عمر میں روسیوں کے خلاف جہاد میں شریک ہوئے۔ اپنی فنی مہارت کو کام میں لا کر مجاہدین کے لیے پاک افغان سرحدی علاقوں میں ایسے زمین دوز بینکر اور مورچے تعمیر کیے جو ہوائی حملوں سے بالکل محفوظ تھے۔ ان عمارتوں کی تعمیر میں کس قدر مہارت سے کام لیا گیا اس کا اندازہ لگانے کے لیے کوہ سفید کی خفیہ عمارت کی مثال کافی ہے کہ کس طرح ہزاروں فٹ بلند سلسلہ کوہ کو اندر سے کھوکھلا کر کے بینکر بنائے گئے۔ عمارت کی مرکزی سرنگ کی بلندی ۲۰۰ فٹ تھی۔ اس سے نکلنے والی ذیلی سرنگیں پورے پہاڑی سلسلے میں پھیل گئی تھیں جن میں ایک ساتھ کئی گاڑیاں چل سکتی ہیں۔ یہ حیرت انگیز منصوبہ شیخ اسامہ نے صرف ایک سال میں مکمل کیا۔

۱۹۸۹ میں سویت یونین افغانستان سے نکل گیا۔ جہاد فتح سے ہمکنار ہوا مگر شیخ

اسامہ کا سفر جاری رہا۔ وہ شیخ عبداللہ عزام شہیدؒ کے گرویدہ تھے اوران کے افکار و کردار سے بے حد متاثر تھے۔ وہ جہاد کو پوری دنیا میں زندہ کرنا چاہتے تھے۔ ۱۹۸۹ میں شیخ عزامؒ کی شہادت کے بعد شیخ اسامہ ہی عرب مجاہدین کے عالمی قائد کے طور پر سامنے آئے۔ ان دنوں افغان مجاہدین کے گروپوں میں سیاسی چپقلش بہت بڑھ گئی تھی، اس لیے اسامہ بن لادن اس صورت حال سے اکتا کر واپس سعودی عرب آ گئے اور شہدا کے ہزاروں خاندانوں کی کفالت کے منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ ۱۹۹۰ میں کویت پر عراق کے حملے کے بعد شیخ اسامہ، سعودی وزیر دفاع نائف بن سلطان سے ملے اور ڈیزرٹ اسٹرام آپریشن کے لیے اپنی خدمات پیش کیں مگر ساتھ ہی شرط عائد کی کہ امریکہ کو مداخلت کا موقع نہ دیا جائے۔ سعودی حکمرانوں نے اس پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے امریکہ کو خوش آمدید کہا، جس کے نتائج وہ آج تک بھگت رہے ہیں۔ چونکہ نائف بن سلطان نے امریکہ کو جزیرۃ العرب میں مداخلت کا موقع دینے میں اہم کردار ادا کیا تھا اس لیے شیخ اسامہ نے ایک ملاقات میں نائف پر اسلام سے غداری کا الزام لگایا۔ اس پر سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن کو ''ناپسندیدہ شخصیت'' قرار دیا۔ یہ ۱۹۹۲ کا واقعہ ہے۔

اسامہ بن لادن سوڈان میں:

اس دوران سوڈان میں ''حسن ترابی'' اسلامی انقلاب کی داغ بیل ڈال چکے تھے۔ شیخ اسامہ ان کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ ۱۹۹۴ میں سعودی حکومت نے اسامہ بن لادن کی مسلسل تنقید سے برافروختہ ہو کر انہیں جلاوطن کر دیا۔ اس وقت انہیں سوڈان ہجرت کر جانا بہتر نظر آیا۔ چنانچہ وہاں منتقل ہو کر انہوں نے عرب اور افغان مجاہدین کا ایک مضبوط گروہ بنا لیا۔ ۱۹۹۳ میں یہیں سے انہوں نے صومالیہ میں مداخلت کرنے والی امریکی فوجوں کے خلاف کارروائیوں کی قیادت کی۔ مقدیشو (صومالیہ) میں ۱۸ امریکی فوجی مارے گئے اور امریکہ صومالیہ سے نکل گیا۔ اب اس نے اسامہ بن لادن کو اپنا سخت ترین حریف تصور کر لیا۔ اپریل ۱۹۹۶ میں امریکی صدر بل کلنٹن نے دہشت گردی کے خلاف قانون کی منظوری دے کر بن لادن کمپنی کے ۳۰۰ ملین ڈالر ضبط کر لیے۔ اس دوران طالبان کا ظہور ہو چکا تھا۔ افغانستان کے مشرقی اور جنوبی علاقوں کا امن و امان بحال ہو رہا تھا۔ یہ دیکھ کر شیخ اسامہ مئی ۱۹۹۶ میں دوبارہ افغانستان آ گئے۔ ان کے ہمراہ ان کے بیوی بچے بھی تھے۔ وہ طالبان قیادت سے بالکل ناواقف تھے اس لیے ان پر اعتماد نہیں کر سکتے تھے، اس لیے وہ سیدھا جلال آباد ایرپورٹ پر اترے۔

کئی ماہ تک وہ جلال آباد میں علاقائی شوریٰ کی امان میں رہے۔ اس دوران امریکہ کی جانب سے شیخ اسامہ کو حوالے کر دینے کے مطالبات شروع ہو گئے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگست ۱۹۹۶ میں شیخ اسامہ نے امریکہ کے خلاف جہاد کا آغاز کرنے کا اعلان کیا تھا۔ امریکہ کے نزدیک شیخ اسامہ کو گرفتار کرنا ضروری تھا۔ یہ کام ان دنوں زیادہ مشکل نہ تھا کیونکہ افغانستان کے مقامی کمانڈروں میں سے درجنوں کمانڈر خود مختار تھے۔ ان کی وفاداریاں ڈالروں کے عوض بکتی تھیں۔ اسامہ بن لادن صرف مقامی مجاہد راہنماؤں کے بھروسے پر محفوظ تھے ورنہ درحقیقت ربانی کو طالبان سے مقابلہ کے لیے امریکہ کی مزید حمایت کی ضرورت تھی۔ اسے خوش کرنے کے لیے وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ اُس نے امریکہ سے اسامہ بن لادن کو حوالے کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ قرین قیاس ہے کہ جلال آباد کا گورنر حاجی عبدالقدیر بھی اس کھیل میں شامل کیا گیا ہوگا۔ بہرصورت اسامہ بن لادن کو اس سازش کا قطعاً علم نہ تھا اور نہ وہ افغانستان سے نکلنے یا طالبان کے علاقے پناہ لینے کی کوشش ضرور کرتے۔ تاہم اس سے قبل کہ اسامہ بن لادن پر ہاتھ ڈالا جاتا، طالبان نے اچانک جلال آباد فتح کر لیا اور شیخ کی گرفتاری کا خواب ادھورا رہ گیا۔ یہ ستمبر ۱۹۹۶ کے اواخر کا واقعہ ہے۔

طالبان اور شیخ اسامہ:

طالبان نے شیخ اسامہ بن لادن کو معزز مہمان کی حیثیت دے کر ہر ممکنہ سہولت فراہم کی۔ ادھر سی آئی اے نے اسامہ بن لادن کی گرفتاری کو اپنا ہدف بنا لیا۔ ۱۹۹۷ کے شروع میں سی آئی اے کے کمانڈروں نے پاکستانی اہل کاروں اور افغان باشندوں کی مدد سے شیخ کے خلاف ایک خفیہ آپریشن کیا مگر وہ انہیں اغوا نہ کر سکے۔ اس کے بعد اسامہ بن لادن امریکہ کے خلاف مسلسل بیانات دیتے رہے۔ ۲۳ فروری ۱۹۹۸ کو خوست میں واقع القاعدہ کے مرکز سے ایک اعلامیہ جاری ہوا جس میں یہود و نصاریٰ کے خلاف اعلان جہاد کیا گیا اور کہا گیا کہ امریکہ عالم اسلام کے مقامات مقدسہ پر قابض ہے، اس لیے امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جہاد فرض ہے۔ ۱۴ اپریل ۱۹۹۸ کو قندھار کے گورنر ملا حسن رحمانی نے امریکہ کے مطالبے کے جواب میں کہا کہ ہم اسامہ بن لادن کو کسی قیمت پر امریکہ کے حوالے نہیں کر سکتے۔

تخار کا زلزلہ:

جون ۱۹۹۸ میں شمالی اتحاد کے علاقے تخار میں ہولناک زلزلہ آیا۔ ۵ ہزار افراد جاں بحق ہو گئے۔ طالبان نے شمالی اتحاد سے اختلافات بھلا کر متاثرین کو امداد کی پیش کش کی لیکن یہ پیش کش شمالی اتحاد کی جانب سے قبول نہیں کی گئی۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: شیخ ابواللیث اللیبی (رحمہ اللہ) ۔ جہاد فی سبیل اللہ کے عظیم قائد

عراق، الجزائر اور صومالیہ میں، وہ امت کمزور امت نہیں ہے، وہ امت جو وحشی روس کے سامنے ساڑھے چار صدیوں تک قوقاز میں مستحکم رہی، بے کس و محتاج امت نہیں، وہ امت جس نے غزہ میں یہود کو مار بھگایا، مفلوج امت نہیں، وہ امت جس نے امام شاملؒ، عمر مختارؒ، حسن البناءؒ، عزالدین القسامؒ، سید قطبؒ، خالد الاسلامبولیؒ، عسام القمریؒ، عبداللہ عزامؒ، ابو عبیدہ البنجشیریؒ، قائد ابوحفصؒ، محمد عطاؒ، خطابؒ، شامل بسایوؒ، ارسلان مشکادیوؒ، زیلم خان یاندربایوؒ، احمد یاسینؒ، عبدالعزیز الرنتیسیؒ، ابو ولید الغامدیؒ، ابوعمر السیفؒ، عبداللہ رشودؒ، ابو مصعب الزرقاویؒ، ملا داداللہؒ اور ابواللیث اللیبیؒ جیسے ابطال کو جنم دیا وہ کوئی بانجھ امت نہیں، اور وہ امت جس کے بیٹے، مہاجرین اور مجاہدین، تاریخ اسلام کی سب سے سخت صلیبی جنگ کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں ہار ماننے والی امت نہیں!!!''

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

مرتب: عمر فاروق

درج ذیل اعداد وشمار امارت اسلامیہ افغانستان کے مقرر کردہ ترجمان برائے جنوبی وشمالی افغانستان، قاری یوسف احمدی اور ذبیح اللہ مجاہد کی طرف سے جاری کردہ ہوتے ہیں۔ جن کو امارت اسلامیہ افغانستان کے طالبان مجاہدین کے عربی ترجمان 'الصمود' کی ویب سائٹ ww.alemarah.info پر بھی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		16 مارچ		
بادغیس	مرغاب	صلیبی فوجیوں پر حملہ	---	3 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی دستے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	5 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان رینجرز پر کمین	1 گاڑی تباہ	7 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی کانوائے پر کمین	---	1 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی دستے پر حملہ	---	1 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی ٹینک پر حملہ	1 صلیبی ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پر کمین	---	2 برطانوی فوجی ہلاک
قندھار	ژڑی	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1 ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نوزاد	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2 ٹینک تباہ	10 صلیبی فوجی ہلاک
خوست	نادرشاہ	امریکی فوجی دستے پر کمین	1 امریکی گاڑی تباہ	4 امریکی فوجی ہلاک
خوست	نادرشاہ	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1 امریکی ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک
قندوز	چاردرہ	صلیبی اور افغان فوجی قافلے پر کمین	1 ٹینک تباہ	2 ہلاک
قندوز	چاردرہ	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	2 ٹینک تباہ	10 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	دیشو	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	2 ٹینک تباہ	12 امریکی فوجی ہلاک
میدان وردگ	جغتو	سرکاری عمارتوں پر حملے	---	12 سرکاری اہل کار ہلاک
قندھار	ارغنداب	امریکی پیدل دستوں پر فدائی حملہ	---	19 امریکی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی رسد کے قافلے پر حملہ	---	9 ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی رسد کے قافلے پر حملہ	2 اہل کار گرفتار	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستوں پر حملہ	3 امریکی ٹینک تباہ	12 امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	نازیان	افغان پولیس چوکی پر حملہ	---	5 افغان پولیس اہل کار ہلاک
بادغیس	مرغاب	امریکی ہیلی کاپٹر پر حملہ	ہیلی کاپٹر تباہ	سوار تمام امریکی فوجی ہلاک
		17 مارچ		
پکتیا	ڈنڈ	افغان پولیس پر کمین	1 گاڑی تباہ	3 ہلاک
لغمان	-	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 امریکی ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1 ٹینک تباہ	7 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1 ٹینک تباہ	6 صلیبی فوجی ہلاک
بدخشاں	ارکو	غیر ملکی این جی او کی گاڑی پر حملہ	گاڑی تباہ	3 غیر ملکی اہل کار ہلاک
کنڑ	مانوگئی	امریکی فوجی اڈے پر میزائل حملہ	---	---
خوست	دومندو	صلیبی قافلے پر حملہ	2 سرف گاڑیاں تباہ	11 صلیبی فوجی ہلاک
خوست	نادرکوٹ	پیدل صلیبی دستے پر حملہ	---	3 صلیبی فوجی ہلاک
خوست	غازی آباد	افغان فوجی چوکیوں پر حملے	چوکی پر قبضہ	---
خوست	باک	صلیبی فوجی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
ننگرہار	نازیان	سرحدی پولیس چوکیوں ہ پر حملہ	3 چوکیوں پر قبضہ	---
قندھار	شہر	پولیس گاڑی پر حملہ	گاڑی تباہ	4 ہلاک
میدان	سیدآباد	صلیبی رسد کے قافلے پر کمین	3 آئل ٹینکر تباہ	---
ہرات	غوریان	پولیس گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	گاڑی تباہ	4 پولیس اہل کار ہلاک
غزنی	شہر	خفیہ ادارے کے افسر پر حملہ	---	افسر ہلاک
18 مارچ				
ہلمند	گریشک	برطانوی اور افغان فوجی دستے پر حملہ	---	2 ہلاک
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی دستے پر حملہ	1 ٹینک تباہ	3 امریکی فوجی ہلاک
غزنی	ناوہ	افغان رینجرز پر حملہ	1 گاڑی تباہ	تمام سوار ہلاک
قندھار	بولدک	افغان فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	4 افغان فوجی ہلاک
پکتیا	-	امریکی رسد کے قافلے پر کمین	1 ٹرالر 2 ھمر تباہ	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلوں پر کمین	3 امریکی ٹینک تباہ	18 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی وافغان فوجی قافلے پر حملہ	---	7 ہلاک
فراہ	بکواہ	امریکی فوجی دستے پر کمین	1 ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک
غزنی	-	امریکی رسد کے قافلے پر کمین	3 گاڑیاں تباہ	---
ہلمند	مرجاہ	امریکی فوجی دستے پر کمین	1 امریکی ٹینک تباہ	11 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	امریکی رسد کے قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	4 اہل کار ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	7 افغان فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	گورنر کے گھر پر حملہ	---	---
اورزگان	ترین کوٹ	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1 ٹینک تباہ	5 امریکی فوجی ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	صلیبی پیدل فوجی دستے پر حملہ	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
غزنی	شہر	پولیس کے مرکز پر حملہ	---	6 پولیس اہل کار ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کی نقصان	ہلاکتیں
کابل	بگرام	بگرام ایئربیس پر میزائل حملہ	---	---
		19مارچ		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستوں پر حملے	4ٹینک تباہ	18امریکی فوجی ہلاک
فراہ	گلستان	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	خانشین	امریکی فوجی دستے پر حملہ	1ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	4افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	7صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	امریکی پیدل فوجی دستے پر حملہ	---	1امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	پیدل برطانوی فوجی دستے پر حملہ	---	4برطانوی فوجی ہلاک
پکتیکا	-	امریکی فوج کے کیمپ پر میزائل حملہ	---	---
زابل	شاہ جوئی	صلیبی وافغان فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	6ہلاک
قندھار	میوند	صلیبی رسد کانوائے پر کمین	4 گاڑیاں تباہ	---
میدان وردگ	سید آباد	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
بادغیس	مقر	اتحادی فوجی قافلے پر حملہ	---	15 صلیبی فوجی ہلاک
کابل	-	فوجی رسد کے قافلے پر حملہ	4 گاڑیاں تباہ	---
		20مارچ		
اورزگان	ترین کوٹ	کرزئی کے اجلاس پر راکٹ حملہ	---	---
ننگرہار	پچیر آگام	امریکی پٹرولنگ دستے پر حملہ	2ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
خوست	-	افغان پولیس کی چوکی پر حملہ	---	---
خوست	کے باک،زازئی	اتحادی دستوں پر کمین	6 گاڑیاں تباہ	13اتحادی فوجی ہلاک
قندھار	شہر	افغان فوجی کانوائے پر کمین	---	---
ہلمند	نادعلی	صلیبی وافغان فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	6ہلاک
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	7ہلاک
ہلمند	نادعلی	اتحادی فوجی قافلے پر کمین	---	13اتحادی فوجی ہلاک
ننگرہاد	خوگیانی	امریکی فوجی دستے پر کمین	1ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	افغان فوجی دستے پر حملہ	---	6افغان فوجی ہلاک
لغمان	مہترلام	امریکی فوجی اڈے پر میزائل حملے	---	---
کنڑ	مانوگئی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
کابل	سروبی	صلیبی فوجی اڈے پر حملہ	---	---
ہرات	طورغنڈئی	افغان پولیس پر حملہ	---	2پولیس اہل کار ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ننگرہار	سپین نمر	افغان پولیس پر حملہ	---	3پولیس اہل کار ہلاک
		22مارچ		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	شیگل	افغان فوجی قافلے پر حملہ	3 گاڑیاں تباہ	6افغان فوجی ہلاک
قندھار	شہر	افغان پولیس پر حملہ	---	6پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	گریشک	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	6 صلیبی فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
قندھار	امام صاحب	افغان پولیس پر حملہ	---	4پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پر حملہ	---	3برطانوی فوجی ہلاک
قندوز	شہر	افغان فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	2افغان فوجی ہلاک
کابل	شہر	ایئرپورٹ پر میزائل حملہ	---	---
		23مارچ		
ہلمند	نوزاد	امریکی فوجی قافلے پر کمین	2ٹینک تباہ	10امریکی فوجی ہلاک
غزنی	مقر	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
غزنی	-	افغان پولیس پر حملہ	---	4پولیس اہل کار ہلاک
اورزگان	دہراوت	اتحادی فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	---
ہلمند	نادعلی	امریکی دستوں پر حملے	8ٹینک تباہ	34امریکی فوجی ہلاک
قندھار	شہر	افغان پولیس پر حملہ	---	6پولیس اہل کار ہلاک
کابل	سروبی	صلیبی مرکز پر حملہ	---	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	4ٹینک تباہ	18امریکی فوجی ہلاک
		24مارچ		
ہلمند	گرمسر	امریکی فوجی دستوں پر کمین	3ٹینک تباہ	16امریکی فوجی ہلاک
قندھار	شہر	افغان فوجی دستوں پر حملہ	2 گاڑیاں تباہ	2افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی دستے پر کمین	1ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
غزنی	گیلان	PRTمرکز پر میزائل حملہ	---	---
نورستان	غازی آباد	امریکی فوجی اڈے پر حملہ	---	---
قندھار	میوند	صلیبی فوجی دستے پر کمین	1فوجی گاڑی تباہ	3 صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	دشت ارچی	ہیلی کاپٹر پر حملہ	ہیلی کاپٹر تباہ	تمام سوار ہلاک
لوگر	پل عالم	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
پکتیا	زرمت	اتحادی فوجی قافلے پر کمین	---	10 صلیبی فوجی ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	اتحادی فوجی قافلے پر کمین	---	10 صلیبی فوجی ہلاک
ننگرہار	غنی خیل	افغان رینجرز پر حملہ	1 گاڑی تباہ	3 افغان فوجی ہلاک
		25 مارچ		
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر حملہ	1 ٹینک تباہ	5 صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	موسیٰ قلعہ	پولیس پر حملہ	---	7 پولیس اہل کار ہلاک
میدان وردگ	سید آباد	پولیس پارٹی پر کمین	2 گاڑیاں تباہ	6 پولیس اہل کار ہلاک
کنڑ	کنڑ شہر	امریکی پیدل فوجی قافلے پر حملہ	---	3 امریکی فوجی ہلاک
نورستان	نوریگرام	امریکی فوجی مرکز پر حملہ	---	---
خوست	منگسو خوڑ	امریکی فوجی دستے پر حملہ	---	6 امریکی فوجی ہلاک
زابل	قلات	افغان فوجی قافلے پر کمین	1 فوجی گاڑی تباہ	6 افغان فوجی ہلاک
		26 مارچ		
قندھار	میوند	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 فوجی گاڑی تباہ	4 صلیبی فوجی ہلاک
بادغیس	مرغاب	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
کاپیسا	تغاب	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	2 صلیبی فوجی ہلاک
ننگرہار	جلال آباد	ایئر پورٹ پر حملہ	---	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجیقافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	4 ٹینک تباہ	12 امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	-	افغان فوج پر کمین	---	6 افغان فوجی ہلاک
خوست	علی شیر	رینجرز پر حملہ	1 ٹینک تباہ	4 رینجرز اہل کار ہلاک
میدان وردگ	شیخ آباد	افغان فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	2 افغان فوجی ہلاک
قندھار	شہر	پولیس چوکی پر حملہ	---	2 پولیس اہل کار ہلاک
		27 مارچ		
بغلان	دہ سلاح	ضلعی پولیس افسر پر حملہ	---	افسر زخمی، 2 محافظ ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	امریکی کمانڈوز پر حملہ	5 لینڈ کروزر تباہ	14 امریکی کمانڈوز ہلاک
لوگر	-	پولیس پارٹی پر حملہ	---	2 پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	نوزاد	برطانوی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 ٹینک تباہ	5 برطانوی فوجی ہلاک
قندھار	ژڑی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	7 امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	جانی خیل	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2 ٹینک تباہ	9 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پر فدائی حملہ	متعدد فوجی گاڑیاں تباہ	25 برطانوی فوجی ہلاک
پکتیا	وازی خواہ	امریکی ڈرون طیارے پر حملہ	ڈرون طیارہ تباہ	---

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ہلمند	گرمسر	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
		28مارچ		
ہلمند	موسیٰ قلعہ، نادعلی، ناوہ	امریکی فوجی قافلوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3فوجی گاڑیاں تباہ	17امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	امریکی فوجی قافلے پر کمین	1امریکی ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	اتحادی قافلے پر کمین	1 گاڑی تباہ	2اتحادی فوجی ہلاک
لوگر	چرخ	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5صلیبی فوجی ہلاک
پکتیکا	سرہ روضہ	امریکی فوجی قافلے پر کمین	---	9امریکی فوجی ہلاک
خوست	شہر	امریکی فوجی قافلے پر کمین	---	6امریکی فوجی ہلاک
بدخشاں	ارگو	پولیس چوکی پر حملہ	2چوکیاں تباہ	---
میدان وردگ	شہر	صلیبی فوجی رسد کے قافلے پر حملہ	2 آئل ٹینکر تباہ	---
		29مارچ		
ہلمند	موسیٰ قلعہ	برطانوی فوجی قافلے پر کمین	---	25برطانوی فوجی ہلاک
قندوز	علی آباد	جرمن فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5جرمن فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی رسد کے قافلے پر حملہ	2 آئل ٹینکر تباہ	---
ننگرہار	-	ضلعی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	4 گاڑیاں تباہ	10 صلیبی فوجی ہلاک
ننگرہار	جلال آباد	خفیہ ایجنسی کے دفتر پر حملہ	---	---
کابل	شہر	پولیس کے قافلے پر کمین	3 گاڑیاں تباہ	20 پولیس اہلکار ہلاک
ہلمند	گریشک	امریکی فوجی دستے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	2امریکی فوجی ہلاک
		31مارچ		
زابل	قلات	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2فوجی گاڑیاں تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
اورزگان	ترین کوٹ	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2ٹینک تباہ	13صلیبی فوجی ہلاک
قندوز	-	افغان فوجی قافلے پر بارودی گدھے کا حملہ	---	15افغان فوجی ہلاک
کاپیسا	نجراب	فرانسیسی فوجی قافلے پر کمین	---	4فرانسیسی فوجی ہلاک
نیمروز	لوٹ	پولیس پارٹی پر حملہ	---	1پولیس اہلکار ہلاک
ہلمند	گریشک	پولیس پارٹی پر حملہ	---	2پولیس اہلکار ہلاک
خوست	زازئی	افغان فوج پر کمین	---	7افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
لغمان	علیشنگ	امریکی فوجی بیس پر میزائل حملہ	---	---
		1اپریل		
ہلمند	نادعلی	اتحادی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	5صلیبی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	افغان کسٹم پولیس کی گاڑی پرحملہ	گاڑی تباہ	3ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	بکتر بند تباہ	3امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	وٹہ پور	امریکی فوج سے دوبدولڑائی	---	---
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1فوجی گاڑی تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	لشکرگاہ	برطانوی فوج پرکمین	---	3برطانوی فوجی ہلاک،2زخمی
ہلمند	گرمسر	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5امریکی فوجی ہلاک
خوست	یعقوبی	افغان پولیس چوکیوں پرحملہ	---	4افغان فوجی ہلاک
		2اپریل		
فراہ	بالابلوک	افغان فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3 گاڑیاں تباہ	8افغان فوجی ہلاک،7زخمی
قندوز	چاردرہ	جرمن فوجی کانوائے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3ٹینک تباہ	15جرمن فوجی ہلاک
غزنی	واغظ	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ وکمین	1ٹینک تباہ	11 صلیبی فوجی ہلاک
لوگر	محمدآغے	افغان فوجیوں پر میزائل حملہ	---	---
ہلمند	نوزادکے	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3امریکی ٹینک تباہ	13امریکی فوجی ہلاک
کنڑ	اسمار	امریکی فوجی بیس پر میزائل حملہ	---	---
پکتیا	لجی منگل	امریکی فوجی سپلائی کے قافلے پرحملہ	1فوجی گاڑی تباہ	---
ہلمند	لشکرگاہ	برطانوی فوجیوں پرکمین	---	11برطانوی فوجی ہلاک،متعدد زخمی
کنڑ	خاص کنڑ	افغان پولیس چوکی پرحملہ	---	2افغان پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	سنگین	برطانوی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	4برطانوی فوجی ہلاک
خوست	-	افغان پیدل فوجی قافلے پرحملہ	---	3افغان فوجی ہلاک،3زخمی
قندھار	-	افغان پولیس چوکیوں پر حملے	---	3افغان پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	افغان فوجی قافلے پرحملہ	---	1افغان فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	صلیبی گشتی پارٹی پرحملہ	---	2صلیبی فوجی ہلاک،3زخمی
		3اپریل		
ہلمند	موسیٰ قلعہ	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3امریکی ٹینک تباہ	15امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نوزاد	امریکی فوجی قافلوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	8امریکی ٹینک تباہ	35امریکی فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
پکتیا	سروبی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	4فوجی گاڑیاں تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	5امریکی ٹینک تباہ	22امریکی فوجی ہلاک
خوست	یعقوبی	امریکی فوجی مرکز پر میزائل حملے	---	---
فراہ	دلارام	افغان فوجیوں پرحملہ	---	10افغان فوجی ہلاک
لوگر	برہ	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
بغلان	قندوز	افغان پولیس پرحملہ	---	1پولیس اہل کار ہلاک
میدناوردگ	سیدآباد	صلیبی فوجی سپلائی قافلے پرحملہ	---	3پولیس اہل کار ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	2ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
خوست	-	افغان پولیس پرحملہ	1 گاڑی تباہ	3پولیس اہل کار ہلاک
زابل	قلات	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	2فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	3امریکی فوجی ہلاک،2زخمی
خوست	چرخ	امریکی فوجی گشتی پارٹی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک
		4اپریل		
بغلان	پل خمری	افغان پولیس سے دوبدولڑائی	8 گاڑیاں غنیمت	---
ہلمند	وزیرچاراہی	افغان فوجی قافلے پرحملہ	1فوجی گاڑی تباہ	9افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی گشتی پارٹی پرحملہ	---	5صلیبی فوجی ہلاک
خوست	نادرشاہ کوٹ	افغان پولیس پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 گاڑی تباہ	6پولیس اہل کار ہلاک
پکتیکا	یحییٰ خیل	افغان رینجرز پر کمین	4 گاڑیاں تباہ	6افغان فوجی ہلاک
کنڑ	سوکئی	افغان رینجرز پرحملہ	1 گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نوزاد	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	گرمسر	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ وکمین	1 بکتر بند،1ٹینک تباہ	7امریکی فوجی ہلاک
خوست	خوست شہر	امریکی جاسوس طیارے پرحملہ	طیارہ تباہ	---
میدناوردگ	سیدآباد	صلیبی سپلائی قافلے پرحملہ	2 آئل ٹینکر تباہ	---
کنڑ	سرکانو	امریکی فوجی بیس پرحملہ	---	---
قندھار	قندھارشہر	افغان پولیس پر دستی بم حملہ	---	2پولیس اہل کار ہلاک، دوزخمی
ہلمند	گریشک	برطانوی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ وکمین	---	11برطانوی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	غیرملکی فوجوں کے سپلائی کے قافلے پرحملہ	2 گاڑیاں تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
بغلان	-	افغان فوجی قافلے پرحملہ	1 گاڑی تباہ	3صلیبی فوجی ہلاک،2زخمی
ہلمند	نادعلی	افغان فوجی چوکیوں پر حملے	---	---
ہلمند	لشکرگاہ	افغان پولیس پرحملہ	1 گاڑی تباہ	5پولیس اہل کار ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
		5اپریل		
لوگر	خروار	صلیبی فوجی دستے پرحملہ	---	8صلیبی فوجی ہلاک
کاپیسا	نجراب	اتحادی فوجی قافلے پر حملے	1 گاڑی تباہ	9اتحادی فوجی ہلاک
ہلمند	گریشک	اتحادی فوجی قافلے پرریموٹ کنٹرول بم حملے وکمین	2ٹینک تباہ	15صلیبی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پرکمین وریموٹ کنٹرول بم حملے	9 گاڑیاں تباہ	19صلیبی فوجی ہلاک
بغلان	بغلان	پولیس پرحملہ	2 گاڑیاں تباہ	---
خوست	نادرشاہ	افغان اورصلیبی فوجی قافلے پرحملہ	---	17افغان وصلیبی فوجی ہلاک
پکتیکا	خوشامند	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	2ٹینک تباہ	9امریکی فوجی ہلاک
قندھار	ژڑی	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	---	5امریکی فوجی ہلاک
قندھار	قندھارشہر	امریکی فوجی قافلے کےمترجم پرحملہ	مترجم ہلاک	---
کابل	سروبی	افغان فوجی قافلے پرحملہ	1 گاڑی تباہ	7افغان فوجی ہلاک
ننگرہار	کنڈو	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	---	2امریکی فوجی ہلاک
		7اپریل		
ہلمند	نادعلی	صلیبی فوجی قافلے پرحملہ	---	6صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	ارغنداب	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	---	5فوجی ہلاک
خوست	یعقوبی	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	1 گاڑی تباہ	4امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	1ٹینک تباہ	6صلیبی فوجی ہلاک
زابل	قلات	اتحادی فوجی قافلے پرحملہ	2ٹینک تباہ	9صلیبی فوجی ہلاک
غزنی	مقر	امریکی سپلائی کانوائے پرکمین	4 گاڑیاں تباہ	13صلیبی فوجی ہلاک
پکتیکا	زرمت	افغان فوجی قافلے پرحملہ	1 گاڑی تباہ	3افغان فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	امریکی رسد کے قافلے پرحملہ	5فوجی گاڑیاں تباہ	9فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	1امریکی ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
		8اپریل		
تخار	-	افغان فوجی قافلے پرحملہ	2 گرفتار	---
قندھار	ارغنداب	صلیبی فوجی قافلے پرحملہ	1 گاڑی تباہ	4صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	ارغنداب	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	---	9امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی قافلے پرحملہ	1ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
پکتیا	گردہ سیڑی	صلیبی فوجی قافلے پرریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	5امریکی ہلاک
ننگرہار	شیراز	پولیس پرحملہ	1 گاڑی تباہ	7پولیس اہل کار ہلاک
ننگرہار	خوگیانی	افغان فوجی قافلے پرکمین	---	9افغان فوجی ہلاک

صوبہ	ضلع	کارروائی کی تفصیل	دشمن کا نقصان	ہلاکتیں
ننگرہار	خوگیانی	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	10امریکی فوجی ہلاک
ننگرہار	خوگیانی	افغان فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	6افغان فوجی ہلاک
خوست	خوست شہر	افغان فوج پر حملہ	---	5افغان فوجی ہلاک
ننگرہار	حصارک	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	---	---
غزنی	گیلان	پولش فوجی قافلے پر حملہ	1 گاڑی تباہ	4پولش فوجی ہلاک
9ہلاک				
قندوز	-	صلیبی اور افغان فوجی قافلے پر حملہ	2 گاڑیاں تباہ	11 صلیبی و افغان فوجی ہلاک
قندھار	قندھار شہر	گورنر کے گھر پر حملہ	---	2 محافظ ہلاک
پکتیا	زرمت	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	6امریکی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	گورنر پر حملہ	---	11ہلاک
کاپیسا	تگاب	فرانسیسی فوجی قافلے پر کمین	---	11فرانسیسی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	اتحادی فوجیوں پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	2ٹینک تباہ	13 صلیبی فوجی ہلاک
10اپریل				
خوست	دیگان	افغان خفیہ ایجنسی خاد کے اہل کاروں پر حملہ	---	1ہلاک
بغلان	پل خمری	صلیبی فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	4 صلیبی فوجی ہلاک
ننگرہار	خوگیانی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول حملے	2ٹینک تباہ	12امریکی فوجی ہلاک
غزنی	-	افغان فوجیوں کا اپنے ہی ساتھیوں پر حملہ	---	6افغان فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	اتحادی فوجیوں پر حملہ	---	10اتحادی فوجی ہلاک
بدخشاں	وردج	پولیس چیف پر حملہ	چیف ہلاک	---
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی رسد کے قافلے پر حملہ	2 آئل ٹینکر	---
زابل	میزان	پولیس چوکی پر حملہ	چوکی تباہ	---
زابل	اٹغر	صلیبی فوجی قافلے پر حملہ	1ٹینک تباہ	6فوجی ہلاک
خوست	-	تعمیراتی کمپنی پر حملہ	32 گاڑیاں تباہ	---
قندوز	-	افغان فوجی قافلے پر حملہ	---	8فوجی ہلاک
11اپریل				
قندوز	چاردرہ	جرمن فوجی قافلے پر کمین	1ٹینک تباہ	5جرمن فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	صلیبی فوجی قافلے پر حملہ	---	5 صلیبی فوجی ہلاک
میدان وردگ	سیدآباد	امریکی فوجی قافلے پر حملہ	---	---
ہلمند	نادعلی	امریکی فوج پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1ٹینک تباہ	6فوجی ہلاک
قندھار	ارغنداب	اتحادی قافلے پر حملہ	---	4 صلیبی فوجی ہلاک

غزنی	چاردیوال	امریکی ہیلی کاپٹر پر حملہ	ہیلی کاپٹر تباہ	تمام سوار کفار ہلاک
قندھار	قندھار شہر	افغان خفیہ ادارے پر فدائی حملہ	---	13 افغان خفیہ اہلکار ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی پیدل دستے پر حملہ	---	2 امریکی فوجی ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	5 ٹینک تباہ	14 امریکی فوجی ہلاک
زابل	قلات	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	---	5 صلیبی فوجی ہلاک
پکتیا	زرمت	صلیبی فوجی دستوں پر کمین	---	7 صلیبی فوجی ہلاک
غزنی	مقر	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	5 ٹینک تباہ	19 صلیبی فوجی ہلاک
خوست	یعقوبی	صلیبی فوجی قافلے پر کمین	6 گاڑیاں تباہ	9 صلیبی فوجی ہلاک
قندھار	زڑی	صلیبی مرکز پر حملہ	---	---
		13 اپریل		
زابل	شہرصفا	پولیس پر حملہ بارودی سرنگ	1 گاڑی تباہ	6 پولیس اہلکار ہلاک
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	3 ٹینک تباہ	9 امریکی فوجی ہلاک
تخار	تالقان	پولیس پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 گاڑی تباہ	5 پولیس اہلکار ہلاک
پکتیا	سمکنئی	صلیبی فوجی مرکز پر میزائل حملہ	---	---
تخار	چھاب	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر پر حملہ	---	---
		14 اپریل		
ہلمند	نادعلی	امریکی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملے	6 ٹینک تباہ	25 امریکی فوجی ہلاک
لوگر	چرخ	صلیبی فوجی دستے پر حملہ	---	2 پولیس اہلکار ہلاک
لوگر	چرخ	امریکی پیدل فوجی دستے پر حملہ	---	7 امریکی فوجی ہلاک
فراہ	بکوا	صلیبی فوجی قافلے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک
لوگر	پل عالم	امریکی فوجی دستے پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ	1 ٹینک تباہ	6 امریکی فوجی ہلاک
قندوز	-	افغان فوجی کمانڈر پر حملہ	کمانڈر سرنڈر	---
پکتیا	زرمت	پولیس پر حملہ	1 گاڑی تباہ	4 پولیس اہلکار ہلاک
پکتیا	سٹوکنڈو	صلیبی فوجی رسد کے قافلے پر حملہ	6 گاڑیاں تباہ	---

16 مارچ 2010ء تا 15 اپریل 2010ء

فدائی حملے:	3	گاڑیاں تباہ:	160
مراکز، چیک پوسٹوں پر حملے:	32	ٹینک، بکتر بند تباہ:	156
کمین:	166	آئل ٹینکر، ٹرک تباہ:	12
ریموٹ کنٹرول، بارودی سرنگ:	109	جاسوس طیارے تباہ:	2
میزائل، راکٹ، مارٹر حملے:	13	مرتد افغان فوجی ہلاک:	381
ہیلی کاپٹر و طیارے تباہ:	3	صلیبی فوجی مردار:	1305

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

بازاروں، عوامی مقامات پر ہونیوالی کارروائیوں میں طالبان ملوث نہیں، ترجمان طالبان:

تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان اعظم طارق نے کہا ہے کہ تحریک طالبان پاکستان کے اہداف بڑے واضح ہیں۔ یہ جو کارروائیاں بازاروں اور عوامی مقامات پر ہورہی ہیں یہ موجودہ حکمران ٹولہ اور ملک میں لائی گئی بلیک واٹر کی کارستانیاں ہیں جو کہ اے این پی اور پیپلز پارٹی والوں نے صرف اور صرف اقتدار کو طول دینے امریکی خوشنودی اور اپنے مقاصد کے حصول کیلئے کررہے ہیں۔ تحریک طالبان پاکستان کے مرکزی ترجمان اعظم طارق نے نامعلوم مقام سے ٹیلی فون پر میڈیا کو بتایا کہ مجاہد قوتوں کو بدنام کرنے کیلئے اس قسم کی مذموم ہتھکنڈے استعمال کئے جاتے ہیں عوام ملک کی موجودہ بحرانی صورتحال کو سمجھنے اور جاننے کی کوشش کریں کہ یہ صورتحال کس کی پیدا کردہ ہے اور کون اس کا ذمہ دار ہے پشاور کے بازاروں اور عوامی مقامات پر ہونیوالے دھماکے فدائی نہیں بلکہ پہلے سے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کیے جارہے ہیں ہم اس کارروائیوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور متاثرین سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں ہم امید رکھتے ہیں کہ عوام کی دعاؤں سے جلد ہی ان عوام دشمن غاصب حکمرانوں سے نجات مل جائے گی ملک کی حالیہ صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریک طالبان کے مرکزی ترجمان نے کہا کہ بازاروں اور عوامی مقامات پر ہونیوالی کارروائیاں طالبان نہیں بلکہ ملک میں موجود بلیک واٹر کررہی ہے۔

۸/فروری: بروند بازار میں ایک ریموٹ کنٹرول بم دھماکے سے دشمن کے جیمر والی گاڑی تباہ، ان کے ساتھ چلنے والے ۴ پیدل فوجی مردار ہوئے۔

۱۷/فروری: شہور سکول بروند کے قریب وانا روڈ پر ریموٹ بم حملہ۔ ایک گاڑی تباہ دشمن کی اور اس میں سوار فوجی ہلاک۔

۲۲/فروری: ڈیرہ مولا خان سرائے میں دشمن کے پانی لے جانے والے دستے پر وزن والی مائن سے حملہ، ایک گاڑی تباہ۔

۴/مارچ: بسکائی کی حفاظتی چوکی پر سنا ئپر کی کارروائی میں دو فوجی ہلاک۔

۸/مارچ: سروکئی وانا روڈ پر لگائی گئی مائن کو دشمن کے بم ڈسپوزل گروپ نکالنے کی کوشش کر رہے تھے کہ مجاہدین نے بم کو پھاڑ دیا، جس سے تین ایف سی اہلکار مرے۔

۲۳/مارچ: ہنگو کے علاقے غلوچینہ میں ۲ دن قبل اغوا کیے گئے اورکزئی ایجنسی کے حکومتی ایجنٹ ۶ قبائلی سرداروں میں سے ایک ملک جنت خان کو قتل کردیا گیا۔

۲۵/مارچ: اورکزئی میں فورسز کی گاڑیوں کا عوام نے سیاہ جھنڈیوں سے استقبال کیا جبکہ ڈوگرہ میں فوجی گاڑی کو ریموٹ کنٹرول بم سے اڑادیا گیا۔

۲۶/مارچ: اورکزئی میں ماموزئی کے علاقے میں اندھا دھند فوجی بم باری سے تبلیغی مرکز، مسجد اور سکول تباہ اور ستر سے زاید طلبا وعلماء شہید جبکہ اورکزئی کے اغوا شدہ ۶ قبائلی سرداروں میں سے مزید دو قتل کردیا گیا۔ گل حکیم اور فضل جمیل کی لاشیں ہنگو کے علاقے غلوچینہ سے ملیں۔ دریں اثنا ستوری خیل میں قبائلی سردار ملک زرین' جو حکومتی جاسوس تھا' کو بھی قتل کردیا گیا۔

۲۷/مارچ: اورکزئی کی تحصیل لوئر میں کلایہ کے مقام پر سیکورٹی فورسز کے ایک کیمپ پر مجاہدین کا حملہ، جس میں لیفٹیننٹ کرنل انور عباس بٹ سمیت ۱۰ اہل کار ہلاک ہوئے اور ۲۰ اہل کار زخمی ہوگئے۔

۲۸/مارچ: جنوبی وزیرستان کے علاقے مکین میں بش زیارت کے مقام پر فوج کے کانوائے پر حملے میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی۔

۳۰/مارچ: اورکزئی کی لوئر تحصیل کے علاقے فیروز خیل موضع گیدڑہ میں مجاہدین اور فوج کے درمیان شدید جنگ جاری ہے۔ یہ جنگ لیفٹیننٹ کرنل کی ہلاکت کے بعد سے جاری ہے جبکہ ہنگو میں پولیس موبائل پر ریموٹ کنٹرول حملہ ہوا جس میں ۶ اہل کار زخمی ہوگئے۔ دریں اثنا ٹانک میں حکومتی حمایتی زین الدین محسود گروپ کے دفتر میں دھماکہ ہوا جس میں متعدد افراد ہلاک ہوئے جن میں منیر اور شاہ ولی بھی شامل ہیں۔ اُدھر باجوڑ کی تحصیل ماموند میں قومی لشکر کے راہ نما ملک تاج کی گاڑی کو دھماکے سے اڑادیا گیا جس میں ملک تاج ساتھی سمیت ہلاک ہوگیا جبکہ پانچ افراد شدید زخمی ہوئے۔

۳۱/مارچ: مجاہدین کے اورکزئی کے علاقوں گیدڑ، حشمت خان کلے اور انجانی کے بیشتر علاقوں پر دوبارہ کنٹرول حاصل کرلیا اور فوج کو پسپا کردیا۔ لوئر دیر میں ورلڈ فوڈ پروگرام کے تمام دفاتر بند کردیے گئے۔

یکم اپریل: تحصیل باڑہ کے علاقے جانسی میں ایک سو مجاہدین نے ایف سی قلعہ پر حملہ کردیا، جس میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے جبکہ جنوبی وزیرستان کے علاقے مکین میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا۔

۹/اپریل: ٹل میں متحدہ بنگش آرگنائزیشن کے صدر مجیب الرحمٰن کو قتل کردیا گیا۔

۱۱/اپریل: جنوبی وزیرستان کے سراروغہ میں حملے میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک۔

۱۳/اپریل: جنوبی وزیرستان میں جنڈولہ کے علاقے میں متعدد فوجی ہلاک، دوسری جانب اورکزئی کے علاقے شیریں درہ میں دو چیک پوسٹوں پر سو سے زاید مجاہدین کے حملے میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۱۴ اہل کار ہلاک اور ۹ زخمی ہوگئے۔

۱۴/اپریل: مہمند کی تحصیل صافی میں سیکورٹی چیک پوسٹ پر مجاہدین کے حملے میں متعدد اہل کار ہلاک و زخمی۔ دوسری طرف مینگورہ میں فائرنگ سے اے این پی کا راہ نما اور سابق ناظم سجاد خان ساتھیوں سمیت قتل۔

۱۶/اپریل: سوات کی تحصیل کبل کے علاقے ڈھیری کانجو میں قومی لشکر کے سربراہ عالم گیر خان اور اس کے ساتھی مکرم خان کو قتل کردیا گیا۔

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

صلیبی جنگ اور ائمۃ الکفر

نوید صدیقی

جنگ جیتنا مشکل، ابد تک افغانستان میں نہیں رہ سکتے، طالبان کے خاتمے کے لیے پاکستان کا تعاون چاہتے ہیں: اوباما

اوباما نے اس بات کی تصدیق کی کہ وہ ۲۰۱۱ سے امریکی فوج کو افغانستان سے واپس بلانے کے منصوبے پر قائم ہے، امریکی فوج وہاں (افغانستان) ابد تک نہیں رہ سکتی۔ ۹ سال سے جاری جنگ کو جیتنا اب بھی ایک مشکل کام ہے۔ اُس نے کہا ہے کہ القاعدہ پوری دنیا کے لیے مسئلہ ہے اور امریکہ طالبان کے خاتمے کے لیے پاکستان کا تعاون چاہتا ہے۔

فوجی مرنے کے لیے ہوتے ہیں، افغانستان میں لڑتے رہیں گے: جرمن چانسلر

جرمنی کی چانسلر انیجلا مرکل نے افغانستان میں جرمن فوجیوں کی ہلاکت پر کہا کہ ''افغان مشن میں جرمنی کی شراکت جاری رہے گی، اُس نے کہ ''فوجی مرنے کے لیے ہوتے ہیں، افغانستان میں لڑتے رہیں گے۔ مغرب کی تمام جمہوری طاقتوں کی سیکورٹی افغانستان میں کامیابی پر منحصر ہے''۔

امریکی قونصلیٹ پر حملہ جمہوریت کو کھوکھلا کرنے کی سازش ہے۔ القاعدہ ایٹم بم حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے، اسرائیل کی سلامتی پر واشنگٹن کے قدم کبھی نہیں ڈگمگائیں گے: ہیلری کلنٹن

امریکہ نے خبردار کیا ہے کہ القاعدہ خاموشی کے ساتھ ایٹم بم حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ دہشت گردوں کی جانب سے جوہری حملے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ ہیلری نے دوسری جانب اسرائیل سے اظہارِ یکجہتی کرتے ہوئے کہا کہ ''اسرائیل کی حمایت اور سلامتی پر واشنگٹن کے قدم کبھی نہیں ڈگمگائیں گے۔ امریکہ اسرائیل کے ساتھ کھڑا رہے گا اور ہر مشکل وقت میں اس کی مدد کرے گا''۔ اُس نے مزید کہا کہ ''پشاور میں امریکی قونصلیٹ پر کیے جانے والے حملے کی وجہ سے وہ انتہائی برہم اور گہرے رنج و غم میں مبتلا ہے۔ یہ حملہ پاکستان میں جمہوریت کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے اور خوف و نفاق کا بیج بونے کے لیے کیا گیا''۔

مذہبی و سیاسی قائدین بھی کہیں گے کہ ''ہم جمہوریت کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں''۔ نواز شریف کسی ''غلط'' حکومتی اقدام کی حمایت کی دلیل میں بھی یہی کہے گا کہ ''جمہوریت کو چلتی رہنا چاہیے''۔ (اسی طرح دوسرے سیاسی مداریوں کے بیانات)۔ اب حربی کافر جو مسلمانوں کی سرزمین پر موجود ہیں، ان کی ہلاکت بھی ہیلری کے بقول ''جمہوریت کو کھوکھلا کرنے کی سازش ہے''۔ لیکن عوام ہے کہ سوچتی ہی نہیں کہ آخر یہ جمہوریت کیا بلا ہے کہ جس کے قیام اور استحکام کی دعائیں ''اللہ کے ماننے والے'' اور اللہ کا انکار کرنے والے دونوں مانگتے ہیں...... ایک طرف ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا موثر رکھنے والی تقریباً 6 لاکھ کی ناپاک فوج ہے، جسے دنیا کی ساتویں ایٹمی ''قوت'' ہونے کا دعویٰ ہے (گو کہ ابھی تک یہ ایٹمی قوت کافروں سے بھیک مانگ رہی ہے کہ ہمیں ایٹمی قوت تسلیم کر لو) اور دوسری طرف چند ہزار کی تعداد پر مشتمل خاک نشین ہیں جو ہتھیاروں کے موازنے میں تہی دامن ہے۔ اب عامۃ المسلمین کے لیے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کافروں کو خطرہ تعداد اور قوت سے ہے یا بے سروسامانی سے؟

افغانستان پر فوج کشی تاریخ کا تکلیف دہ حصّہ ہے، اب آپریشن میں حصّہ لینے کا ارادہ نہیں: روسی صدر

روس کے صدر دمتری میدویدوف نے کہا ہے کہ روس افغانستان میں قیامِ امن کے آپریشن میں حصّہ لینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اُن نے کہا کہ سوویت یونین کے دور میں ہم افغانستان گئے تھے، یہ ہماری تاریخ کا تکلیف دہ حصّہ ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ روسی معاشرہ ماضی کے اس ورق کو دوبارہ کھولنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

پاکستان کے بغیر افغان مسئلے کا حل ممکن نہیں، برطانوی وزیرِ خارجہ

برطانوی وزیرِ خارجہ ڈیوڈ ملی بینڈ نے کہا ہے کہ پاکستان کے بغیر افغان مسئلے کا حل ممکن نہیں ہے۔ افغان مسئلے کے حل کے لیے پاکستان بہت اہم ہے اور اسے بھی پارٹنر بنا کر حل تلاش کیا جائے۔

پاکستان کے حکمران امتِ مسلمہ کے غدار ہیں، جنہوں نے اسلام اور جہاد سے غداری و خیانت کر کے اپنی دنیا اور عافیت برباد کی۔ افغان مسئلے کا حل جلد نکل رہا ہے، اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کے مسئلے کا ''حل'' بھی نکل آئے گا۔

پاکستان کو باور کرایا کہ بھارت نہیں طالبان حقیقی خطرہ ہیں: امریکہ

امریکی نائب وزیرِ دفاع مائیکل فلورنی نے کہا کہ اسٹریٹیجک ڈائیلاگ میں پاکستان کو باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ بھارت کے مقابلے میں طالبان سے کے لیے حقیقی خطرہ ہیں، پاکستان امریکہ کے لیے انتہائی اہم ملک ہے لہٰذا اسے حقانی جیسے گروپوں کا تعاقب کرنا ہوگا۔

اسٹریٹیجک اور ڈائیلاگ کے مفہوم پر غور کیے بغیر یہی وہ اسٹریٹیجک مذاکرات ہیں جن کے بارے میں پاکستانی وزیرِ خارجہ کہتا تھا کہ اب کی بار ہم نے ڈکٹیشن نہیں لی بلکہ پارٹنر شپ کے مقام پر آ کر بات کی ہے۔ لیکن امریکہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے پاکستان کو باور کرایا ہے (یعنی عقل سکھائی ہے اور کہاں پارٹنر شپ کا دعویٰ) کہ پاکستان اصلی خطرہ بھول جائے جو اس کی مشرقی سرحدوں پر مشقیں بھی کر رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

اک نظر ادھر بھی!!!

صبغۃ الحق

ماسکو میں زیرِ زمین راستے پر حملہ قفقاز میں روسی جرائم کہ خمیازہ ہے: امیر القفقاز 'دوکو ابوعثمان حفظہ اللہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، رحمتیں اور سلامتی ہو ہمارے نبی محمد ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب پر اور تا قیامت ہر اس شخص پر جو ان کی (لائی ہوئی) ہدایت کی اتباع کرے، اور سلامتی ہو تمام مجاہدین پر جو اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی شریعت نافذ کرنے کے لئے جدو جہد کر رہے ہیں۔

میں مجاہدینِ قفقاز کا امیر دوکو عمروف ۲۹ مارچ ۲۰۱۰ کو یہ بیان جاری کر رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہی ہیں، ۲۹ مارچ کو ماسکو میں دو اہم کارروائیاں کی گئیں، جن کا مقصد کفار کو تباہ و برباد کرنا تھا اور یہ روسی انٹیلی جنس (FSB) کے لئے ایک خصوصی پیغام تھیں۔

دونوں کارروائیاں میرے حکم پر کی گئیں، اور یہ آخری نہیں ہیں ان شاء اللہ، اور میں ان کارروائیوں کے متعلّق خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کیوں کی گئیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، ۱۱ فروری ۲۰۱۰ کو FSB کے نام سے پہچانی جانے والی لٹیروں کی جرائم پیشہ تنظیم نے ارشتی گاؤں کے علاقے میں پر امن (مسلمان) شہریوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ایک کارروائی کی...... یہ لوگ اس خطے کے غریب اور لاچار ترین لوگ تھے جو جنگلی لہسن چن کر اور پھر اسے فروخت کر کے اپنی گذر بسر کا انتظام کرتے تھے۔

یہ لوگ انتہائی بے رحمی سے ہلاک کر دیے گئے۔ FSB کے نام کے تحت کام کرنے والے لٹیروں کے ہاتھوں مارے گئے۔

ان کی لاشوں پر زخموں کے نشانات تھے اور لاشوں کو مسخ کرنے کے دیگر آثار بھی تھے۔ میرے نزدیک آج کی کارروائی، جو میرے حکم پر انجام دی گئی، غریب اور لاچار ترین روسیوں کے خلاف نہیں کی گئی، کیونکہ یہ کارروائیاں ماسکو میں وقوع پذیر ہوئیں۔

اور آج کوئی بھی سیاست دان یا صحافی یا کوئی اور فرد جو ان کارروائیوں کی وجہ سے میری مذمت کرتا ہے یا جو مجھ پر دہشت گردی کا الزام لگاتا ہے تو مجھے اس پر ہنسی آتی ہے۔ میں صرف مسکرا ہی سکتا ہوں کیونکہ میں نے پیوٹن پر تو کبھی ان شہریوں کے قتل کے نتیجے میں دہشت گردی کا الزام لگتے نہیں سنا جو اس کے حکم پر ۱۱ فروری کو مارے گئے۔

میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں اور ان تمام روسیوں کو ضمانت دیتا ہوں جو ان سب خاص استبدادی قوتوں کو بھیجتے اور ان کی پشت پناہی کرتے ہیں، وہ یہاں ہر طرح کی سفاکیت کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ (یعنی) تمہارے لٹیرے گروہ جو ہمارے خطۂ قفقاز آتے ہیں ان کے لیے یہ آخری کارروائی نہیں ہے۔

یہ کارروائیاں تمہاری سرزمین پر جاری رہیں گی۔ ان شاء اللہ۔ اور وہ کارروائی جو اُن مجاہدین کے انتقام کے لئے ہے جو 11 فروری کو (شہریوں کے ساتھ) مارے گئے، تم جلد ہی اسے دیکھ لو گے اور اس کے بارے میں سن لو گے۔ یہ کارروائی خصوصی اقدامات کے ساتھ انجام دی جائے گی، باذن اللہ۔

یہی وجہ ہے کہ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بیان دے رہا ہوں کہ جیسا کہ میں نے وعدہ کیا، تم روسی اس جنگ کو محض ٹیلی وژن پر دیکھتے اور ریڈیو پر سنتے ہو، اور اسی وجہ سے تم خاموش ہو، تم اپنے اُن لٹیرے گروہوں کی سفاکیت پر ردِعمل کا اظہار نہیں کرتے جو پیوٹن کی سرپرستی میں سرگرم ہیں اور جو قفقاز روانہ کیے جاتے ہیں۔ اسی لئے میں تم سے وعدہ کرتا ہوں: یہ جنگ تمہاری سڑکوں پر پہنچے گی، باذن اللہ، اور تم اسے اپنے جسم و جان پر محسوس کرو گے۔ اللہ اکبر!

الطاف حسین پاکستانی مسیحیوں کے عظیم قائد ہیں: اسٹیفن آصف

اقلیتی رکن سندھ اسمبلی اسٹیفن نے ایسٹر کے موقع پر مختلف مسیحی بستیوں کا دورہ کیا۔ اس موقع پر اُس نے کہا کہ الطاف حسین پاکستانی مسیحیوں کے عظیم قائد ہیں، جنہوں نے اقلیتوں کو ایک نئی امید اور حوصلہ دیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ایم کیو ایم اقلیتی برادریوں کو پاکستان کے برابر شہری تسلیم کرتی ہے اور ان کے جائز حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد بھی کر رہی ہے۔

سچ کہا کہ الطاف حسین پاکستانی مسیحیوں کے عظیم قائد ہیں بلکہ پاکستان کے تمام شیاطین کے قائد ہیں۔ الطاف حسین کو اپنا نام 'الطاف مسیح' رکھنا چاہیے تاکہ مشابہت مکمل ہو جائے۔

30 ممالک کے دفاعی اتاشیوں کا سوات کا دورہ

تیس ممالک کے دفاعی اتاشیوں نے سوات کی تحصیل کبل میں فرنٹیئر کور کے کیمپ کا دورہ کیا۔ وفد کے علاقے کی صورت حال کے بارے میں بریفنگ بھی دی گئی۔ دفاعی اتاشیوں کا تعلّق امریکہ، چین، کینیڈا، ہالینڈ، آسٹریلیا، اٹلی اور دیگر ممالک سے تھا۔ تحصیل کبل کے علاقے میں ایف سی کے کیمپ میں دفاعی اتاشیوں کے لیے تقریب کا اہتمام کیا گیا۔

جنرل کیانی کی مدت ملازمت میں توسیع کی امریکی خواہش

امریکی حکام کی خواہش ہے کہ پاکستانی فوج کے سربراہ جنرل اشفاق پرویز کیانی کی مدت ملازمت میں دو سال کی توسیع کر دی جائے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ جنرل اشفاق پرویز کیانی اس وقت تک پاک فوج کی کمانڈ کریں جب تک طالبان اور القاعدہ کے خلاف جنگ جاری ہے۔

چپڑاسی باپ کے بیٹے کیانی کو اپنے باپ سے آقاؤں کے جوتے پالش کرنے کی وراثت ہی ملی ہے۔ اور اس کے آقا اس سے بڑے خوش ہیں کہ بہت 'اچھا' پالیشیا' اور' مالیشیا ہے۔

سرزمین پاکستان، بھارت کی گزرگاہ!!!

مسلم لیگ (ق) کے رکن پارلیمان خرم دستگیر خان نے معاون وزیر مالیات حنا ربانی کھر سے سوال کیا کہ پاکستان کے راستے افغانستان پر قابض نیٹو افواج کو بھارت سے

رسد اور دیگر ساز و سامان کیوں جارہا ہے؟ تو اُس نے بتایا کہ یہ سلسلہ تو افغانستان پر امریکی حملے کے دن سے جاری ہے اور بھارت کا مال پاکستان کی بندرگاہوں اور ہوائی اڈوں پر اتار کر افغانستان میں نیٹو افواج کو بھیجا جاتا ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ 1965 کے افغانستان پاکستان راہداری کے معاہدے کا اطلاق بھارت پر اس لیے نہیں ہوتا کہ یہ دوطرفہ معاہدہ ہوا تھا، جس کی رو سے پاکستان کسٹم کا عملہ اسے نہ تو کھول کر دیکھ سکتا ہے، نہ اس پر محصول عائد کر سکتا ہے۔ نیز نیٹو درآمد کردہ بھارتی سامان کی تفصیل بتانے کا بھی پابند نہیں ہے۔

پشاور میں بڈھ بیر ایئر بیس حاصل کرنے کے لیے امریکہ سرگرم

امریکہ نے پشاور میں بڈھ بیر ایئر بیس کے حصول کے لیے کوششیں تیز کر دی ہیں۔ امریکی حکام نے اس مقصد کے لیے امریکی مکینکس، طیاروں اور ہیلی کاپٹرز کے لیے اراضی کی کمی کو جواز بنایا ہے۔ لہٰذا امریکی حکام چاہتے ہیں کہ انہیں بڈھ بیر کا اڈا دیا جائے تا کہ وہ اپنے بڑھتے ہوئے عملے کی نقل و حمل اور اضافی سامان کی رسد کو یقینی بنا سکیں کیونکہ زمینی راستہ خطرناک ہے۔

پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں امریکی افواج اور خفیہ اداروں کے اڈے موجود ہیں۔ جس طرح ''نشئی'' کو عادت ہوتی ہے کہ گھر کا سامان اور چیزیں تک نشے کے لیے بیچتا ہے، اسی طرح پاکستانی حکمران اور فوج بھی وہ ''نشئی'' ہیں جن کو پاکستان کا سامان بلکہ عوام تک بیچنے کی عادت پڑ گئی ہے تا کہ ان کے تعیّشات کا نشہ پورا ہو سکے۔

نواز شریف امریکی سفارت خانے پہنچ گیا، پیٹرسن سے ملاقات

نواز شریف نے منگل کو پاکستان میں متعین امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن سے ملاقات کی۔ امریکی سفارت خانے میں ہونے والی ملاقات کے دوران امریکی سفیر این ڈبلیو پیٹرسن نے نواز شریف کو یقین دہانی کرائی کہ امریکہ پاکستان میں جمہوریت کے استحکام کے لیے اپنا کردار ادا کرتا رہے گا۔

نواز شریف بھی کفار کا ویسا ہی ایجنٹ ہے جیسا کہ آج کا حکمران طبقہ۔ فرق صرف پوزیشن کا ہے۔ والذی خبث لا یخرج الا نکدا (القرآن) ''جو خبیث ہوتا ہے اُس سے گندگی ہی نکلتی ہے''۔

نیٹو بہت جلد ختم ہو جائے گا: سابق وزیر اعظم سلواکیہ

سلواکیہ کے سابق وزیر اعظم یان چرنوگ ورسکی نے کہا کہ نیٹو بہت جلد ختم ہو جائے گا کیونکہ اس کی ترقی کے لیے ساز گار حالات موجود نہیں ہیں۔

نہ صرف نیٹو بلکہ کفار و مرتدین کے سب لشکروں کو جلد شکست ہوگی اور یہ مصنوعی شان و شوکت ان شاء اللہ هَبَاءً مَنْثُوْرًا ہو جائے گی۔

افغان سرحد کے دونوں جانب کارروائیوں کا امریکی منصوبہ

امریکی حکومت نے پاک افغان بارڈر کے دونوں جانب کارروائیاں کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ان کارروائیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے قبائل و سرحدات کے نام سے کابل میں ایک نئی وزارت قائم کی جارہی ہے، جس کے تمام فنڈز اور کنٹرول امریکہ کے پاس ہوگا۔ اس وزارت کے تحت کیے جانے والے سرحد کے دونوں جانب آپریشنز کی نگرانی امریکی حکام بذات خود کریں گے خصوصاً پاکستان کے اندر اس کی کارروائیوں کو مربوط کرنے کے منصوبے کی اطلاعات ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

بقیہ: غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

۱۸/اپریل: مہمند کی تحصیل صافی میں بارودی سرنگ دھماکے سے سیکورٹی اہل کار لعل زرین سمیت متعدد ہلاک

۱۹/اپریل: کوہاٹ پولیس تھانہ بلی ٹنگ کے قریب کار بم دھماکے میں ۷ سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۳۰ زخمی ہو گئے۔

۲۰/اپریل: خیبر کی تحصیل جمرود میں نیٹو آئل ٹینکر کو ریموٹ کنٹرول دھماکے سے اڑا دیا گیا، ۵ گاڑیاں تباہ۔

۲۱/اپریل: ہنگو کی تحصیل ٹل کے علاقے توت کسی میں سیکورٹی فورسز کے کانوائے پر ریموٹ کنٹرول حملے میں ۳ اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے جبکہ وزیرستان میں بدرسر کے مقام پر کمین میں ۵ اہل کار ہلاک ہوئے۔

۲۳/اپریل: تحصیل کبل کے علاقے سیگرام میں سیکورٹی فورز کے قافلے جو کوزہ بانڈی جارہے تھے، پر مجاہدین نے حملہ کر دیا۔ اس کارروائی میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک و زخمی ہوئے، سرکاری ذرائع کے مطابق ایک اہل کار ہلاک ہوا۔

۲۴/اپریل: شمالی وزیرستان کے علاقے بویہ میں فوجی قافلے پر مجاہدین کی کمین میں ایک کیپٹن سمیت گیارہ فوجی ہلاک اور ۱۶ اہل کار زخمی ہو گئے، ۴ گاڑیاں تباہ ہوئیں۔ جبکہ شمالی وزیرستان میں ہی میر علی کے علاقے خدی میں چار امریکی جاسوسوں کو قتل کر دیا گیا۔

پاکستانی فوج کی مدد سے صلیبی ڈراؤن میزائل حملے

۲۷ مارچ: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے ہرمز میں امریکی میزائل حملہ، ۴ افراد شہید

۳۰ مارچ: شمالی وزیرستان کے علاقے تپی میں امریکی ڈرون میزائل حملے میں 9 افراد شہید

۴/اپریل: شمالی وزیرستان کے ہیڈ کوارٹر میران شاہ بازار کے قریب ایک مکان پر امریکی جاسوس طیاروں نے 2 میزائل داغے، 3 افراد شہید، متعدد زخمی

۱۲/اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل بویا کے علاقے محمد خیل میں امریکی جاسوس طیارے کے میزائل حملے میں 13 افراد شہید ہو گئے۔

۱۴/اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل میں امریکی جاسوس طیارے سے کیے گئے حملے میں 5 افراد شہید، جبکہ 2 زخمی ہو گئے۔

۱۶/اپریل: شمالی وزیرستان کے ہیڈ کوارٹر میران شاہ کے علاقے ٹل خیل میں امریکی جاسوس طیاروں سے ۷ میزائل داغے گئے۔ ۱۶ افراد شہید جبکہ ۷ ۲ زخمی ہوئے۔

۲۴/اپریل: شمالی وزیرستان میں تحصیل میر علی کے علاقے مچی خیل میں ۶ ڈرون طیاروں نے ایک گھر پر ۸ میزائل داغے۔ ۹ افراد شہید، متعدد زخمی۔

۲۶/اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے خوشحال کلے میں ڈرون میزائل حملہ، ۹ افراد شہید

☆☆☆☆☆☆

مجاہدین اسلام کا پیغام' ملت پاکستان کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿۱﴾ پاکستانی حکومت امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کرے:

(ا) حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ امریکہ سے اپنے تعلقات پر نظر ثانی کرے۔ کم از کم امریکہ کے ساتھ فوجی اور معاشی تعلقات فوری طور پر ختم کر دیے جائیں۔ (ب) دوسرے نمبر پر ثقافتی اور تعلیمی تعلقات ختم کر دیے جائیں۔ (ج) تیسرے نمبر پر سیاسی وسفارتی تعلقات ختم کر دیے جائیں...... کیوں؟ اس لیے کہ امریکہ ایک دہشت گرد ملک ہے۔ اسرائیل اور بھارت جیسے ریاستی دہشت گردوں کا سر پرست ہے۔ امریکہ کے منہ کو مسلمانوں کا خون لگا ہوا ہے۔

☆ **امریکہ ایک دھوکے باز ملک ہے۔**

☆ **امریکہ ایک مفاد پرست ملک ہے۔**

☆ **امریکہ ایک سامراجی ملک ہے۔**

☆ **امریکہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کا قاتل ہے۔**

☆ **امریکہ نے ظلم وتشدد پر کمر باندھی ہے۔**

☆ **امریکہ کے ساتھ تعلق رکھنا ظلم وتشدد کا ساتھ دینا ہے۔**

جب تک امریکہ مسلمانوں کی سرزمین سے اپنے فوجی اڈے ختم نہیں کرتا اور اسرئیل کی سرپرستی سے دست بردار نہیں ہوتا: (۱) امریکہ سے مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ (۲) امریکی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ (۳) امریکی بنکوں سے رقم نکلوالی جائے۔ (۴) ڈالر کے ذریعے ہر قسم کا لین دین ختم کر دیا جائے۔ (۵) امریکہ سے کاروبار کرنے پر پابندی لگا دی جائے۔ (۶) امریکہ میں موجود مسلمانوں کو امریکہ کے خلاف متحد کیا جائے۔ (۷) امریکہ کے تعلیمی اداروں کے لیے سٹوڈنٹ ویزے بند کر دیے جائیں۔ (۸) امریکہ کے ساتھ وفود کے تبادلے پر پابندی لگا دی جائے۔ (۹) امریکہ کے سفارتی عملے کی تعداد فوری طور پر نصف کر دی جائے۔ (۱۰) امریکہ کے غیر سفارتی عملے کو ملک چھوڑنے کا حکم دے دیا جائے۔

﴿۲﴾ وزیرستان سمیت تمام قبائل سے افواج پاکستان واپس چلی جائیں:

اس لیے کہ فوج کی یہاں پر موجودگی صرف امریکہ کے حکم سے ہے۔ امریکہ کا حکم ماننے سے دنیا اور آخرت دونوں کی بربادی ہے۔ فوج کو امریکہ کی ڈیوٹی دینے کی بجائے اپنے دین وملک اور قوم کے مفاد کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اور اپنی عسکری استعداد میں اضافے کے ساتھ ساتھ ہندوستان سے اپنے مقبوضہ علاقے واپس لینے چاہئیں۔

☆ امریکہ کی جنگ اسلام کے خلاف ہے۔

☆ اسلام کے خلاف امریکہ کی جنگ میں امریکہ کا ساتھ دے کر پاکستان کی فوج ارتداد کا ارتکاب کر رہی ہے۔

☆ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شرکت کرنے والے افسر وجوان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں۔

☆ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے افسروں اور جوانوں کی بیویاں نکاح سے نکل جاتی ہیں۔

☆ اب جس جس نے اس جنگ میں امریکہ کا ساتھ دیا اور اس کا حکم مانا ہے اسے فوری طور پر............

(۱) امریکہ کی اطاعت سے انکار کرنا چاہیے۔

(۲) اللہ سے توبہ کرنا چاہیے۔

(۳) دوبارہ کلمۂ شہادت پڑھنا چاہیے۔

(۴) بیویوں کو دوبارہ نکاح میں لانے کے لے علماء سے مسئلہ پوچھ کر نکاح کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اسلام کے خلاف جنگ کرنے والے اگر دوران جنگ مارے جاتے ہیں تو ان کا نماز جنازہ نہیں ہوتا۔کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ایسے ظالموں کی نماز جنازہ میں شرکت کرے۔ ہر مسلمان کو اللہ کی پکڑ سے ڈرتے ہوئے اس فعل سے اجتناب کرنا چاہیے۔اور جو مسلمان لاعلمی کی وجہ سے یا مجبوراً ایسا کر چکے ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اللہ سے توبہ کریں اور علما سے اس بابت رہنمائی حاصل کریں کہ ایسے گناہ پر اللہ کی گرفت سے بچنے کے لیے صرف توبہ کافی ہے یا کفارہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔

﴿۳﴾ قبائل (وزیرستان) سے واپس جا کر فوج کیا کرے؟

☆فوج پورے ملک کی سطح پر تمام عسکری و نیم عسکری اداروں میں یوم توبہ کا انعقاد کرے۔

(۱) اس موقع پر فوج کے ہر یونٹ کے اندر اور جمعہ کے موقع پر ہر یونٹ کی مسجد میں علماء کے بیانات ہوں جن میں توبہ کی فضلیت اور حقیقی توبہ کے طریقوں پر روشنی ڈالی جائے۔

(۲) فوج کے دفاتر اور رہائشی علاقوں میں ایسے اسٹیکرز اور وال چارٹ بنا کر لگائے جائیں جن پر اللہ تعالی سے اور مسلمانوں سے معافی مانگنے کا اعلان ہو۔اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کفار سے برات کا عہد کیا جائے۔

☆ان سب افسروں کو فوج سے فوری طور پر نکال دیا جائے جنہوں نے امریکہ سے یا کسی اور یورپی ملک سے مسلمانوں کی عزت یا جان کے لیے کسی بھی قسم کا مالی مفاد حاصل کیا ہو۔

☆ان تمام افسروں کو بھی فوج سے نکال دیا جائے جنہوں نے امریکی انٹیلی جنس کے لیے کام کیا ہو۔

☆ان تمام افسروں کو بھی فوج سے خارج کر دیا جائے جنہوں نے امریکی خفیہ اداروں سے مل کر خاص طور پر ڈرون حملوں کے ذریعے مسلمانوں کو شہید کروایا ہو۔

☆فوج اپنی حکمت عملی کی تشکیل نو کرتے ہوئے ہندوستان سے تمام مقبوضہ علاقے واپس لینے کا جامع منصوبہ بنائے۔

☆ اس مقصد کے لیے عسکری تیاریوں کو ایک سال کے اندر اندر مکمل کر لیا جائے۔اور ابلاغ کے محاذ پر ہر طبقہ فکر کے موثر افراد کے ذریعے قوم کو ایثار وقربانی اور جہاد کے لیے تیار کیا جائے۔

☆ ایسی حکمت عملی وضع کی جائے جس کے نتیجے میں مختصر جنگ کے ذریعے کشمیر اور حیدر آباد دکن ہندستان سے واپس لے لیے جائیں۔

☆ استشہادی حملوں کے ذریعے انڈیا کی فوج کو سرنڈر رہونے پر مجبور کر دیا جائے اور انھیں گرفتار کر کے اسی طرح لاہور کے مال روڈ پر جلوس نکالا جائے جیسے انڈین فوج نے کلکتہ کے بازاروں میں پاکستانی فوج کا جلوس نکالا تھا۔

☆ فوج اپنے آپ کو اس قابل بنائے کہ وہ پہلے کمانڈو کاروائیوں کے ذریعے سے اور بعد ازاں فوجی یلغار سے دہلی تک کو مسلمانوں کے تسلط میں واپس لانے کا فریضہ سرانجام دے۔

☆ کشمیر آزاد کروانا اور ڈھاکے کی رسوائی کا بدلہ لینا افواج پاکستان کا دینی واخلاقی اور قومی فریضہ ہے۔

☆ فوج، کفار کی پھیلائی ہوئی عالمی سازشوں سے دامن جھاڑ کر علیحدہ ہو جائے اور اپنی پوری توجہ اس بات پر صرف کرے کہ اس کے دامن پر ناکامی ونامرادی اور شکست کے داغ دھل جائیں۔

﴿۴﴾ قبائل ہمیشہ سے محبّ وطن اور اسلام کے متوالے ہیں:

☆ قبائل نے کبھی اسلام اور وطن کی عزت وحرمت پر آنچ نہیں آنے دی۔

☆ قبائل کے بہادر جوان اپنی ملت کے غیور مجاہدین ہیں۔

اگر پاکستان کی افواج جرات وبہادری کے ساتھ ہندوستان کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے ملت کے ماتھے پر عزت ووقار کا تاج سجاتی ہیں تو دنیا دیکھ لے گی کہ غیور قبائل اپنے ماضی کی درخشاں روایات کو دہراتے ہوئے افواج پاکستان سے پیچھے نہیں رہیں گے۔

☆ بلوچستان کی طرح قبائل کے عوام سے حکومت اعلانیہ معافی مانگے اور قبائل میں فوج کے آپریشنز سے تباہ ہونے والی مساجد، مدارس، سکول ہسپتال اور گھر دوبارہ تعمیر کرے اور دیگر مالی وجانی نقصانات کا ازالہ کرے۔

والسلام

مجاہدین اسلام



ہم لاکھ بھی انصاف کے دستور تراشیں
آئین شریعت کا نہیں ہے تو ستم ہے

بیداریٔ افکار نہ بے تابیٔ جذبات
لفظوں کی تجارت کہ صحافت کا قلم ہے

عشرت کی طلب نے تجھے چھوڑا نہ کہیں کا
ہاتھوں میں کہاں تیری شجاعت کا علم ہے

ہے شعلۂ ایماں، نہ ہی اخلاق ،نہ کردار
اس پر بھی ہیں مسلم تو یہ کلمے کا بھرم ہے

ہیں عالم اسلام کے وہ آج مسیحا
ملت کے زیاں کا جنہیں احساس نہ غم ہے

دہراؤ نہ اب اپنی بڑائی کے فسانے
امت کا سرِ فخر بڑی دیر سے خم ہے

اعمال کو دیکھیں تو ہلاکت کے سزاوار
زندہ ہیں اگر پھر بھی تو آقا کا کرم ہے

غیرت ہے تو اس جینے سے مرجانا ہے بہتر
دیکھا نہیں کفار کے نرغے میں حرم ہے!

بے تیغ نہ ٹوٹے گا یہ طاغوت کا غلبہ
میداں میں آ انورؔ تیری شمشیر میں دم ہے

انورؔ مرادآبادی

جاہلیّت کے مقابلے میں اسلام ''جنگ بندی'' نہیں کرسکتا!!!

اسلام کی فطرت کا یہ اٹل تقاضا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو غیر اللہ کی بندگی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے روز اول سے ہی پیش قدمی شروع کر دیتا ہے۔لہٰذا اس کے لیے جغرافیائی حدود کی پابندی ناممکن ہے اور نہ وہ نسلی حد بندیوں میں محصور ہو کر رہ سکتا ہے، اسے یہ بھی گوارا نہیں کہ وہ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیلی ہوئی پوری نوعِ انسانی کو شر و فساد اور بندگئ غیر اللہ کا لقمہ بنتے دیکھے اور پھر اسے چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کر لے۔ اسلام کے مخالف کیمپوں پر تو ایک ایسا وقت آ سکتا ہے کہ ان کی مصلحت کا تقاضا یہ ہو کہ اسلام کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہ کی جائے بشرطیکہ اسلام انہیں اس بات کی اجازت دے دے کہ وہ اپنی علاقائی حدود کے اندر بندگئ غیر اللہ کی ڈگر پر چلتے رہیں، اسلام انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور انہیں اپنی دعوت اور اپنے اعلانِ آزادی کی پیروی پر مجبور نہ کرے۔ مگر اسلام ان کے ساتھ ''جنگ بندی'' کا موقف اختیار نہیں کرسکتا۔ الا یہ کہ وہ اسلام کے اقتدار کے آگے اپنا سر خم کر دیں، اور جزیہ دینا قبول کر لیں۔ جو اس امر کی ضمانت ہوگا کہ انہوں نے دعوت اسلام کے لیے دروازے کھول دیے ہیں اور اس کی راہ میں کسی سیاسی طاقت کے بل پر روڑے نہیں اٹکائیں گے۔ اس دین کا یہی مزاج ہے اور اللہ تعالیٰ کی عالمی ربوبیت کا اعلان اور مشرق و مغرب کے انسانوں کے لیے غیر اللہ کی بندگی سے نجات کا پیغام ہونے کی حیثیت سے اس کا یہ ناگزیر فرض بھی ہے۔ اسلام کے اِس تصور میں اور اُس تصور میں، جو اسے جغرافیائی اور نسلی حدود میں مقید کر دیتا ہے، اور جب تک کسی بیرونی جارحیت کا خطرہ نہ ہو اسے کسی اقدام کی اجازت نہیں دیتا، فرق ظاہر ہے۔ پہلی حالت میں وہ ایک زندہ اور متحرک قوت ہے، جب کہ دوسری صورت میں وہ تمام داخلی اور فطری محرکاتِ عمل سے یک سر محروم ہو جاتا ہے!

اسلام کی پیش قدمی اور حرکت پسندی کے وجوہِ جواز زیادہ موثر اور واضح طور پر سمجھنے کے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ اسلام انسانی زندگی کا خدائی نظام ہے، یہ کسی انسان کا وضع کردہ نہیں ہے، نہ یہ کسی انسانی جماعت کا خود ساختہ مسلک ہے اور نہ یہ کسی مخصوص انسانی نسل کا پیش کردہ طریقِ حیات۔ اسلام کی تحریک جہاد کے اسباب خارج میں ڈھونڈنے کی ضرورت صرف اسی وقت پیش آتی ہے جب ہماری نگاہوں سے یہ عظیم حقیقت اوجھل ہو جاتی ہے اور ہم بھول جاتے ہیں کہ دین کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کے قیام کے ذریعے سارے مصنوعی خداؤں کی خدائی کی بساط لپیٹ دی جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ انسان اس اہم اور فیصلہ کن حقیقت کو اپنے ذہن میں ہر وقت تازہ بھی رکھے اور پھر جہادِ اسلامی کے سلسلے میں کسی خارجی وجہ جواز کی تلاش و جستجو میں سرگرداں بھی ہو۔

(المعالم فی الطریق: از سید قطب شہیدؒ)